قرآن و سنّت کی روشنی میں

مسئلہ حاضر و ناظر

مصنف

محقق دوراں حضرت علامہ ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی

فاضل مدینہ یونیورسٹی

تقریظ

ترجمان اہلسنت

ابو احسان مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زیدمجدہ

ناشر: الحافظ القاری خواجہ محمد سُلیمان عثمانی

فکر مومن رائٹس اینڈ ویلفیئر فاؤنڈیشن سیالکوٹ پاکستان 0344-6307830

قرآن و سنت کی روشنی میں

مصنف

محقق دوراں حضرت علامہ ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی

فاضل مدینہ یونیورسٹی 0332-8028182

نظر ثانی

حضرت علامہ مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قادری نقشبندی

نام کتاب	مسئلہ حاضر و ناظر
مصنف	ابوابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی
نظر ثانی	مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی قادری
کمپوزنگ	لاثانی بک اینڈ کمپوزنگ سنٹر
تعداد	1100
صفحات	224
ہدیہ	140 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جمالِ کرم لاہور

کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ نبویہ لاہور

نوری بُک ڈپو لاہور / عطار اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ

حافظ بُک ایجنسی سیالکوٹ / اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ

رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ / مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ

مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / اویسی بُک سٹال گوجرانوالہ

صراط مستقیم پبلی کیشنز ، دربار مارکیٹ لاہور

فہرست مضامین

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

انتساب

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق الامام امیر المومنین

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے نام

ہدیۂ عقیدت

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ استاذ العلماء

حافظ محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بانی و مہتمم جامعہ حنفیہ دودروازہ سیالکوٹ پاکستان

دنیا سے مطلب ہمیں کیا مدرسہ ہے وطن اپنا

مریں گے کتابوں میں ہر ورق ہوگا کفن اپنا

تقریظ عزیز

از ترجمان اہلسنت

حضرت علامہ ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہٗ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ رب العالمین جل جلالہٗ نے اپنے محبوب کریم، رحمۃ اللعالمین ﷺ کو بے شمار محامد و محاسن اور فضائل و شمائل سے نوازا ہے لیکن اس سلسلہ میں روزِ اول سے ہی دو گروہ چلے آرہے ہیں، انکاری- اقراری، الحمد للہ اہلسنت و جماعت اقرار و اعتراف اور تائید و حمایت کی سعادت سے بہرہ مند ہیں، ہم اپنے آقا و مولیٰ رحمت مجسم ﷺ کے ہر کمال و خوبی کو مانتے ہیں، جبکہ منکرین (خواہ ان کا تعلق کسی بھی دھرم کیساتھ ہو) مختلف حیلے بہانوں سے ان فضائل و کمالات کا انکار کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں ایک مسئلہ "حاضر و ناظر" کا بھی ہے مخالفین اس پر اکثر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاھد یعنی مشاہدہ کرنے والا بنایا، آپ نے خود فرمایا کہ زمین کے مشارق و مغارب میری نگاہوں کے سامنے ہیں (مسلم:۲/۳۹۰) اور مزید ارشاد فرمایا: ھل ترون ما اری (بخاری:۱/۵۰۸) کیا جہاں تک میری نگاہ کام کرتی ہے وہ تم دیکھتے ہو؟ اور فرمایا: انی اری مالا ترون (ترمذی:۲/۵۷) بے شک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے، مزید فرمایا: واللہ مایخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم وانی لاراکم وراء ظھری (بخاری:۱/۱۰۲) یعنی میں تمہارے رکوع (ظاہری حالت) اور خشوع (دلی کیفیت) دونوں کو جانتا ہوں اور اپنی پس پشت بھی تمہیں دیکھ لیتا ہوں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اپنے عقیدہ کا اظہار یوں کرتی ہیں بحولی مالا ابولی (بخاری:۱/۵۳۲) یارسول اللہ! آپ وہ کچھ ملاحظہ فرماتے ہیں جو ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔

آپ کی وسعتِ نگاہ کا کیا کہنا، حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تیری گذر   دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے،   نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا یہی مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں، جسطرح سورج اپنے وجود کے لحاظ سے آسمانوں پر ہے لیکن اپنی کرنوں کے اعتبار سے پوری دنیا میں ہے، ایسے ہی آفتاب نبوت، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود باجود کے اعتبار سے گنبدِ خضراء میں تشریف فرما ہیں، لیکن اپنی نگاہ نبوت اور فیضان رسالت کے لحاظ سے ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔

اس مؤقف پر قرآن و حدیث اور اکابر علمائے اسلام کی گواہیاں جا بجا نور برسا رہی ہیں، حضرت علامہ مولانا حافظ محمد نصر اللہ آسوی مدنی، فاضل مدینہ یونیورسٹی زید علمہٗ وفضلہ نے بڑی محنت کیساتھ اس موضوع پر ان گواہیوں کو جمع فرما کر سعادت مند روحوں کیلئے حصول فیض کا ایک زریں اقدام فرمایا ہے۔ جس پر آپ لائق صد تحسین ہیں۔ آپ علم دوست اور مخلص و سراپا محبت شخصیت کے مالک ہیں۔ ذہین اور فطین ہونے کیساتھ ساتھ ذکر و فکر اور تقویٰ و پرہیزگاری کے جذبہ سے بھی سرشار ہیں۔ خداوند قدوس آپ کی مساعی جمیلہ کو شرف قبول عطا فرمائے اور آپ کو اجر کثیر اور فضل عظیم سے نوازے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

العبد: ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کچھ کتاب کے بارے میں

﴿مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب﴾

مومن اللہ پر ایمان لاتا ہے تو دل کے پورے خلوص سے اس کی بے مثال و لازوال قدرتوں کا اقرار کرتا ہے۔ وہ کسی بھی مصلحت کی بنا پر کسی کو اپنے اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا اور ذات، صفات، افعال، اوامر اور اسماء میں غرض کسی پہلو میں کسی کو اس کا ساجھی نہیں مانتا۔ توحید اس کا اوڑھنا بچھونا اور تعلق باللہ اس کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ اسے اللہ سے پیار ہے۔ تو سب سے بڑھ کر کہ وہ اس کا خالق اور مالک حقیقی ہے۔ اسے رسالت پر بھی ایمان ہے، اس لئے بھی کہ اللہ نے اپنے رسول کو جو عظمت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ وہ کسی کو نہیں بخشی۔ نیز رسول اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور باقی مخلوق اس کی گویا رعیت، نیز رسول سے اس لئے بھی تعلق خاطر ہوتا ہے کہ اللہ کے عرفان کا سب سے بڑا ذریعہ رسول ہی ہوتا ہے۔ اور توحید جو گویا مرد مومن کا اوڑھنا بچھونا ہے، اسی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا کردہ بے بہا تحفہ ہے۔

مومن کے مقابلے میں کافر توحید و رسالت کا کھلم کھلا منکر ہے مگر منافق کا حال مختلف ہے۔ وہ زبان سے مانتا ہے اور دل سے مکرتا ہے۔ کسی عقیدے کو اپنانے کا اظہار کرتا ہے اور کسی عقیدے کو بظاہر بھی قبول نہیں کرتا، اس کی سرکشی عقیدۂ توحید کے سامنے تو کسی حد تک دب جاتی ہے مگر عقیدۂ رسالت کے سامنے پھر اکڑ جاتا ہے۔ از راہ

مصلحت منافق اگر رسول کی رسالت کا اقرار کر بھی لے، کمالات رسالت و نبوت کا اقرار اسے کسی صورت گوارا نہیں۔ جوں جوں یہ کمالات کھلتے جائیں، نکھرتے جائیں اور چمکتے جائیں، اس کے بغض وحسد میں گونا گوں لعنتوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے، معاذ اللہ منافق اللہ کے رسول ﷺ کا باغی ہونے کی بنا پر اللہ کے عرفان سے بھی محروم رہا اور اللہ کے رسول ﷺ کے عرفان سے بھی، اللہ کے بارے میں اس کا اعتقاد یہودیوں سے ملتا جلتا ہے۔ یعنی یہ کہ معاذ اللہ یـد اللـــــه مـغـلـو لۃ "اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے" (المائدہ......۶۴) اور خدا کسی پر کوئی مہربانی نہیں فرماتا۔ رسول کے بارے میں ان کا تصور یہی کچھ ہوتا ہے کہ وہ بڑا بھائی بلکہ محض بھائی ہوتا ہے، رسول ہو بھی تو بے اختیار، بے بس اور بے کمال، نہ اسے علم غیب اور نہ وہ حاضر و ناظر وغیرہ وغیرہ۔ گویا اول تو منافق کو یہ گوارا ہی نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ کا رسول مان کر اسے اپنے سے بڑا سمجھے اور اگر رسول مان بھی لے تو اس کے کمالات پر ایمان لانا منافق کیلئے ناممکن ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ توحید تک شاہراہ اسلام پر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ چل سکتا ہے۔ رسالت پر ایمان اس کی جبلت پر بہت بڑا بوجھ ہے۔

منافق کوئی بھی عقیدہ رکھے، ہمیں اس سے غرض نہیں۔ اگر وہ جہنم میں کودنا چاہتا ہے تو ہمیں کیا اعتراض! ہاں افسوس ناک یہ صورت حال ہے کہ منافق ایک دو کی تعداد نہیں رہے، اب اس حد تک ان کی تعداد ہو چکی ہے کہ پریس قائم کریں، کتابیں تصنیف کریں، مدرسے بنائیں اور بستر سر پر اٹھا کر گلی گلی گھومیں، ظاہر ہے اب نفاق کی یہ اچھل کود ملت کا مسئلہ ہے۔ بدنصیب منافق جس طرح خود بارگاہ رسالت سے دور اور محروم ہیں، یونہی ساری امت کو دور و محروم کرنا چاہتے ہیں، اب کسی منافق سے الجھنا

فضول نہیں بلکہ ضروری ہو گیا ہے کہ عشاق رسول ﷺ میدان میں آئیں اور امت کو بچانے کیلئے اس فتنہ نفاق کے آگے بند باندھیں۔ حضور پرنور ﷺ کے فضائل وکمالات کا بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے شکر کا ایک انداز بھی ہے، مومن کیلئے کیف وسرور کا سامان بھی ہے مگر اب اس کے علاوہ وقت کی ضرورت اور امت کی خدمت بھی ہے۔

برادر عزیز جناب 'ابوابراہیم' نے زیر نظر کتاب ''حاضر وناظر'' اسی جذبے سے لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ آیات وروایات کی روشنی میں مسئلے کو یوں واضح کیا ہے کہ شک کی لکیر تک باقی نہیں رہتی۔ خداوند کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ان کی سعی جمیل کو قبول فرمائے اور بہترین جزا سے نوازے۔ آمین

ابوابراہیم عشق ومستی کا پیکر ہے، کاش اس میں اضافہ ہو

سگ دربار حضور نقشِ لاثانی

آسی

نقشبندی قادری حسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ لله رب العالمین والصلاةُ والسلامُ علی سیدِ الأنبیاءِ وَالمُرسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ.

﴿یَاأَیُّهَاالنَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا﴾

الصلاةُ والسَّلامُ علیکَ یارسُولَ اللهِ

وَعَلٰی آلکَ واَصْحَابِکَ یا حَبِیْبَ اللهِ

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں:-

عالم میں حاضر و ناظر ہونے کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کفِ دست کی طرح دیکھے اور دور وقریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرلے اور ہزاروں میلوں پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے یہ رفتار خواہ صرف روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ ہو یا اُسی جسم کے ساتھ ہو جو قبر میں مدفون یا کسی جگہ موجود ہے ان سب معنیٰ کا ثبوت قرآن وحدیث واقوال علماء سے ہے.(جاءالحق)

یعنی حاضر و ناظر ہونے کی تین صورتیں ہیں ایک جگہ رہ کر سارے عالم کو دیکھنا۔ آن کی آن میں سارے عالم کی سیر کرلینا۔ ایک وقت میں چند جگہ ہونا۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

نبی ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنی عبادات اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں، ان پر اعمال پیش کئے جاتے ہیں نیک اعمال دیکھ کر وہ اللہ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال دیکھ کر امت کے لئے استغفار کرتے ہیں، اور اہل اللہ اور خاص خاص بندگانِ خدا ان کی زیارت سے مستفید ہوتے ہیں ان کا کلام سنتے ہیں اور وہ اپنی قبروں سے باہر بھی آتے ہیں اور زمین اور آسمان میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، ایک وقت میں کئی جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں، اس وقت ان کی روح کئی صورتوں میں متمثل ہوتی ہے یا ایک وقت میں کئی جگہ ان کے اجسام مثالیہ نظر آتے ہیں، نبی کریم ﷺ کو جو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے اس کا یہی مفہوم ہے، حاضر و ناظر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جسم معروف اور جسدِ عنصری کے ساتھ ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

(تفسیر تبیان القرآن جلد ا ص:۶۳۱)

حاضر و ناظر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسد اصلی اور معروف تشخص کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں حتیٰ کہ کوئی معاند یہ کہے کہ جب تم کرسی پر بیٹھے ہو تو بتاؤ کرسی کے نیچے رسول اللہ ﷺ ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کرسی کے نیچے نہیں ہیں تو آپ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں اور اگر کرسی کے نیچے ہیں تو تم بڑے بے ادب اور گستاخ ہو کہ حضور ﷺ کرسی کے نیچے ہیں اور تم کرسی پر بیٹھے ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حاضر و ناظر ہونے کا یہ معنیٰ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسم اصلی اور معروف تشخص کے ساتھ بعینہٖ ہر جگہ موجود ہیں بلکہ آپ اپنے جسد اصلی اور معروف تشخص کے ساتھ اپنے روضہ انور میں جلوہ فرما ہیں وہاں آپ کے مختلف اشغال

ہیں آپ قبر انور میں نماز پڑھتے ہیں زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں ان کی درخواستوں پر توجہ فرماتے ہیں ان کے لئے دعا فرماتے ہیں اور ان کی شفاعت کرتے ہیں آپ پر اعمال امت پیش کئے جاتے ہیں آپ نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور بد اعمالیوں پر رنجیدہ ہوتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں، کائنات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں جسمِ مثالی کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں، بعض اوقات کسی کی عیادت فرماتے ہیں، کسی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں، کسی ستم رسیدہ کی مدد کرتے ہیں، کسی کو حدیث پڑھاتے ہیں، کسی کو فقہی مسئلہ بتاتے ہیں اور کسی کو محض اپنے جمال دل نواز سے شادکام کرتے ہیں اور اگر ایک وقت میں متعدد جگہ جانا چاہیں تو بیک وقت متعدد جگہ جسم مثالی کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں۔ اور چونکہ ان تمام اجساد مثالیہ میں روح واحد متصرف ہے اس لئے یہ اجسام آپ کا غیر نہیں ہیں۔ (شرح مسلم جلد ۱ص: ۷۴۸، ۷۶۰-۷۶۲)

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

إنّ نظرية الحاضر والناظر لاتتعلق بجسمه الأقدس الخاص ولا ببشريته ﷺ بل إنما تتعلق بنورانيته وروحانيته.

بیشک مسئلہ حاضر و ناظر خاص جسم اقدس اور بشریت مبارکہ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس کا تعلق آپکی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہے۔ (من عقائد اہل السنہ ص ۳۶۵)

حاضر وناظر
کے متعلق قرآنی آیات مبارکہ

آیت......۱

﴿یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا﴾

سورۃ الاحزاب آیت:۴۵ پارہ (۲۲) رکوع (۳)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا ڈر سناتا۔

شاہد کا معنی ہے حاضر وناظر کیونکہ شاہد شہود اور شہادت سے مشتق ہے۔

مفردات امام راغب میں ہے

﴿اَلشُّھُوْدُ والشَّھَادَۃُ الحَضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَو بِالْبَصِیْرَۃِ﴾

شہود اور شہادت کا معنی ہے حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ نماز جنازہ میں پڑھتے ہیں۔

﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا﴾

ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندوں مُردوں حاضر اور غائب کو بخش دے۔

اگر شاہد کا معنی گواہ بھی کیا جائے تب بھی ہمارے خلاف نہیں اس لئے کہ گواہ کو بھی گواہ (شاہد) اس لیے کہتے ہیں کہ وہ موقع پر موجود ہوتا ہے وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اُس کو بیان کرتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی اور دیگر مفسرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

﴿یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا﴾ عَلٰی مَنْ اُرْسِلْتَ اِلیھم ۔

ترجمہ: ہم نے آپ کو حاضر وناظر بنا کر بھیجا اُن پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔

(تفسیر جلالین، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابو السعود، تفسیر جمل، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک)

یعنی حضور ﷺ کا شاہد اور حاضر و ناظر ہونا اُن لوگوں کے لئے ہے جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اب قرآن سے پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ کن کن لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو قرآن جواب دیتا ہے کہ سید عالم ﷺ تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں آپ کی رسالت عامہ ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾

(سورۃ الفرقان آیت:۱ پارہ(۱۸)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہے۔

قرآن کے بعد یہی سوال حدیث سے کیا گیا تو حدیث نے جواب دیا کہ سید عالم ﷺ تمام مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں

حدیث......۱

﴿تمام مخلوق کے رسول ﷺ﴾

☆☆☆

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسولُ اللہ ﷺ

فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے چھ وجوہ سے اور انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع الفاظ عطا کئے گئے میرا رعب طاری کرکے مدد کی گئی میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا۔ میرے لئے تمام روئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنادی گئی۔ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔

(مسلم حدیث ۵۲۳ کتاب المساجد ،مشکاۃ حدیث ۵۷۴۸ کتاب الفضائل)

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

۱...... حضور ﷺ کی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت یعنی حضور ﷺ صحابہ کرام سے فرمارہے ہیں کہ یہ چھ خصائص وہ ہیں جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی نہیں ملے یعنی ان خصائص میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی میرے مثل نہیں ہیں جب حضور ﷺ کا انبیاء کرام علیہم السلام میں کوئی مثل نہیں تو امتی حضور ﷺ کی مثل کیسے ہوسکتے ہیں۔

۲...... اطلاع علی الغیب دو چیزوں میں فرق اور امتیاز وہی بیان کرسکتا ہے جو دونوں کو جانتا ہو جو دونوں کو نہ جانتا ہو وہ ایک کا افضل اور دوسرے کا مفضول ہونا بیان نہیں کرسکتا حضور ﷺ نے یہ فرما کر ,, کہ مجھے چھ وجوہ سے اور انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی ہے،، ظاہر فرمادیا کہ میں ہر نبی کو اور اُن کو دیئے گئے کمالات کو بھی جانتا ہوں اس فرمان میں ماضی کی خبر دی اور جب فرمایا ,, اور مجھ پر نبوت ختم کردی گئی،، مستقبل کی خبر دے دی کہ اب میرے بعد قیامت ہی آئے گی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے ما کان اور ما یکون کی خبر دی تو پھر ہم کیوں نہ کہیں۔

تو دانائے ما کان وما یکون ہے
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

۳......حاضر وناظر ہونا

﴿یاایُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا ط عَلٰی مَنْ اُرْسِلْتَ اِلیھم﴾

ترجمہ: ہم نے آپ کو حاضر وناظر بنا کر بھیجا اُن پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔

(تفسیر جلالین)

علامہ جلال الدین سیوطی کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اُن سب کے لئے حاضر وناظر ہیں جن کی طرف آپ بھیجے گئے اور قرآن کی آیت اور حدیث سے واضح ہوا کہ آپ ﷺ عالمین کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تو ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ ان سب کے گواہ اور حاضر وناظر بھی ہیں۔

اسی لئے امام اہل سنت فرماتے ہیں

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

آیت......۲

﴿فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا﴾

(سورۃ النساء آیت:۴۱ پارہ :۵)

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ لائیں گے۔

ہر نبی اپنی امت کے نیک اُبد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہوگی اور حضور ﷺ اپنی امت کے گواہ ہونگے۔ مگر ان گواہیوں میں فرق ہوگا کہ آپ کی امت کی گواہی تو آپ سے سن کر ہوگی۔ اور آپ ﷺ کی گواہی چشم دید ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرمارہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور ﷺ کی گواہی پر اعتراض نہ کرسکیں گے جو امت کی گواہی پر اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں۔ (تفسیر نورالعرفان)

آیت......۳

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (سورہ بقرۃ آیت ۱۴۳ پارہ نمبر۲)

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہونگے اور کفار سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے دریافت فرمایا جائے گا وہ عرض کرینگے یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی تھی اس پر اُن سے اقامةً للحجہ دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کرینگے امت محمد یہ ہماری شاہد ہے یہ امت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گذشتہ امتوں کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے

دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو وہ عرض کریں گے یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد ﷺ کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعے سے ہم قطعی ویقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرض تبلیغ علی وجہ الکمال ادا کیا پھر سید انبیا ﷺ سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور ﷺ ان کی تصدیق فرمائیں گے۔

اور حضور ﷺ کی یہ گواہی سنی سنائی نہ ہوگی کیونکہ سنی سنائی گواہی تو مؤمنین دے چکے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے تمام انبیاء کے حالات آنکھوں سے دیکھے اور اپنی امت کے ہر ظاہر و باطن کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تحقیقات حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں کہ رب قیامت میں تحقیقات کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان ونور العرفان)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی اسماعیل دھلوی کے چچا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

یعنی تمہارے رسول تمہارے اوپر گواہ ہیں کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر پرہیزگار کے مرتبہ کو جانتے ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس حجاب کی وجہ سے وہ دین میں ترقی نہ کر سکا لہذا وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات اور تمہارے اچھے بُرے اعمال اور اخلاص و نفاق کو بھی پہنچاتے ہیں ﷺ۔

(تفسیر عزیزی جلد ص ۶۳۶ مطبوعہ مطبع یوسفی)

آیت......۴

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ﴾

(سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷ پارہ (۱۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ پھر فرماتا ہے

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط﴾

سورہ الاعراف آیت:۱۵۶ پارہ (۹)

ترجمہ: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت جہانوں کو محیط لہذا حضور ﷺ جہانوں کو محیط خیال رہے کہ رب کی شان ہے رب العالمین اور حبیب کی شان ہے رحمۃ للعالمین معلوم ہوا کہ اللہ جس کا رب ہے حضور ﷺ اُس کے لئے رحمت ہیں۔

اس آیت کے تحت غزالی زماں حضرت علامہ سعید احمد صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

العالمین سے مراد صرف جن و بشر یا ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل ماسوی اللہ ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے اور رسالت کل مخلوق کیلئے عام ہے جیسا کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا!

﴿أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً﴾

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (مسلم)

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی اور لفظ رحمت مصدر بمعنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا۔ کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

(زندہ ہونا، مرحوم کے حالات سے باخبر ہونا، مرحوم پر رحم کرنے کی قدرت واختیار رکھنا اور مرحوم کے قریب ہونا)

نمبرا

سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کرسکتا وہ خود رحم کا طالب اور مستحق ہوتا ہے لہذا اگر حضور ﷺ معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو راحِمًا للعالمین نہیں ہو سکتے۔ جب آیت قرآنیہ سے حضور ﷺ کا راحِمًا للعالمین ہونا ثابت ہو گیا تو حضور ﷺ کا زندہ ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

نمبر۲

دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ بےخبری میں کسی پر کیا رحم کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس پر رحم کر کے ظالم کے ظلم سے اُسے بچائے۔ اسی خواہش کو دل میں لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اُس سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔ عمرو اس کی درخواست سن لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کا حال کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ وہ کس مصیبت میں مبتلا ہے اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تمہیں کیا

تکلیف ہے اورتم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو، اب اگر زید اُسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا ہے کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے بس مجھ پر رحم کردیجئے، تو کیا عمرو اس پر رحم کرسکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمرو اس کے حال سے پوری طرح باخبر نہ ہو اس وقت تک وہ قطعاً اس پر رحم نہیں کرسکتا۔

آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں تو جب تک حضور ﷺ تمام عالمین ماسوا اللہ جمیع کائنات ومخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ما کان وما یکون کا علم حضور ﷺ کو نہ ہو اس وقت تک حضور ﷺ رحمۃ للعالمین نہیں ہوسکتے جب حضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت ہے تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

نمبر۳

تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت واختیار نہ رکھتا ہو۔

مثال کے طور پر ایک شخص شب وروز ہمارے پاس مقیم ہے وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں مشغول رہتا ہے اور عبادت وریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف وناتواں ہوگیا ہے کہ اُس کے لئے چلنا پھرنا اور اُٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہوگیا ہے اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل وغارت کے الزام میں پکڑ کر تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اور وہ بے گناہ اس وقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے تو ہم اسے یہی جواب

دیں گے کہ واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بے گناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے؟ ہمارے پاس وہ قدرت واختیار نہیں کہ آپ کو تختہ دار سے بچالیں۔ اپنی رحمت آپ تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے اس وقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کر سکتے معلوم ہوا قدرت واختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جب حضور ﷺ تمام مخلوقات اور کل کائنات کے لئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر ذرہ کائنات تک رحمت ونعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی حضور ﷺ کے لئے حاصل ہے۔

نمبر۴:

چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت واختیار سے بھی کام نہیں چلتا کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلہ پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کر دیا۔ وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا۔ آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوص قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کر دیا۔

اب غور کریں آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو بچشمِ خود ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں اور اُس کے حال کے عالم بھی ہیں۔ رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے

اندر پائی جاتی ہے۔ آپ اپنے اختیار سے رحم کر سکتے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور ہے اور آپ اُس سے دور ہیں۔ آپ اپنی حیات، قدرت، اختیار کے باوجود بھی اس پر رحم نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم کے قریب ہونا بھی ضروری ہے۔

جب آیت قرآنیہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لئے راحم ہونا ثابت ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور ﷺ سے قریب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہو سکتی ہے؟ ایک فرد کسی ایک کے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ فرد واحد کائنات میں سے ہر فرد کے قریب ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فرد واحد افراد مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ بیک وقت تمام موجودات کائنات سے قریب ہو سکتا ہے جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔

دیکھئے ایک ہی قرآن سارے جہان میں پایا جاتا ہے۔ مشرق و مغرب، جنوب

وشمال، افریقہ وامریکہ، چین وجاپان میں ہر مسلمان حافظ قرآن کے سینے میں ایک ہی قرآن ہے اور وہ ایک ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے۔

عالم محسوسات میں شکل وصورت اور آواز ہی کو لے لیجئے کہ ایک شکل ایک صورت اور ایک ہی آواز بے شمار دیکھنے اور سننے والوں سے قریب ہے۔ ایک بولنے والے کی آواز تمام سامعین کے کانوں میں پہنچتی ہے اور ایک ہی شکل وصورت سب دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دماغوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگرچہ حافظان قرآن شریف کثیف ہیں اسی طرح سننے دیکھنے والے انسان بھی کثافت سے متصف ہیں، لیکن قرآن شکل وصورت اور آواز یہ سب چیزیں لطیف ہیں۔ اس لئے سب سے قریب ہیں کسی سے دور نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی لطافت اتنی قوی اور ارفع واعلیٰ ہے جس کی شان کو کائنات ومخلوقات کی کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس لئے حضور ﷺ کا تمام افراد ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح اور روشن ہے۔ ہم کثیف سہی لیکن حضور ﷺ تو لطیف ہیں لہذا حضور کا ہم سب سے قریب ہونا کوئی امر دشوار نہیں۔ آواز کی لطافت کا حال یہ ہے کہ جہاں تک ہوا جاسکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ ہوا اور آواز سے بھی زیادہ لطیف ہیں۔ ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جاسکتی لیکن جہاں آواز اور ہوا بھی نہ جاسکے آواز اور ہوا تو کیا! یوں کہئے کہ جہاں جبریل امین کا بھی گزر نہ ہوسکے وہاں بھی حضور ﷺ پہنچ جاتے ہیں بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جاسکے وہاں بھی حضور ﷺ پائے جاتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو شب معراج کا حال سامنے رکھ لیجئے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی تصدیق ہوجائے گی۔

مختصر یہ کہ لطافت ایسی صفت ہے جس کے ہوتے ہوئے قرب اور بعد مکانی کا اشکال باقی نہیں رہتا اور حضور ﷺ تو ایسے لطیف ہیں کہ تمام کائنات میں کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کے برابر لطیف پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف ,,جلد ۳ ص ۱۸۷ مطبوعہ نولکشور لکھنو،، میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا دلیل یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور ﷺ کے وجود مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہاں میں پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو۔ اس صورت میں حضور ﷺ کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ تمام عالموں کے قریب اسی وقت ہوسکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں۔ چونکہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔

ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے یعنی حضور ﷺ تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات وکیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شے سے قریب بھی ہیں۔ نیز ایسے روحانی نورانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بنا پر آپ کا کسی ایک چیز کے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افرادِ عالم سے یکساں قریب ہیں۔ (مقالات کاظمی)

آیت......۵

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ﴾

سورہ الاحزاب آیت ۶ پارہ (۲۱)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔

اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار یہاں تینوں معنی درست ہیں معلوم ہوا کہ حضور ہر مؤمن میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

شیخ قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ اُن کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اَوْلٰی بِمَعْنٰی اَقْرَبْ ہے۔

(تحذیر الناس ص:۱۰- اور آب حیات ص:۷۳)

سب سے زیادہ قریب ہم سے ہماری جان ہے اور جان سے بھی قریب نبی ﷺ

☆☆☆

باب ۲
قربِ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث......۲

﴿حضور ﷺ دنیا اور آخرت میں ہر مومن کے قریب ہیں﴾

☆☆☆

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں اس کا سب سے قریبی ہوں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔

(بخاری حدیث: ۲۳۹۹ کتاب الاستقراض مشکاۃ حدیث ۳۰۴۱)

حدیث......۳

﴿رسول اللہ ﷺ پرہیزگاروں کے قریب ہیں﴾

☆☆☆

عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ ورسُولُ اللهِ يَمْشِيْ تَحْتَ

رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : يَامُعَاذُ إِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّاتَلْقَانِى بَعْدَ عَامِى هٰذَا اَوْ لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِىْ هٰذَا اَوْ بِقَبْرِىْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ ؟ فَقَالَ: إِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِىَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب انہیں رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو رسول اللہ انہیں الوداع کرنے کے لئے نکلے آپ انہیں وصیت فرما رہے تھے حضرت معاذ سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ اُن کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے جب (وصیت سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ ممکن ہے کہ تم اس سال کے بعد مجھے نہ ملو غالباً اب تم میری مسجد یا میری قبر پر گذرو گے تو جناب معاذ رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے گھبرا کر بہت روئے پھر حضور ﷺ واپس ہوئے اور اپنا چہرہ پاک مدینہ کی طرف کیا اور فرمایا: لوگوں میں مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔ (احمد ۲۱۵۴۷ سلسلہ احادیث الصحیحہ للالبانی حدیث ۲۴۹۷، مشکوۃ حدیث ۵۲۲۷ کتاب الرقاق)

اس فرمان عالی میں پانچ غیبی خبریں ہیں

ایک یہ کہ ہم عنقریب وفات پا جائیں گے دوسرے یہ کہ ہماری وفات مدینہ منورہ میں ہوگی تیسرے یہ کہ ہماری قبر انور مسجد نبوی شریف میں ہوگی چوتھے یہ کہ حضرت معاذ ہماری زندگی میں وفات نہ پائیں گے پانچویں یہ کہ حضرت معاذ ہماری قبر پر زیارت کے لئے آئیں گے یہ پانچوں باتیں علوم خمسہ سے ہیں یہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا علم۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یہ فرمان عالی سن کر رو پڑے کہ میں آج حضور ﷺ سے ہمیشہ کے لئے الوداع ہو رہا ہوں، آج مدینہ منورہ سے چلتے وقت جو حالت حجاج کی ہوتی ہے وہ بیان نہیں ہو سکتی۔

بدن سے جان نکلتی ہے، آہ سینے سے
ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے

رسول اللہ ﷺ نے اُن کی تسلی کے لئے فرمایا ﴿لوگوں میں مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو پرہیز گار ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔﴾

اس فرمان عالی کے چند مقصد ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اے معاذ تم اس ظاہری فرق سے غم نہ کرو تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرو تو جہاں بھی رہو گے میرے قریب ہی رہو گے، دوسرے یہ کہ تا قیامت مسلمان تقویٰ پرہیز گاری کے ذریعہ مجھ سے قریب ہو سکیں گے، زبان، وطن، قومیت ہم سے قریب کرنے کے لئے کافی نہیں قرآن کے پاس اطاعت کے قدم سے آؤ اور حضور کے پاس ارادت کے قدم سے پہنچو ہم صرف مدینے میں نہیں رہتے ہم عاشقوں کے سینے میں رہتے ہیں بعض حضور کے قریب دار مکہ میں رہ کر حضور سے دور رہے جیسے ابولہب بعض دور رہ کر حضور سے قریب رہے جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔ (مرقات اشعۃ اللمعات، مراۃ)

حدیث......۴

﴿نبی کریم ﷺ درود پڑھنے والوں کے قریب ہیں﴾

☆☆☆

عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّی یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَیَّ صَلاةً فِی الدُّنْیَا ، مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةِ الْجُمُعَةِ مِائَةً مِنَ الصَّلاةِ قَضَی اللّٰهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ وَثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا ثُمَّ یُوَكِّلُ اللّٰهُ بِذَالِكَ مَلَكًا یُدْخِلُهُ فِی قَبْرِیْ كَمَا تُدْخَلُ عَلَیْكُمُ الْهَدَایَا ، إِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِی كَعِلْمِی فِی الْحَیَاةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:!

روزِ قیامت تم میں سے میرے زیادہ قریب ہر مقام پر وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا، جس نے جمعے کے دن اور جمعے کی رات میں مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائیگا ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس حاجتیں دنیا کی، اور اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو اس درود کو مجھ پر پیش کرتا ہے جیسے تم پر ہدیے پیش کئے جاتے ہیں میرا علم موت کے بعد بھی ایسا ہے جیسا زندگی میں تھا۔

(القول البدیع الباب الرابع ص:۲۳۱)

حدیث......۵

﴿حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ﴾

☆☆☆

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: أَوْلَی النَّاسِ بِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ أَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا

(ترمذی حدیث:۴۸۴ کتاب الصلوٰۃ، مشکوٰۃ حدیث (۹۲۳) کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ

قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا جو حضور کے ساتھ رہے اور حضور کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد۲ص:۱۰۰)

آج جسے دنیا کے کسی امیر وزیر کا قرب نصیب ہو جائے لوگ کہتے ہیں بڑا خوش قسمت ہے کہ اُسے ملک کے وزیر اعظم یا صدر کا قرب حاصل ہے تو اُس کی قسمت پر زمین و آسماں والے بھی ناز کرتے ہیں جسے امام الانبیاء محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو جائے کیونکہ جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو گیا اُس کو خدا کا قرب نصیب ہو گیا۔

منزل ملی، مراد ملی، مدعاملا
جب مل گئے حضور تو سمجھو خدا ملا
فضل ربّ العلیٰ اور کیا چاہیئے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیئے

جنت میں ہر مومن کو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا کیونکہ جنت میں وہی جا سکتا ہے جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پڑھتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ جنت کتنی بڑی ہے اور وہاں مومنوں کی تعداد کتنی ہے جنت کی چوڑائی کے متعلق قرآن پاک میں آتا ہے

﴿وَسَارِعُوْا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ﴾

(سورہ آل عمران (۱۳۳))

ترجمہ: اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑان میں زمین و آسمان آجائیں۔

جس جنت کی چوڑائی میں زمین و آسمان آجائیں تو اُس کی لمبائی کتنی ہوگی جنت میں کتنی مخلوق ہوگی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے پیدا ہونے والے مسلمان اُس میں جمع ہونگے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے قریب ہونگے اور جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر جنتی کے قریب ہو سکتے ہیں تو دنیا میں بھی ہر مومن کے قریب ہو سکتے ہیں کیونکہ حدیث میں ہے

(آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت ایسی ہے جیسے دریا کے سامنے قطرہ)

(مسلم حدیث: ۲۸۵۸) (مشکوۃ حدیث ۵۱۵۶)

اور ہر ایک کے قریب ہونے کو ہی حاضر و ناظر کہتے ہیں مسئلہ حاضر و ناظر اگر شرک ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی نہ فرماتے کہ میں ہر درود پڑھنے والے کے قریب ہوں گا۔

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

حدیث......۶

﴿حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا عقیدہ﴾

☆☆☆

عن سھل رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ :أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا.

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، پھر آپ نے انگشتِ شہادت اور درمیانی اُنگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

(بخاری حدیث:۵۳۰۴ کتاب الطلاق، مشکوۃ حدیث ۴۹۵۲ کتاب البر باب الشفقۃ والرحمۃ)

یتیم وہ نابالغ انسان ہے جس کا والد فوت ہو چکا ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی لفظ یتیم ان دونوں کو شامل ہے اور بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔ یعنی جیسے ان دو انگلیوں میں کوئی فاصلہ نہیں ایسے ہی قیامت میں مجھ میں اور اُس میں کوئی فاصلہ نہ ہوگا یعنی اُس کو مجھ سے بہت ہی قرب نصیب ہوگا۔ اور یتیم کے ساتھ نیکی کرنے والے لاکھوں کروڑوں

ہوں گے اور حضورﷺ اُن سب کے قریب ہوں گے اسی کو حاضر وناظر کہتے ہیں۔

حدیث......۷

﴿ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبیﷺ﴾

☆☆☆

عن عمر رضی اللہ عنہ قال :اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ مَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِی فَقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ قُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ وَاللهِ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَیْءٍ اَبَدًا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ ابوبکر سے سبقت لے جانا میرے لئے اگر ممکن ہو تو وہ آج ہی کے دن ہو سکتا ہے۔فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی اور ابوبکر سارا وہ مال لے آئے جو اُن کے پاس تھا فرمایا اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے اُن کے لئے اللہ ورسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز میں ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۔(ترمذی حدیث ۳۶۷۵ کتاب المناقب، ابوداود حدیث ۱۶۷۸ کتاب الزکوۃ، مشکوۃ حدیث ۶۰۳۰ کتاب المناقب) ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑا حالانکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں ابو بکر صدیق کے سامنے بیٹھے ہیں لیکن کہہ رہے ہیں کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑا ہے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ جسما ایک جگہ رہ کر بھی نورانیت اور روحانیت کے اعتبار سے ہر جگہ ہو سکتے ہیں رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر تردید نہیں فرماتے کہ ابو بکر کیا کہہ رہے ہو میں تو تمہارے سامنے موجود ہوں لیکن تم کہہ رہے ہو کہ میں گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں اگر یہ عقیدہ شرک و بدعت ہوتا تو رسول اللہ فوراً روک دیتے معلوم ہوا اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

☆☆☆

باب ۳

شخص واحد متعدد مقامات میں

ایک شخص کا متعدد مقامات میں دیکھا جانا نہ صرف ممکن ہے بلکہ بالفعل واقع ہے اس کی کئی صورتیں ہیں (۱) درمیان کے پردے اٹھا دیئے جائیں اور ایک شخص ایک جگہ ہوتے ہوئے کئی جگہ سے دیکھا جائے۔

۲......ایک شخص موجود تو ایک جگہ ہے اس کی تصویریں کئی جگہ دکھائی جائیں۔ جیسے ٹی وی میں ہوتا ہے۔ حاضر وناظر کا مسئلہ سمجھنے کے لئے ٹی وی بہت معاون ہوسکتا ہے بلکہ اب تو ایسا ٹیلی فون آ گیا ہے کہ آپس میں گفتگو بھی ہو رہی ہے اور ایک دوسرے کی تصویر بھی دکھائی دے رہی ہے جو چیز آلات کے ذریعے سے واقع ہو رہی ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہوگی؟ یقیناً ہوگی تو استبعاد کیوں؟

۳......اللہ تعالیٰ شخص واحد کے لئے متعدد اجسامِ مثالیہ مسخر فرما دیتا ہے ان میں متصرف اور کنٹرول کرنے والی ایک ہی روح ہوتی ہے اس سے وہ تکثر جزئی لازم نہیں آئے گا جسے مناطقہ محال کہتے ہیں۔ کیونکہ وحدت اور تعداد کا مدار روح پر ہے۔ جب روح ایک ہے تو وہ ایک ہی شخص کہلائے گا چاہے اجسام مختلف ہوں۔

(من عقائد اہل السنۃ عربی ص ۳۴۵)

اس کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ بطور خرق عادت ایک شخص کے متعدد اجسام ہوسکتے ہیں۔

حدیث......۸

﴿مسلمانوں کے بچے جنت کے ہر دروازہ پر بیک وقت موجود ہونگے﴾

☆☆☆

عن قُرَّةَ المزنی رضی الله عنه قال : إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَأتِی النَّبِیَّ ﷺ وَمَعَهُ ابنٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ أتُحِبُّهُ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ أحَبَّكَ اللهُ كَمَا أُحِبُّهُ فَفَقَدَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ مَافَعَلَ ابنُ فُلَانٍ قَالُوا يارَسُولَ اللهِ مَاتَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِأبِيهِ أمَا تُحِبُّ أنْ لَاتَأتِیَ بَابًا مِنْ أبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ يَنْتَظِرُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ يارَسُولَ اللهِ ألَهُ خَاصَّةً أوْ لِكُلِّنَا قَالَ بَلْ لِكُلِّكُمْ.

حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا کرتا تھا تو اُس سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اُس نے کہا اللہ بھی آپ سے اتنی محبت کرے جتنی میں اس سے محبت کرتا ہوں پھر نبی ﷺ نے اُس کے بیٹے کو نہیں دیکھا تو آپ نے پوچھا فلاں شخص کے بیٹے کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا یارسول اللہ وہ فوت ہو گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اُس کے باپ سے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس دروازے سے بھی داخل ہو تمہارا بیٹا اُس دروازہ پر (پہلے سے) موجود تمہارا انتظار کر رہا ہو؟ ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ آیا یہ بشارت اس شخص کے لئے خاص ہے؟ یا ہم سب کے لئے ہے؟

آپ نے فرمایا: بلکہ تم سب کے لئے ہے۔(احمد حدیث:۱۹۸۵۲، مشکوۃ حدیث:۱۷۵۶ کتاب الجنائز باب البکاء، شرح مسلم سعیدی جلد ۱ص:۷۵۸)

یعنی اس خبر کے بعد جب وہ شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے یا جب حضور ﷺ اُن کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے تب اُس شخص سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا مطلب یہ ہے کہ تم جنتی ہو اور تمہارے جنت میں داخلے کی شان یہ ہوگی کہ تمہارا یہ بچہ تمہارے لئے جنت کا وہ دروازہ جس سے تم جانے والے ہو گے کھلوائے ہوئے کھڑا ہوگا اور تمہارے استقبال کے لئے وہاں تمہیں موجود ملے گا قیامت میں وہ تمہاری شفاعت پہلے ہی کر چکا ہوگا لہذا اس حدیث میں بچے کی شفاعت کا انکار نہیں اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہر ایک کے انجام اور اُس کے جنتی دوزخی ہونے بلکہ اُس کے مرتبہ و درجہ اور وہاں پیش آنے والے حالات سے خبردار ہیں کہ کون کس حال میں کس دروازہ سے جنت میں جائے گا یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں شفاعت کرنے والے بچوں کو بھی یہ پتہ ہوگا کہ ہمارے ماں باپ کب اور کس دروازہ سے جنت میں جائیں گے حضور ﷺ تو شفاعت کبریٰ کے مالک ہیں آپ کو ہر ایک کے ہر حال کی خبر ہے،

یہاں صاحب مرقات نے فرمایا: فیه اشارة إلى أن خرق العادة من تعدد الأجساد المكتسبة حيث أن الولد موجود فى كل باب من أبواب الجنة.

اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بطور خرق عادت اجساد مثالیہ متعدد ہوتے ہیں، کیونکہ وہ بچہ (بیک وقت) جنت کے ہر دروازہ پر موجود ہوگا۔ مرقات ۴/۱۰۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

مزید فرماتے ہیں:-جب اولیاء اللہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے تو ان کے لئے ایسے اجساد امثالیہ کا تعدد بعید نہیں ہے جو آنِ واحد میں مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ مرقات جلد۴ص ۱۰۹، ۳۱

اور یہ ناممکن بھی نہیں اجسام مثالی لاکھوں ہو سکتے ہیں آئینہ میں اور ٹیلی ویژن میں ایک شخص کے ہزاروں عکس بیک وقت متعدد جگہ موجود ہو جاتے ہیں یہ فقط ایک مثال ہے۔

(مراۃ جلد ۲ص:۵۱۹)

جنت کے ایک دروازہ کی چوڑائی چالیس سال کی مسافت ہے (مشکوٰۃ:۵۶۲۹) اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں آپ اندازہ لگائیں کہ جب ایک عام بچہ بہ یک وقت جنت کے ہر دروازہ پر موجود ہوسکتا ہے تو پھر ولی کی شان کیا ہوگی پھر صحابی کی پھر نبی کی اور پھر امام الانبیاء کی اگر ایک بچہ حاضر و ناظر ہوسکتا ہے تو پھر نبی ﷺ کے متعلق یہ نظریہ شرک و بدعت کیوں ہوگا کوئی مانے نہ مانے ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

محمد بن الحضرمی مجذوب نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھائے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے۔ (جمال الاولیاء ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حدیث......۹

﴿انبیاء کرام کا بعد از وصال حج کرنا﴾

☆☆☆

عن ابی موسی رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

لَقَدْ مَرَّ بِالرَّوْحَاءِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا فِيْهِمْ نَبِيُّ اللهِ مُوْسٰى عليهم السلام حُفَاةً عَلَيْهِمُ الْعَبَاءُ يَؤُمُّوْنَ بَيْتَ اللهِ الْعَتِيْقِ. وفی رواية :

لَقَدْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا كُلُّهُمْ خَلَعُوْا نِعَالَهُمْ مِنْ ذِی طُوًی تَعْظِيْمًا لِلْحَرَمِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مقام روحا سے ستر انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں اُن میں موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں وہ تمام ننگے پاؤں اور عبائیں پہنے ہوئے بیت اللہ شریف کے ارادے سے جا رہے ہیں۔

ایک روایت میں ہے اس گھر کا ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے حج کیا ہے اور تمام نے ذی طویٰ سے حرم شریف کی تعظیم کی خاطر اپنی جوتیاں اتار دی ہیں۔

(رواہ ابو یعلی والطبرانی ولا باس باسنادہ فی المتابعات، ترغیب وترہیب حدیث:۱۷۳۹ جلد۲/۱۱۸، تخلیص الحبیر لابن حجر عسقلانی کتاب الحج باب دخول مکۃ جلد۲ ص۴۶۳ حدیث:۱۰۰۹)

حدیث......۱۰

﴿مسجد خیف (منٰی) میں ستر انبیاء کرام کا نماز ادا کرنا﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ

صَـلَّى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا مِنْهُمْ مُوسىٰ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ عَبَاءَتَانِ قَطَوَانِيَّتَانِ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى بَعِيْرٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں گویا میں اُن کی طرف دیکھ رہا ہوں اور اُن پر دو قطوانی عبائیں ہیں اور وہ حالت احرام میں اونٹ پر سوار ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن، ترغیب وترہیب حدیث:۱۷۳۶ جلد ۲/ ۱۱۷)

حدیث......۱۱

﴿حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کا حج کرنا﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال:

لَـمَّا مَرَّ رَسُولُ اللهِ بِوَادِي عُسْفَانَ حِيْنَ حَجَّ قَالَ: يَا أَبَابَكْرٍ أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ قَالَ وَادِيْ عُسْفَانَ قَالَ: لَقَدْ مَرَّ بِهِ هُوْدٌ وَصَالِحٌ عَلَى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ يُلَبُّوْنَ يَحُجُّوْنَ الْبَيْتَ الْعَتِيْقِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے سفر میں جب وادی عسفان سے گذرے فرمایا: اے ابوبکر یہ کونسی وادی ہے عرض کیا وادی عسفان فرمایا: اس وادی سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام سرخ اونٹیوں پر سوار ہو کر گ رے ہیں وہ تلبیہ پڑھتے ہوئے بیت اللہ العتیق کا حج کرنے جا رہے ہیں۔

(احمد حدیث ۱۹۶۳، ترغیب وترہیب حدیث: ۱۷۳۷ جلد ۲/ ۱۱۷، تلخیص الحبیر لابن حجر عسقلانی کتاب الحج باب دخول مکۃ جلد ۲ ص ۴۶۳ حدیث: ۱۰۰۹)

حدیث......۱۲

﴿حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کا حج کرنا﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال:

سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ: أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: وَادِي الأَزْرَقِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوْسٰى عليه السلام وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ. قال ثُمَّ سرنا حتى أتينا عَلَى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ: أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ؟ قَالُوْا: هَرْشَى أو لِفْتٌ. قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُوْنُسَ عليه السلام عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي مُلَبِّيًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک وادی کے پاس سے گذرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں دی ہوئی ہیں اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر ہم نے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں پہنچے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ ہرشے یا لفت ہے آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار ہیں اُن پر ایک اونی جبہ ہے اور وہ لبیک پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔

مسلم حدیث:۱۶۶ کتاب الایمان مشکوۃ ۵۷۱۷ کتاب الفضائل باب بدء الخلق

ان تمام احادیث سے حیات النبی ﷺ اور حاضر وناظر کا مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا ماننے والوں کے لئے یہی حدیثیں کافی ہیں علامہ اقبال کہتے ہیں۔

تقدیر امم کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا

مومن کی فراست ہو تو کافی اشارہ

شارح مسلم علامہ نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء کرام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ وفات پا چکے ہیں اس کا جواب یہ ہے أنهم كالشهداء بل هم أفضل منهم والشهدا أحياء عند ربهم فلا يبعد أن يحجوا ويصلوا كما ورد فى الحديث الآخر. کہ انبیاء علیہم السلام بمنزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اس لئے ان کا حج کرنا اور نماز پڑھنا بعید نہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

بعض محققین ابدال کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں جب کسی جگہ جانا مقصود ہوتا ہے تو وہ پہلی جگہ اپنے بدلے میں اپنی مثال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، اور سادات صوفیہ کے نزدیک عالم اجسام اور ارواح کے درمیان ایک عالم مثال بھی ثابت ہے جو عالم اجسام سے لطیف اور عالم ارواح سے کثیف ہوتا ہے اور روحوں کا مختلف صورتوں میں متمثل ہونا اسی عالم مثال پر مبنی ہے، اور حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں اور حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشری صورت میں متمثل ہونا اسی عالم مثال کے قبیل سے ہے، اور اسی وجہ سے یہ جائز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر موجود ہوں اور اسی وقت اپنی قبر میں بھی جسم مثالی کے ساتھ موجود ہوں اور حضرت سیدنا محمد ﷺ نے ان کو دونوں جگہ دیکھا ہو

(جذب القلوب ص ۲۷۹ باب نمبر ۱۴ زیارت روضہ مقدسہ)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

چونکہ یہ حضور ﷺ کا آخری حج تھا اس لئے آسمانوں اور زمین سے حضرات انبیاء کرام برکت حاصل کرنے کے لئے شریک ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ملاحظہ فرمایا اس واقعہ سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرات انبیاء کرام بہ حیات کامل زندہ ہیں۔ ان کی موت ان کی زندگی کو فنا نہیں کرتی جیسے شہدا کا قتل ان کی زندگی فنا نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات جہاں چاہیں جاتے آتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ان کی صرف روح نہیں جاتی بلکہ جسم شریف بھی سیر کرتا ہے۔ چوتھے یہ کہ انہیں اس دنیا کی خبر رہتی ہے کہ آج کہاں کیا ہو رہا ہے دیکھو حضور ﷺ کا حج اس جہان میں ہوا اور ان حضرات کو اُس جہان میں خبر ہوئی۔

پانچویں یہ کہ حضورﷺ اور حضور کے بعض غلام ان بزرگوں کو دیکھتے اور ان کی آوازیں سنتے ہیں ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں اونٹنی پر سوار ہونا کانوں میں انگلیاں دینا تلبیہ کہنا جسم کا کام ہے صرف روح کا نہیں۔ (مراۃ جلد ۷ ص ۵۸۹)

علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

انسانی روحیں جب پاکیزہ ہوں تو وہ ابدان سے الگ ہو جاتی ہیں اور اپنے بدن کی صورتوں میں یا کسی اور صورت میں متمثل ہو کر چلی جاتی ہیں جیسے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اعرابی کی صورت میں متمثل ہو کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا چلے جاتے ہیں اس کے باوجود ان کا اپنے ابدان اصلیہ سے تعلق برقرار رہتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور جس طرح بعض اولیاء سے منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد جگہوں پر دکھائی دیتے ہیں اور ان سے افعال صادر ہوتے ہیں، اس کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے، جو صرف کسی جاہل اور معاند ہی سے متصور ہو سکتا ہے اور علامہ ابن قیم نے دعویٰ کیا ہے کہ نبیﷺ کی ایک وقت میں متعدد جگہ زیارت کی جاتی ہے حالانکہ اس وقت آپ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کثیب احمر کے پاس اُن کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم حدیث ۲۳۷۵ کتاب الفضائل) اور ان کو آسمان میں بھی دیکھا اور آپ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان فرض نمازوں کے معاملہ میں مکالمہ ہوا، شب معراج نبیﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کی ایک جماعت کو بھی آسمانوں پر دیکھا حالانکہ ان کی قبریں زمین پر ہیں

اور کسی نے یہ قول نہیں کیا کہ وہ اپنی قبروں سے آسمانوں کی طرف منتقل تھے۔ (فتح الملہم ج اص ۳۰۵-۳۰۶) مطبوعہ مطبع الحجاز کراچی)

حدیث......۱۳

﴿شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت رسول اللہ ﷺ میدان کربلا میں موجود تھے﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال :

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ مَاهٰذَا؟ قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيْ ذَالِكَ الْوَقْتَ فَاُجِدُ قُتِلَ ذَالِكَ الْوَقْتَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون تھا عرض گزار ہوا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں میں نے وہ وقت یاد رکھا تو معلوم ہوا کہ اسی وقت شہید کیے گئے تھے (احمد حدیث، مشکوۃ حدیث، کتاب المناقب باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

ایک یہ کہ بعد وفات بھی حضورﷺ کو دین اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔

دوسرے یہ کہ حضورﷺ جہاں بھر کی سیر فرما سکتے ہیں کربلا عراق میں ہے مدینہ منورہ حجاز میں مگر مدینے والے محبوب اس موقع پر وہاں تشریف لے گئے۔

تیسرے یہ کہ حضورﷺ کو کسی جگہ آنے جانے میں قطعاً دیر نہیں لگتی دیکھو وہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو رہے ہیں یہاں سے حضورﷺ آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے آ بھی گئے

چوتھے یہ کہ حضورﷺ اپنی امت کے اعمال ان کے تحفے ہدیے ہاتھ شریف میں لے سکتے ہیں انہیں قبول کرا سکتے ہیں خون امام حسین رضی اللہ عنہ جو اعلیٰ درجہ کی عبادت رب کی بارگاہ میں تحفہ تھا دیکھو حضور ﷺ کے دستِ اقدس میں ہے۔

پانچویں یہ کہ حضورﷺ جہاں بھی تشریف لے جائیں مدینہ منورہ آپ سے خالی نہیں ہوتا اس لئے زائرین آپ پر سلام عرض کرتے رہتے ہیں جیسے ہمارا نور نظر جب آسمان کی سیر کر رہا ہوتا ہے تب آنکھ اس سے خالی نہیں ہو جاتی ورنہ اندھی ہو جاتی۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۸ ص:۴۹۲)

انبیاء کرام علیہم السلام کی رفتار کا یہ عالم ہے کہ معراج کی رات ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا بیت المقدس پہنچے تو وہاں استقبال کے لئے پہلے موجود تھے تمام نبیوں کو نماز پڑھائی پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو وہاں انبیاء کرام علیہم السلام استقبال کے لئے پہلے موجود تھے اس سے ثابت ہوا کہ براق کی رفتار سے انبیاء کرام علیہم السلام کی رفتار تیز ہے یہ عام انبیاء کرام علیہم السلام کی رفتار کا عالم ہے کہ براق

سے پہلے پہنچ گئے پھر امام الانبیاء کی رفتار کا کیا کہنا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کہیں آنے جانے کے لئے ہوائی جہاز کے ٹکٹ کی بھی ضرورت نہیں۔

حدیث......۱۴

﴿ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ﴾

☆☆☆

عن سلمة قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى امِّ سَلَمَةَ رضى الله عنها وَهِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ ما يُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ- تَعْنِى فِي الْمَنَامِ- وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ :مَالَكَ يارسُولَ اللهِ؟ قَالَ: شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا.

حضرت سلمہ بیان کرتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رُلاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یعنی خواب میں آپ کے سر اور داڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کا یہ حال کیسا ہے فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر حاضر تھا۔

(ترمذی حدیث ۳۷۷۱ کتاب المناقب ،مشکوۃ حدیث ۶۱۶۶ کتاب الفضائل باب ،مناقب اہل بیت)

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

۱......حضور ﷺ اس دنیا سے بے خبر نہیں (۲) اپنی وفات کے بعد بھی عالم کی سیر فرماتے ہیں اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ جو کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں اس کا ماخذ یہ حدیث ہے (۳) مقبولوں کی رفتار نورِ نظر کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے (۴) حضور ﷺ کہیں تشریف لے جائیں مدینہ آپ سے

خالی نہیں ہوتا جیسے نورِ نظر آسمان کی سیر کرے مگر آنکھ میں بھی رہتا ہے حضور ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر جنت کا خوشہ پکڑ لیا مگر رہے مدینہ میں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۸ ص: ۴۷۷)

حدیث......۱۵

﴿انبیاء کرام علیہم السلام بیک وقت اپنی قبروں، بیت المقدس اور آسمانوں پر موجود تھے﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ: مَرَرْتُ عَلَی مُوْسَی لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِی عِنْدَ الْکَثِیْبِ الأحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِی قَبْرِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

معراج کی رات کثیب احمر کے مقام پر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے میرا گذر ہوا اور آں حالانکہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم حدیث ۲۳۷۵ کتاب الفضائل)

حدیث......۱۶

﴿ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے﴾

☆☆☆

عن أنس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔
(سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ از ناصر الدین البانی حدیث: ۶۲۱، بیہقی فی حیاۃ الانبیاء)

حدیث......۱۷

﴿رسول اللہ ﷺ کا قبر انور میں نماز پڑھنا﴾

☆☆☆

عن سعید بن عبد العزیز قال : لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاثًا وَلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رضی الله عنه مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ لايَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ لَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ الأذانَ والإقامةَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَيَّامَ الْحَرَّةِ حَتَّى عَادَ النَّاسُ.

سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ایام حرۃ میں تین دن نبی کریم ﷺ کی مسجد میں اذان دی گئی نہ اقامت کہی گئی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ان دنوں میں مسجد نبوی سے نہیں نکلے، انہیں نماز کے وقت کا صرف اس پست آواز سے پتہ چلتا تھا جس کو وہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے سنتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں میں ایام الحرہ میں ہمیشہ قبر رسول ﷺ سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا رہا حتی کہ لوگ واپس لوٹ آئے۔

دارمی حدیث ۹۳ کتاب المقدمہ باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ ﷺ بعد موتہ، خصائص کبری جلد ۲ ص: ۴۹۰ باب حیاتہ ﷺ فی قبرہ، شیخ ابن عبد الوہاب فی احکام تمنی الموت مجموعہ مؤلفاتہ جلد ۳ ص: ۴۷، مشکوۃ حدیث 5951 کتاب الفضائل باب الکرامات

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

☆☆☆

حدیث......۱۸

﴾بیت المقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمانا﴿

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ: اُتِیْتُ بِدَابَّۃٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ خَطْوُھَا عِنْدَ مُنْتَھَی طَرْفِھَا فَرَکِبْتُ وَمَعِیْ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَسِرْتُ فَقَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ اَتَدْرِیْ اَیْنَ صَلَّیْتَ صَلَّیْتَ بِطَیْبَۃَ وَاِلَیْھَا الْمُھَاجَرُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّیْتُ فَقَالَ اَتَدْرِیْ اَیْنَ صَلَّیْتَ صَلَّیْتَ بِطُوْرِ سَیْنَاءَ حَیْثُ کَلَّمَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ مُوْسَی علیہ السلام ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّیْتُ فَقَالَ اَتَدْرِیْ اَیْنَ صَلَّیْتَ صَلَّیْتَ بِبَیْتِ لَحْمٍ حَیْثُ وُلِدَ عیسی علیہ السلام ثُمَّ دَخَلْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِیَ الْاَنْبِیَاءُ علیہم السلام فَقَدَّمَنِیْ جِبْرِیْلُ حَتّٰی اَمَمْتُھُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنی حد نگاہ پر قدم رکھتا تھا میں سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل امین تھے میں نے سیر کی حضرت جبریل علیہ السلام کہا اتریئے اور نماز پڑھئے میں نے ایسا ہی کیا تو جبریل نے کہا آپ جانتے

ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف آپ ہجرت فرمائیں گے پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیے میں نے نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طور سیناء میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیے میں اترا اور نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا میرے لئے انبیاء کرام کو جمع کیا گیا تو جبریل نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے اُن کو نماز پڑھائی۔

(نسائی حدیث: ۴۴۹ کتاب الصلاۃ باب فرض الصلاۃ جلد ۱)

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٔ اوّل و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

حدیث......۱۹

﴿حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ﴾

☆☆☆

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى عليه السلام قَائِمٌ يُصَلِّي وإذا عيسى عليه السلام قَائِمٌ يُصَلِّي وإذا ابراهيمُ عليه السلام قَائِمٌ يُصَلِّي فَحَانَتِ الصَّلاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ

فَسَلَّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ.

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور میں نے اپنے آپ کو گروہِ انبیاء میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے اُن کی امامت کی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا یہ مالک ہیں جو جہنم کے داروغہ ہیں انہیں سلام کیجئے میں اُن کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا۔ (مسلم حدیث:۴۲۷ کتاب الآیمان باب اسراء النبی ﷺ، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۶۶ کتاب الفضائل باب المعراج)

عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں نام نبیوں کے بیشک بڑے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

حدیث.....:۲۰

﴿آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات﴾

☆☆☆

عن انس رضی الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ: فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قيل: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قيل : مَرْحَباً بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيْهَا آدَمُ ، فَقَالَ : هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ

عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلامَ ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أتَى السَّمَاءَ الثانيةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قِيلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قيل: وَقَدْ أُرْسِلَ إلَيْهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قيل : مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيٰ وعيسیٰ، وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ : هَذَا يَحْيٰ وعيسیٰ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَباً بالأخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أتَى السَّمَاءَ الثالثةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قِيلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قيل: وَقَدْ أُرْسِلَ إلَيْهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قيل : مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يوسفُ، قَالَ : هَذَا يوسفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ،فَسَلَّمْتُ عَلَيْه فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بالأخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أتَى السَّمَاءَ الرابعةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قِيلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قيل: أوَقَدْ أُرْسِلَ إلَيْهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قيل : مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إلى ادريسؑ، قَالَ : هَذَا ادريسؑ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ،فَسَلَّمْتُ عَلَيْه فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بالأخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أتَى السَّمَاءَ الخامسةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قِيلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قيل: وَقَدْ أُرْسِلَ إلَيْهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قيل : مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هارونُ، قَالَ : هَذَا

هـارونُ فَسَـلِّـمْ عَلَيْهِ،فَسَلَّمْتُ عَلَيْه فَرَدّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بالأخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُـمَّ صَـعِـدَ بِـى حَتّـى أتَـى السَّـمَـاءَ السادسة فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قيل: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قيـل : مَـرْحباً بِـهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فإِذَا موسىٰ، قَالَ : هَذَا مـوسـىٰ فَسَـلِّمْ عَلَيْهِ،فَسَلَّمْتُ عَلَيْه فَرَدّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بالأخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الـصَّالِحِ، فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكىٰ ، قِيْلَ لَهُ مَا يُبْكِيْكَ؟ قَالَ اَبْكِى لأنَّ غُلامًا بُعِثَ بَعْدِىْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِى.

ثُمَّ صَعِدَ بِى إلَى السَّمَاءَ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَح جبريلُ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ، قِيْلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قيل: وَقَدْ بُعِثَ إلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ ،قالَ: مَرْحَباً بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا ابراهيمُ، قَالَ : هَذَا اَبُـوكَ فَسَـلِّـمْ عَـلَيْهِ،فَسَلَّمْتُ عَلَيْه فَرَد السَّلامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بالابن الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حضرت جبریل مجھے لے کر چل پڑے، یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام تھے کہا یہ تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں

نے جواب دیا پھر فرمایا صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت یحیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تھے وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جبریل نے کہا یہ حضرت یحیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ تیسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا خوب آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا

پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا خوب آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کس بات پر روئے؟ فرمایا اس لئے کہ ایک فرزند میرے بعد نبی بنائے گئے اُن کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

پھر جبریل مجھے ساتویں تک لے گئے جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے جبریل نے کہا یہ

آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا۔

(بخاری حدیث ۳۸۸۷ کتاب مناقب الانصار باب المعراج، مسلم حدیث ۱۶۴، مشکوۃ حدیث ۵۸۶۲ کتاب الفضائل باب المعراج)

حضرات محترم معراج شریف کی ان احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ تمام انبیاء کرام زندہ ہیں اور صرف زندہ ہی نہیں باہر بھی آ جا سکتے ہیں اپنے غلاموں کی امداد بھی فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے پنتالیس نمازیں معاف ہو گی اسی کو حاضر وناظر کہتے ہیں واقعہ معراج شریف حیات النبی ﷺ اور حاضر وناظر ہونے کی ایسی قوی دلیل ہے جس کو رد نہیں کیا جا سکتا جس کا نبی ﷺ کے فرمان اور واقعہ معراج پر ایمان ہے وہ نبی ﷺ کی حیات اور مسئلہ حاضر وناظر کا انکار نہیں کر سکتا ہے اور جس کا اس حدیث پر اور واقعہ معراج پر ایمان نہیں وہ اہل حدیث نہیں ہو سکتا اور جو اہل حدیث نہیں وہ اہل سنت نہیں فی الحقیقت اہل حدیث اور اہل سنت ہم ہیں جو نبی ﷺ کے فرمان پر ایمان لاتے ہیں کچھ لوگ اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ منکر حدیث ہیں میں یہ بات پوری ذمہ داری سے اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ جو احادیث مبارکہ پر دل سے ایمان لے آئے وہ بدعقیدہ نہیں رہ سکتا مندرجہ ذیل واقعہ میرے اس دعویٰ کی تصدیق کرے گا۔

ایمان افروز واقعہ

﴿خطیب اہلحدیث کا واقعہ معراج سن کر سُنی ہونا﴾

☆☆☆

واقعہ معراج شریف ایسا ایمان افروز واقعہ ہے جو دل کی دنیا میں انقلاب برپا کردیتا ہے اور اسی واقعہ کو سن کر قاری محمد جاوید اقبال غیر مقلد خطیب مرکزی مسجد اہل حدیث کامونکی گوجرانوالہ (پاکستان) نے غیر مقلدیت کو چھوڑ کر مسلک حق اہل سنت کو قبول کیا اور اب وہ گوجرانوالہ جامع مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی میں اہل سنت کا خطیب ہے اُس نے اپنا غیر مقلد سے سنی حنفی بننے کا پورا واقعہ خود لکھ کر شائع کیا ہے اور یہ واقعہ کتاب ,, میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی کے آخر میں چھپا ہوا ہے جس کا دل چاہے اس واقعہ کی تحقیق کرے یہ واقعہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے میں اس کتاب میں بخوف طوالت پورا واقعہ نہیں لکھنا چاہتا صرف اس کا ایک حصہ اور اقتباس پیش کرتا ہوں قاری جاوید صاحب لکھتے ہیں:۔

۱۷ اپریل ۱۹۸۶ء بروز بدھ جامع مسجد اہلحدیث ہیڈ بمبانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام بسلسلہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں خطابات کے لئے حبیب الرحمٰن یزدانی حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری ، محمد حسین شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑی کو بلایا گیا اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی ۔ دورانِ تقریر حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری نے معراج مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے ہوئے کہا کہ معراج کی رات اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ

ایک طرف ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی مر کر مٹی ہو چکے ہیں (نعوذ باللہ) دوسری طرف ہمارے مناظر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے انبیاء کرام کو نماز پڑھائی دوسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی اور کون کون سی آیات قرآن مجید کی پڑھیں اور پیچھے انبیاء علیہم السلام نے کیا پڑھا تیسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ معراج کی رات جو اللہ تعالی نے پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ پچاس سے پانچ کروانے کا جو سبب بنے اُن کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ چھٹے آسمان پر روح تھی یا کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم موجود تھے۔ یہ تینوں سوال تھے۔ اس کانفرنس میں میں نے تین رقعے لکھ کر دیئے۔ لیکن جواب نہ مل سکا۔ بہرحال دوسرے مقرر کی تقریر کا وقت ہوا میں نے دوسرے مقرر کا نام لینے سے پہلے ان تینوں سوالوں کو دہرایا تا کہ مقرر میرے سوالوں کا جواب دے سکیں جلسہ انتشار کی نذر ہوا مقررین کے چہروں کے رنگ تبدیل ہو چکے تھے۔ وقت گذرتا گیا۔ بعدازاں قلعہ پچھمن سنگھ والی کانفرنس کا وقت آ گیا اُس میں بم کا دھماکہ ہوا جس میں حبیب الرحمٰن یزدانی اور احسان الٰہی ظہیر موت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ ۲۴ جولائی ۱۹۸۷ء کو بروز اتوار جامع مسجد محمدیہ اہل حدیث محلہ فیصل آباد گوجرانوالہ میں بیاد شہداء اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شمشاد احمد سلفی، معین الدین لکھنوی، حافظ عبداللہ شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔ میں نے وہاں پر بھی سوالات دہرائے۔ جوابوں سے مطلع نہ کیا گیا۔ بلکہ جھڑک کر بٹھا دیا گیا۔ میں کب باز آنے والا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر میں نے حافظ عبداللہ شیخوپوری سے پھر سوال کیا۔ لیکن یہ کہہ کر ٹال دیا گیا۔ یہ کوئی خاص مسائل نہیں ہیں۔ جس پر تم بضد ہو۔ کوئی اور بات کریں۔ لیکن میرا ذہن مطمئن نہیں تھا۔ دل میں طرح طرح کے خیالات

آتے تھے۔

دل پریشان تھا۔ آخر کس کے پاس جاؤں کس سے مسائل حل کراؤں اس دوران کچھ کتب کا مطالعہ کیا مثلاً صراط مستقیم ،تقویۃ الایمان ،کتاب الوسیلہ ،کتاب التوحید، تحفۃ الوہابیہ، تحذیر الناس ، براہین قاطعہ رسالہ الامداد، حفظ الایمان ، فتاوی رشیدیہ وغیرہ ان چند کتب کی کفریہ عبارات پڑھ کر دل بہت بیزار ہوا۔

کچھ ہی دنوں بعد اہلحدیثوں اور سنیوں میں مناظرہ ,,اختیار مصطفیٰ ﷺ،، ہونا قرار پایا۔ کاچھو پورہ لاہور جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث اور جامعہ مسجد غوثیہ رضویہ جگہ مقرر کی گئی۔ اہل حدیثوں کی طرف سے حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری ، حافظ عبد القادر روپڑی ، شمشاد احمد سلفی مقرر ہوئے اور محمد حنیف روپڑی صاحب صدر مناظر مقرر ہوئے اور سنیوں کی طرف سے علامہ عبد التواب صدیقی اور دوسرے علماء تھے۔ میں اس مناظرہ میں بطور معاون تھا۔ میں نے سوچا کہ میرے ذہن میں جو مسائل کے بارے میں خلش ہے وہ دور ہو جائے گی۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء اور جمعرات کا دن تھا۔ میں نے مناظرہ شروع ہونے سے قبل یہ تینوں سوالات رفیق احمد سلفی سے پوچھے۔ انہوں نے دوسری طرف رخ کیا۔ قصہ مختصر جواب ندارد۔ آخر کار میں ہمت کر کے سنیوں کے اسٹیج پر پہنچا علامہ عبد التواب صدیقی صاحب کے آگے سوالات کا پرچہ رکھا۔ تو انہوں نے سترہ احادیث مبارکہ حیات النبی ﷺ کے متعلق لکھ کر دیں اور کہا کہ جاؤ اپنے مناظرین سے ان احادیث کے متعلق پوچھو، آیا یہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں یا کہ نہیں۔ صحیح ہیں یا ضعیف ہیں۔ میں وہ احادیث لے کر اپنے مناظرین کے پاس آیا اور حافظ عبد اللہ شیخوپوری سے پوچھا کہ یہ احادیث کہاں پر ہیں؟ صحیح ہیں یا ضعیف ہیں؟ تو جواب ملا کہ

ان میں تین احادیث صحیح ہیں باقی ضعیف ہیں۔تو میں نے کہا کہ اگر تین حدیثوں پر بھی ہمارا ایمان ہو تو معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں لہذا ہمارا عقیدہ من گھڑت ہے۔گستاخ ہے۔لعنت ہے ایسے عقیدے پر جس میں انبیاء کی توہین ہو۔میں ایسے بُرے گندے اور گستاخ عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔اتنی باتیں کر کے جب میں سنیوں کے اسٹیج پر پہنچا تو علامہ عبدالتواب صاحب نے اعلان کیا کہ سنیوں تم کو مبارک ہو کہ تم نے مناظرہ جیت لیا ہے۔لوگوں نے کہا علامہ صاحب کیسے؟ تو صدیقی صاحب نے کہا یہ قاری جاوید اقبال گستاخ گندے عقیدے سے توبہ کر کے مسلک حق اہل سنت میں آ چکے ہیں۔پھر کیا تھا وہابیوں نجدیوں کی تو نانی مر گئی اور سنیوں کے اسٹیج سے نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت اور نعرۂ غوثیہ اور مسلک حق اہل سنت والجماعت زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔وہاں سے پھر جلوس کی شکل میں داتا دربار حاضری ہوئی۔دربار شریف میں پہلی حاضری تھی سلام کے بعد صدیقی صاحب کہنے لگے قاری صاحب شان اولیاء بیان کریں اپنا تائب ہونے کا واقعہ مختصر بیان کریں اپنا واقعہ تو بیان کرسکتا تھا۔اولیاء کرام کی شان کیسے بیان کرتا۔کیا معلوم تھا کہ ولیوں کی شان کیا ہوتی ہے۔صدیقی صاحب نے مجھے پانی دیا کہ قاری صاحب یہ داتا سرکار کی سبیل کا پانی ہے پی لیں۔وہ پانی کیا تھا جیسے پیتا گیا دل میں نورانیت پیدا ہوتی رہی۔پھر کیا تھا میں نے تقریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ شان اولیاء بیان کی۔تمام رات مبارک بادیوں میں گذر گئی۔

۱۴۔ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو میرے خاندان والوں نے میرے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا بلکہ قتل کا پچاس ہزار روپیہ دینا مقرر ہوا قاتل کو نصف قیمت پہلے ادا کی گئی اور نصف

قتل کے بعد دینی قرار پائی......

(میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟ اور کیوں ہوا) یہ رسالہ میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی کے آخر میں بھی موجود ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اس کے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سماوات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ (نشر الطیب ص ۶۵ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی) اللہ تعالیٰ کی قدرت تو محل کلام نہیں ہے لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس قسم کے اختیار عطا فرماتا ہے۔

حدیث......۲۱

﴿ تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ ﴾

☆☆☆

عن أوس بن أوس رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالُوا يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُولُونَ بَلِيتَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہے لہذا اس دن میں مجھ پر درود زیادہ پڑھو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش ہوتے ہیں لوگ بولے یارسول اللہ ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہونگے آپ تو رمیم ہو چکے ہونگے (یعنی گلی ہڈی) آپ نے فرمایا: اللہ تعالی نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ (ابوداود حدیث (۱۰۴۷) کتاب الصلاۃ باب فضل یوم الجمعۃ، ابن ماجۃ ۱۶۳۶، نسائی ۱۳۷۳، مشکوۃ حدیث (۱۳۶۱) کتاب الصلاۃ باب یوم الجمعۃ، اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے

حدیث......۲۲

﴿بیک وقت کروڑوں مسلمانوں کے سلام کا جواب دینا﴾

☆☆☆

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ:

مَامِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِی حَتّٰی اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلامَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت بھی کوئی شخص سلام پیش کرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روح لوٹائی ہوئی ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔(ابوداود حدیث:۲۰۴۱ کتاب المناسک باب زیارت القبور ،مشکوۃ حدیث (۹۲۵) کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ ،سلسلہ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۲۲۶۶ جلد ۵ ص: ۳۳۸ باب من حیاتہ ﷺ فی البرزخ)

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

یہاں روح سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے حضور تو بحیات دائمی زندہ ہیں اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا رہتا ہوں ورنہ ہر آن حضور پر لاکھوں درود پڑھے جاتے ہیں تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح نکلتی اور داخل ہوتی رہے خیال رہے کہ حضور ﷺ ایک آن میں بیشمار درود خوانوں کی طرف یکساں توجہ رکھتے ہیں سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسے سورج بہ یک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے ایسے ہی آسمانِ نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود و سلام سن بھی لیتے ہیں اور

اُس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اُس میں آپ کو کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو کہ مظہر ذات کبریا ہیں رب تعالیٰ بیک وقت سب کی دعائیں سنتا ہے۔

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ ص: ۱۰۱)

حدیث......۲۳

﴿قبر میں سرکار آئیں تو قدموں میں گروں﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت کو دفنایا جاتا ہے اور اُس کے عزیز و اقارب دفنا کر واپس جاتے ہیں تو وہ مردہ واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور میت کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں بتا اس شخصیت یعنی محمد ﷺ کے متعلق کیا کہا کرتا تھا مومن جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں فرشتے کہتے ہیں اپنے دوزخ والے ٹھکانے کو دیکھ اُس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنتی ٹھکانہ عطا فرما دیا ہے تو مومن قبر میں لیٹے ہوئے جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیتا ہے۔

بخاری حدیث (۱۳۷۴) مسلم حدیث (۲۸۷۰) مشکوۃ حدیث (۱۲۶) کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر

شیخ القرآن والحدیث مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے

۱......موت کے بعد قوتیں بڑھ جاتی ہیں کہ ہزار ہا من مٹی میں دفن ہونیکے باوجود میت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن لیتی ہے تو جو انبیاء اور اولیاء زندگی میں مشرق و مغرب دیکھتے ہوں وہ بعد وفات فرش و عرش کی یقیناً خبر رکھتے ہیں۔

۲......میت اپنی قبر میں سے جنت و دوزخ کو آنکھوں سے دیکھتا ہے حالانکہ یہ دونوں اس کی قبر سے کروڑوں میل دور ہیں جب مردے کی دور بینی کا یہ عالم ہے تو اگر وہ ساری زمین اور زمین والوں کو دیکھے تو کیا بعید ہے آج حضور ﷺ اپنے ہر امتی کے ہر حال کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کی ہر بات سن رہے ہیں اسی لئے ہر نمازی ہر جگہ سے انہیں نماز میں سلام کہتا ہے السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته.

۳......معراج کی رات سارے نبی بیت المقدس میں اور پھر آناً فاناً آسمانوں پر موجود تھے یہ ہے روح میت کی رفتار۔

۴......منکر نکیر فرشتوں میں یہ طاقت ہے کہ بیک وقت ہزاروں جگہ جا سکتے ہیں ہزار ہا قبروں میں ایک آن میں موجود ہو کر سب مردوں سے حساب کر لیتے ہیں اسی کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے لہذا اگر انبیاء و اولیاء بیک وقت چند جگہ موجود ہوں تو کوئی قباحت نہیں اور نہ یہ عقیدہ شرک ہے۔

۵......حساب و کتاب حضور ﷺ سے نہیں لیا گیا کیونکہ حضور ﷺ کی پہچان کا تو حساب ہے۔

۶......قبر میں ہر مردے کو قریب سے حضور کی زیارت کرائی جاتی ہے جیسا کہ ھٰذا سے معلوم ہوا ھٰذا وہاں بولتے ہیں جہاں چیز نظر بھی آ رہی ہو اور قریب بھی ہو۔

۷......ھٰذا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشارہ حسیہ ہوتا ہے نہ کہ عقلیہ اور وہمیہ یعنی فرشتے جمال محمدی دکھا کر پوچھتے ہیں محض ذہنی، وہمی چیز کی طرف اشارہ نہیں کرتے کیونکہ کافر حضور ﷺ سے خالی الذہن ہے اگر اس کے سامنے جمال محمدی نہ ہوتا تو وہ تعجب سے کہتا کسے پوچھتے ہو؟ یہاں تو کوئی بھی نہیں یہ حدیث حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی قوی دلیل ہے کہ منکرین سے اس کا جواب نہ ہو سکے گا

۸......حضور ﷺ بیک سب کی قبور میں پہنچ سکتے ہیں یا سب کو بیک وقت نظر آ سکتے ہیں جیسے سورج کی شعائیں بیک وقت لاکھوں جگہ موجود اور بیک وقت خود ہر جگہ سے نظر آتا ہے سورج بیک وقت لاکھوں آئینوں میں جلوہ گری کر سکتا ہے تو نبوت کا سورج بھی لاکھوں قبروں کو بیک وقت چمکا سکتا ہے۔ اس سے حاضر و ناظر کا مسئلہ حل ہوا۔

۹......فرشتے خود حضور ہی کی زیارت کراتے ہیں نہ کہ آپ کے فوٹو کی کیونکہ فوٹو نہ رجل ہے نہ اُس فوٹو کا نام محمد ہے نہ وہ فوٹو نبی ہے جیسے پتھر کو خدا کہنا شرک ہے ایسے ہی کسی فوٹو کو نبی بتانا بھی کفر ہے۔

۱۰......عشاق اس دیدار قبر کی بنا پر موت کی تمنا کرتے ہیں اور عاشقوں کی موت کو عرس کہا جاتا ہے یعنی برات کا یا دولہا کی دید کی عید کا دن۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد اص ۱۲۷-۱۲۹)

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے

کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

قبر میں سرکار آئیں تو قدموں میں گروں

گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں اُن سے یوں کہوں

اے فرشتو پائے سرکار سے میں کیوں اٹھوں

مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

وجہ استدلال یہ ہے کہ ھـٰذا اسم اشارہ ہے اور اسماء اشارہ کا حقیقی استعمال محسوس اشارہ کے لئے ہوتا ہے مولانا جامی کافیہ کی شرح میں فرماتے ہیں:- اسماء اشارہ کو مشار الیہ کی طرف ظاہری اعضاء سے اشارہ حسّیہ کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے اور ذلکم اللہ ربکم میں محسوس اشارہ نہیں ہے اس جگہ اسم اشارہ کا استعمال مجازاً ہے۔ علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں ذا للقریب ذا کے ساتھ قریب کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جب تک حقیقت پر عمل ہو سکے مجاز ساقط اور نا قابل اعتبار ہوگا حدیث میں وارد کلمات ھـذا الرجل سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر قبر والے کے سامنے قریب اور محسوس ہوتے ہیں کیونکہ ھـــذا اسم اشارہ کا حقیقی معنی یہی ہے جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ معلوم ذہنی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، انہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ اس جگہ ایسا قرینہ پایا گیا ہے جو حقیقت کے مراد لینے سے مانع ہے وُدُوْنَـہٖ خرط القتاد ہمیں بتایا جائے کہ وہ قرینہ کونسا ہے؟ جب کہ حقیقت کے مراد لینے کے لئے کسی قرینے کی ضرورت نہیں ہے۔

مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ہزاروں افراد مرتے ہیں اور زیرِ زمین دفن ہوتے

ہیں سب کو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے اور سب سے یہی سوال ہوتا ہے کہ اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ ایک صاحب کہنے لگے کہ میت کے سامنے سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں اس لئے اُسے سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے۔ راقم نے اُن سے گذارش کی کہ امتی کے سامنے سے تو عملاً پردے اٹھا دیئے گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کے لئے کونسا مانع ہے کہ آپ کے سامنے سے پردے نہیں اُٹھائے جا سکتے اس کا مطلب یہ ہوا کہ امتی کے سامنے سے پردے اُٹھ سکتے ہیں، نبی کے سامنے سے نہیں اُٹھ سکتے ﷺ۔ (من عقائد النبوۃ عربی ص ۳۳۳)

"پھر قابل غور بات ہے یہ بھی ہے کہ نکیرین کیلئے بیک وقت دنیا کی ہزاروں لاکھوں قبروں میں آنا ممکن ہے تو سب فرشتوں سے الطف حضور رحمت دو عالم ﷺ کیلئے ہر قبر میں تشریف لانا کیوں دشوار ہے"...............(آسی)

اعمالِ امت رحمتِ دو عالم ﷺ کے حضور

حدیث.....۲۴

﴿رسول اللہ ﷺ پر امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے﴾

☆☆☆

عن أبی ذر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ

عُرِضَتْ عَلَیَّ أَعْمَالُ أُمَّتِی حَسَنُهَا وَسَیِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِی مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الأَذَی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ ، وَوَجَدْتُ فِی مَسَاوِیِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لاتُدْفَنُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے میں نے امت کے اچھے اعمال میں سے ایک عمل ,,راستے سے ایذا دینے والی چیز کا ہٹانا،، دیکھا اور بُرے اعمال میں ایک عمل وہ تھوک دیکھا جو مسجد میں ہو اور جسے دفن نہ کیا گیا ہو۔ (مسلم حدیث ۵۵۳ کتاب المساجد مشکوۃ حدیث ۷۰۹، کتاب الصلوۃ باب المساجد)

یعنی تا قیامت میرا جو امتی جو اچھا بُرا عمل کرے گا مجھے سب دکھا دیئے گئے اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اپنے ہر امتی اور اُس کے ہر عمل سے خبردار ہیں حضور ﷺ کی نگاہیں اندھیرے اجالے میں، کھلی چھپی معدوم موجود ہر چیز کو دیکھ لیتی ہیں جن کی آنکھ میں مازاغ کا سرمہ ہو اُس کی نگاہ ہمارے خواب وخیال سے زیادہ تیز ہے ہم خواب وخیال میں ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں حضور ﷺ چشم سر سے ہر چیز کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

(مراۃ جلد ا ص:۴۳۹)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حدیث......۲۵

﴿ہر چھوٹا بڑا عمل پیش کیا گیا﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِی حَتّٰی الْقَذَاۃَ یُخْرِجُھَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِی فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیۃٍ اُوْتِیَھَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَھَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کہ مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے حتیٰ کہ وہ کوڑا بھی جسے آدمی مسجد سے نکال دے مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اُسے بھول گیا۔

(ترمذی حدیث:۲۹۱۶ ابواب فضائل القرآن ،مشکوۃ حدیث ۷۲۰ کتاب الصلاۃ باب المساجد)

حدیث......۲۶

﴿میری زندگی اور وصال دونوں تمہارے لئے بہتر ہے﴾

☆☆☆

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ فَإِذَا أَنَا مِتُّ كَانَتْ وَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَإِنْ رَأَيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللهَ وَإِنْ رَأَيْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی ہے پھر جب میں وصال کر جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہوگی مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے سو تمہارا جو نیک عمل دیکھوں گا اس پر اللہ کا شکر ادا کروں گا اور جو برا عمل دیکھوں گا اس پر میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں گا۔ (رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ۹/۲۴، کتاب الوفاء حدیث ۱۵۶۳ ص ۸۲۶، المفاہیم عربی ص ۲۵۷ اردو ص ۲۹۶)

حدیث......۲۷

﴿ہر صبح وشام اعمال پیش کئے جانا﴾

☆☆☆

عن سعید بن المسیب رضی الله عنه

لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَعْمَالُ اُمَّتِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَاَعْمَالِهِمْ. فلذلك يشهد عليهم يقول الله تبارك وتعالى ﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ (سورہ نساء ۴۱)

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح وشام نبی ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں پس حضور ﷺ ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال سے بھی پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ اپنی امت پر شہادت دیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے﴾ (تذکرہ باب ماء فی شہادۃ النبی ﷺ علی امتہ از امام ابو عبداللہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) (تفسیر ابن کثیر جلد ا ص: ۵۱۱)

حدیث......۲۸

﴿دیگر انبیاء کرام پر بھی جمعہ کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں﴾

☆☆☆

﴿قال رسول الله ﷺ:

تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ عَلَى اللهِ وَتُعْرَضُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ وَعَلَى الآبَاءِ وَالأُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوْهُهُمْ بَيَاضًا وَإِشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللهَ وَلَا تُؤْذُوْا مَوْتَاكُمْ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اعمال اللہ تعالی پر پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور پیغمبروں اور باپوں پر اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں تو وہ ان کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور اُن کے چہروں کی سفیدی اور چمک میں اضافہ ہو جاتا ہے اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو ایذا نہ دو۔ (جامع صغیر حدیث:۳۳۱۶) حدیث حسن

علامہ ابو عبداللہ محمد بن محمد المشھور بابن الحاج فرماتے ہیں:

اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اعمال کا ہر روز پیش ہونا ہمارے نبی ﷺ سے مختص ہو اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور سے اور دوسرے پیغمبروں سے مخصوص ہو۔ (علامہ ابو عبداللہ محمد بن محمد المشھور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ مدخل ج ا ص:۲۱۱-۲۱۷) مطبوعہ مصر (سیرت رسول عربی ص:۸۳۰) شرح مسلم سعیدی ج ۲ ص:۸۱۹-۸۲۲)

قاضی شوکانی لکھتے ہیں

محققین کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں۔ (نیل الاوطار جلد ۴ ص: ۱۸۳)
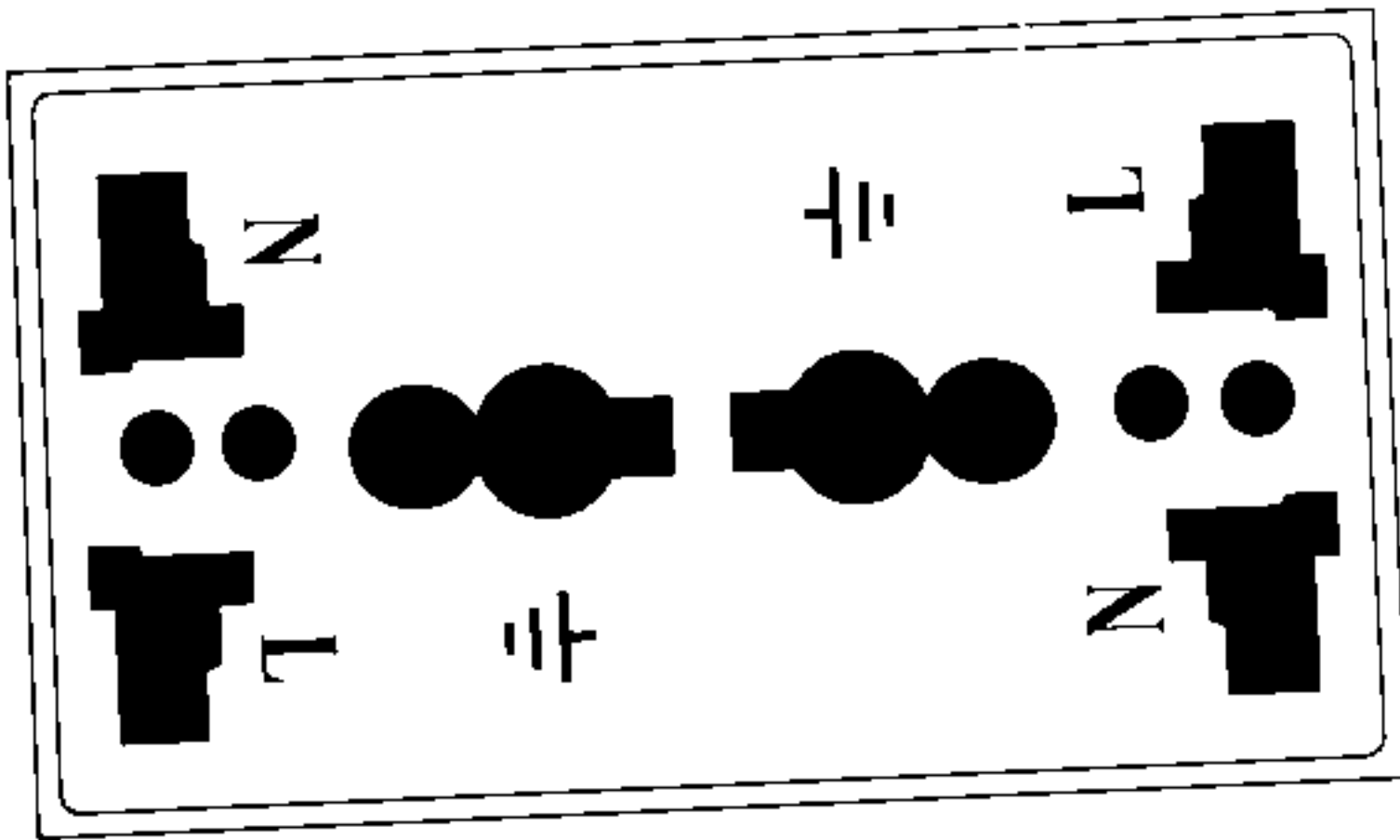
باب ۵
قریب وبعید سے یکساں دیکھنا

حاضر وناظر کا ایک مطلب یہ ہے قوت قدسیہ والا ایک جگہ رہ کر سارے جہان کو دیکھے اس کی تائید قرآن کی اس آیت سے ہوتی ہے رب تعالی فرماتا ہے ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔(سورہ الانعام آیت ۷۵ پارہ ۷ رکوع (۱۵)

یعنی ان کو عین الیقین حاصل ہو جائے چنانچہ آپ کو ایک پتھر کی چٹان پر کھڑا کیا گیا اور فرمایا گیا اوپر دیکھو۔ دیکھا تو عرش وکرسی لوح وقلم غرضیکہ تمام آسمانی چیزوں حتیٰ کہ جنت میں اپنا مقام سب کچھ دکھا دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ نیچے دیکھو دیکھا تو زمین تحت الثریٰ تک اور اُس کے اندر کی تمام چیزیں دکھادی گئیں مگر ہمارے حضور ﷺ کو آسمانوں کی سیر بھی کرائی گئی اور تمام چیزیں بھی دکھادی گئیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کو رب تعالیٰ نے وہ بینائی بخشی کہ انہوں نے تحت الثریٰ سے عرش اعلیٰ تک دیکھ لیا۔ کیونکہ خدا کی بادشاہی تو ہر جگہ ہے اور ساری بادشاہی انہیں دکھائی گئی۔ تفسیر نور العرفان وعلم القرآن

﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾

(سورہ السجدہ آیت:۱۱ پارہ نمبر ۲۱ رکوع:۱۴)

تم فرماؤ تم سب کو موت کا فرشتہ موت دے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام جن کے ذمے سب کی جان نکالنا ہے یہ تمام لوگوں کی موت کے اوقات اور موت کے مقامات سے خبردار ہیں اس لئے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے یہ باتیں علوم خمسہ سے ہیں جب حضرت عزرائیل علیہ

السلام کے علوم کا یہ حال ہے تو ہمارے حضورﷺ کے علم کا کیا حال ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام بیک وقت زمین کے مختلف حصوں میں حاضر ہو جاتے ہیں اور بیک وقت لاکھوں جگہ تصرف کرتے ہیں اور تمام عالم پر نظر رکھتے ہیں کہ اس کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ (تفسیر نور العرفان)

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک ہی وقت میں ہزاروں کی روحیں پاکستان میں قبض کر رہے ہیں اور اسی وقت لاکھوں کی روحیں دوسرے ملکوں میں مثلاً امریکہ جرمن جاپان اور سعودیہ عرب میں قبض کر رہے ہیں اور اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں اگر ایک فرشتہ جو حضورﷺ کا ایک خادم اور امتی ہے حاضر و ناظر ہو سکتا ہے تو حضورﷺ جو فرشتوں بلکہ تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں حاضر و ناظر کیوں نہیں ہو سکتے لیکن عجیب بات کچھ لوگ فرشتوں کو حاضر و ناظر مان لیتے ہیں لیکن اگر حضورﷺ کو اسی معنیٰ میں حاضر و ناظر کہا جائے تو شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں اگر لوگ صرف اسی آیت میں غور کریں تو مسئلہ حاضر و ناظر بالکل واضح ہو جاتا ہے لیکن میں چند احادیث مبارکہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

حدیث......۲۹

﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ کا عالم﴾

☆☆☆

عن أبی هريرة رضی الله عنه قالَ:قال رسولُ الله ﷺ:

لَمَّا تَجَلَّى اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِمُوسىٰ علیه السلام كَانَ يُبْصِرُ النَّمْلَةَ عَلَى الصَّفَا فِی اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مَسِيْرَةَ عَشَرَةَ فَرَاسِخَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی تجلّی دکھائی تو اُن کی بصارت کا یہ عالم ہوگیا کہ وہ اندھیری رات میں دس فراسخ یعنی تیس میل کے فاصلہ سے صاف پتھر پر بیٹھی ہوئی چیونٹی دیکھ لیتے تھے۔(شفا شریف قاضی عیاض جلد اول باب الثانی ص۶۹ تفسیر ابن کثیر جلد :۲ص۲۵۶ سورۃ الأعراف آیہ نمبر۱۴۳)

آپ اندازہ لگالیں ایک تجلی دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ کا یہ عالم ہوگیا کہ اندھیری رات میں تیس میل سے چیونٹی دیکھ لیتے ہیں اُس نگاہ کا عالم کیا ہوگا جس محبوب ﷺ نے ذات خدا کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا کہ خود دکھانے والے نے داد دی ﴿مازاغ البصر وماطغی﴾ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔(سورۃ النجم)

اس سے معلوم ہوا کہ طاقت مصطفیٰ طاقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی صفات دیکھ کر بے ہوش ہوگئے اور حضور ﷺ نے رب کی ذات کو دیکھا نہ آنکھ جھپکی نہ دل گھبرایا یعنی محبوب رب کے دیدار کے طالب رہے نہ سدرہ دیکھا

نہ وہاں کے انوار کے نظارے میں مشغول رہے رب کے جویاں رہے۔

فرق مطلوب وطالب میں دیکھے کوئی
قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بیہوش جلووں میں گم ہے کوئی
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حدیث......۳۰

﴿جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی الله عنهما قَالَ:قال رسولُ الله ﷺ:
رَأَيْتُ رَبِّى عزوجل فى احْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِىْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْـمَلأُ الأَعْلَى قُلْتُ لا فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَىَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَىَّ أَوْ قَـالَ فِى نَحْرِىْ فَعَلِمْتُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الأَرْضِ وفى رواية فَعَلِمْتُ مَـا بَيْـنَ الْـمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وفى رواية فَتَجَلَّى لى كُلُّ شَىْءٍ وَعَرَفْتُ وَتَلا ﴿ وَكَذٰلِكَ نُرِىْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ. ﴾
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا رب نے پوچھا کہ مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں تب رب نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے

درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی یا سینے میں پائی تو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے سب کو جان لیا اور ایک روایت میں ہے کہ میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اُسے پہچان لیا۔ اور یہ تلاوت فرمائی ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ.﴾ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ (سورہ الانعام آیت ۷۵ پارہ ۷ رکوع (۱۵) ترمذی حدیث :۳۲۳۳ کتاب تفسیر القرآن، دارمی کتاب الرؤیا حدیث ۲۱۴۹، مشکوۃ حدیث ۷۲۵، ۷۴۸ کتاب الصلاۃ باب المساجد)

صاحب مرقات علامہ علی قاری نے فرمایا: یہ حدیث حضور ﷺ کے وسعت علم کی کھلی دلیل ہے رب نے حضور ﷺ کو ساتوں آسمانوں بلکہ اوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں اور ان کے نیچے کے ذرہ ذرہ اور قطرے قطرے بلکہ مچھلی اور بیل جن پر زمین قائم ہے ان سب کا علم کلی عطا فرمایا شیخ نے فرمایا: اس سے مراد کلی جزئی علوم کا عطا فرمانا ہے۔ (مراۃ جلد ا س:۴۴۶)

غیب اور شہادت کا ہر ذرہ مجھ پر منکشف ہی نہ ہوا بلکہ میں نے ہر ایک کو الگ الگ پہچان لیا علم اور معرفت میں بڑا فرق ہے مجمع پر نظر ڈال کر جان لینا کہ یہاں دو لاکھ آدمی بیٹھے ہیں یہ علم ہے اور ان میں سے ہر ایک کے سارے حالات معلوم کر لینا معرفت اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا علم کلی سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے تجلی اور ہے بیان کچھ اور یہاں حضور ﷺ کو ہر چیز دکھائی اور قرآن میں بتائی گئی۔ (مراۃ جلد ا س:۴۶۰)

خدا تعالیٰ غیب الغیب ہے جس ذات نے غیب الغیب کو دیکھ لیا اُس سے اور کونسی چیز چھپی رہ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

آج کے سائنسی دور میں جب کہ پوری دنیا انسان کی ہتھیلی پر آ گئی ہے اور وہ اسے ٹیلی فون ٹی وی انٹرنیٹ اور ڈش کے ذریعہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہے بلکہ اُن سے ہم کلام ہے زمین کیا فضا میں پرواز کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے اور اُن کی آوازیں سن رہا ہے اور اپنی آواز اُن تک پہنچا رہا ہے ایسے دور میں مسئلہ حاضر و ناظر کا انکار کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے ہم لوگ تو دور سے دیکھنے اور دور سے سننے کے لئے آلات کے محتاج ہیں لیکن اللہ کے ولی اور نبی ان میں سے کسی چیز کے محتاج نہیں وہ صرف اللہ کے نور سے دیکھتے اور سنتے ہیں جب مادیت کا اقرار ہے تو روحانیت سے کیوں انکار ہے؟ آؤ حدیث سنو اور ایمان تازہ کرو۔

حدیث......۳۱

﴿اللہ کا بندہ نورِ خدا سے دیکھتا ہے اور نورِ خدا کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں﴾

☆☆☆

عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قَالَ:قال رسولُ الله ﷺ:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(ترمذی حدیث ۳۱۲۷ کتاب التفسیر سورۃ الحجر)

حدیث......۳۲

﴿اولیاء کرام قریب و بعید سے یکساں دیکھتے ہیں﴾

☆☆☆

عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ:قال رسولُ الله ﷺ:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِيْ وَلِياً فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ ،

وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَاُعِيْذَنَّهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں جن چیزوں کے ذریعے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں سب سے پسندیدہ چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو اُس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اُسے پناہ دیتا ہوں (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث-۶۵۰۲ مشکاۃ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل حدیث-۲۲۶۶)

امام رازی کا عقیدہ

امام رازی تحریر فرماتے ہیں:

اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمُقَامَ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللہُ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا - فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللہِ سَمْعًا لَّهٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّهٗ رَاٰی

الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ یَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی السَّهْلِ وَالصَّعْبِ وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ۔

ترجمہ: جب بندہ مسلسل عبادت کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس بندہ کی آنکھیں اور کان ہو جاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کا نور اُس کے کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب و بعید سے یکساں سنتا ہے۔ اور جب یہ نور اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور بعید کو یکساں دیکھتا ہے اور جب یہ نور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان قریب اور بعید کے تصرف پر یکساں قادر ہو جاتا ہے

۔ (تفسیر کبیر جلد (۵) ص (۴۶۷) پارہ (۱۵) رکوع (۱۳) سورۃ الکہف کی آیت کریمہ (۹) ام حسبت أن أصحاب الکہف)

حدیث......۳۳

﴿رسول اللہ ﷺ ساری کائنات کے ناظر ہیں﴾

☆☆☆

عن عمر رضی اللہ عنہ قَالَ: قال رسولُ اللہ ﷺ:

إِنَّ اللّٰہَ عزوجل قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ القِیَامۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جِلِّیَانٌ جَلَاہُ اللّٰہُ لِنَبِیِّہٖ ﷺ کَمَا جَلَاہُ لِنَبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِہٖ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے تمام دنیا کے حجابات اُٹھا دیئے میں دنیا کی طرف اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے اس کو اس طرح منکشف کر دیا ہے جس طرح

آپ سے پہلے نبیوں کے لئے منکشف کیا تھا۔(مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۸۷ حدیث ۱۴۰۴۱ ۲۷ کتاب علامات النبوۃ باب باخبار ﷺ بالمغیبات طبرانی ،زرقانی، مواہب اللدنیہ جلد ۷ ص ۲۰۴)

سر عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حدیث......۳۴

﴿مدینہ منورہ میں رہ کر غزوۂ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنا﴾

☆☆☆

عن أنس رضي الله عنه قَالَ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْب وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللهِ حَتّٰى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر موت لوگوں کو سنائی اُن کی خبر آنے سے پہلے چنانچہ فرمایا اب جھنڈا زید نے لے لیا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں حتی کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا یعنی خالد بن ولید نے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فتح مرحمت فرمائی۔(بخاری ۳۷۵۷ کتاب المناقب ،مشکوۃ حدیث ۵۸۸۷ کتاب الفضائل)

اسی اثنا میں آپ مسکرانے لگے، آپ سے مسکرانے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں اپنے دوستوں کے قتل ہو جانے پر غمگین ہوا ﴿حَتّٰی رَاَیْتُھُمْ فِی الْجَنَّةِ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ﴾ مگر اب انہیں جنت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔

(طبقات ابن سعد، بیہقی، ابونعیم واقدی، کنز العمال، خصائص کبری)

یہ واقعہ غزوہ موتہ میں ہوا جو آٹھ ہجری میں ہوا اور ان کے مقابل رومی فوج دو لاکھ تھی موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے جھنڈے لے رہے تھے اور یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے اور یہاں حضور ﷺ مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے گویا آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہے تھے یہ ہے حضور ﷺ کا علم غیب بلکہ حاضر و ناظر ہونا آج دوربین کے ذریعے انسان دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو نبوت کی دوربین کا کیا کہنا۔

حدیث......۳۵

﴿جنگ کے حالات تو بتائے گا یا میں بتاؤں﴾

☆☆☆

عن موسی بن عقبة رضی الله عنه قال: قَدِمَ یَعْلَی ابْنُ اُمَیَّةَ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ یُخْبِرُ اَھْلَ مَوْتِهٖ فقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنْ شِئْتَ فَاَخْبِرْنِیْ، وَاِنْ شِئْتَ فَاَخْبَرْتُكَ. قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ یَارَسُوْلَ اللهِ فَاَخْبَرَهٗ رسولُ الله، فقال: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا تَرَكْتَ مِنْ حَدِیْثِھِمْ حَرْفًا وَاحِدًا لَمْ تَذْكُرْهُ فَقَالَ رسولُ الله ﷺ

إنَّ اللهَ رَفَعَ لِيَ الأرضَ حَتّى رَأيتُ مُعتَرَكَهُم.

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یعلیٰ بن امیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اہل موتہ کے متعلق خبر دیں تو اُن سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو مجھے خبر دے اور اگر تو تو چاہے تو میں تجھے خبر دے دوں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خبر دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا وہ پکار اٹھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ آپ نے تو ان کے واقعہ میں ایک حرف بھی نہیں چھوڑا جسے آپ نے بیان نہ کر دیا ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو نزدیک کر دیا یہاں تک کہ میں نے اُن کے میدان جنگ کو دیکھ لیا۔ (طبقات ابن سعد، بیہقی، ابونعیم واقدی، کنز العمال، خصائص کبریٰ (مختصر سیرت رسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص ۲۴۱)

حدیث......۳۶

﴿مشرق و مغرب کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن ثوبان رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

إِنَّ اللهَ زَوٰى لِيَ الأرْضَ فَرَأيتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنزَيْنِ الأحْمَرَ وَالأبْيَضَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا، اور میں نے اس کے تمام مشارق و مغارب

کو دیکھ لیا، اور جو زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی، اور مجھے سرخ وسفید دو خزانے دیئے گئے .(مسلم حدیث:۲۸۸۹ کتاب الفتن ،مشکاۃ حدیث:۵۷۵۰ کتاب الفضائل، کتاب التوحید ص:۸۷)

اس حدیث سے تین مسائل ثابت ہو رہے ہیں زَوٰی لِیَ الْأَرْض سے حاضر وناظر وَاِنَّ اُمَّتِی سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا سے اطلاع علی الغیب، وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ سے اختیار نبی ﷺ ثابت ہو رہا ہے۔

اس حدیث کے تحت شیخ علی قاری فرماتے ہیں کہ ساری زمین حضور انور ﷺ کے سامنے کردی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ۔(مرقاۃ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

حضور ﷺ کو مشرق ومغرب کی سلطنت عطا کی گئی (اشعۃ اللمعات)

اس سے معلوم ہوا کہ زمین وآسمان مشرق ومغرب حضور ﷺ کی نظر میں بھی ہیں اور حضور ﷺ کے تصرف میں بھی سمیٹ دینے اور دکھا دینے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں حاضر وناظر کے یہی معنی ہیں شرق ومغرب دیکھ لینے کے معنی ہیں کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اُس کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا یہاں سمیٹ دینے دکھا دینے کا ذکر تو ہوا مگر بعد میں چھپا لینے کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات حضور انور ﷺ کے سامنے ہے۔ سرخ خزانہ سے مراد کسری شاہ فارس کے خزانے ہیں جن میں سونا زیادہ تھا اور سفید خزانہ سے مراد روم کے خزانے ہیں جن میں چاندی زیادہ تھی اور یہ دونوں ملک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اور حضور انور ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ (مراۃ شرح مشکوۃ مفتی احمد یار خاں صاحب جلد ۸ ص:۱۱)

حدیث......۳۷

﴿حوض کوثر کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

اَنَّ النبیَّ ﷺ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلَی اَھْلِ اُحُدٍ صَلاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ: اِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ ، وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ، وَاِنِّی وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلَی حَوْضِی الآنَ ، وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الاَرْضِ ، وَاِنِّی وَاللّٰہُ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْ بَعْدِیْ ، وَلَکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا.وفی روایة لمسلم اِنِّی لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْ بَعْدِیْ ،وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُم الدُّنْیَااَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا وَتَقْتَتِلُوْا فَتَھْلِکُوْا کَمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز شہدائے احد پر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا:- میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور ایک روایت میں ہے (میری تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اُسے اب بھی اس جگہ پہ کھڑے ہو کر دیکھ رہا ہوں) اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں اور

بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا کی محبت میں پھنس جاؤ گے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے اور ایک دوسرے سے لڑ کر ہلاک ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہو گئے۔ (بخاری حدیث:۱۳۴۴ کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الشہید، بخاری ۴۰۴۲ کتاب المغازی باب غزوۃ احد مسلم حدیث:۲۲۹۶ کتاب الفضائل، مشکوۃ حدیث:۵۹۵۸ کتاب الفضائل باب الوفاۃ ابوداود حدیث (۳۲۲۳) نسائی حدیث (۱۹۵۳)

وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ، ایک دعویٰ تھا ساتھ ہی اس کی دلیل بھی بیان فرمادی وَاِنِّی وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِى الآنَ ,, اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں ،، کسی کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید آپ صرف مدینہ والوں کے گواہ ہیں اور جو مدینہ سے دور ہوں اُن کے گواہ نہ ہوں تو آپ ﷺ نے وَاِنِّی وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِى الآنَ فرما کر ظاہر فرمادیا کہ جب میں حوض کوثر کو جو جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے زمین پر کھڑا ہو کر دیکھ رہا ہوں تو میرے غلام مجھ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں اس جملے سے حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے کسی کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید حضور ﷺ صرف زندگی میں حاضر و ناظر اور امت کے گواہ ہوں تو آپ ﷺ نے وَاِنِّی وَاللّٰهُ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِی فرما کر اس سوال کی بھی تردید فرمادی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے غیب پر اطلاع دی ہے اور میں اس خداداد علم سے جانتا ہوں کہ میری امت مشرک نہیں ہوگی اس لئے میں اپنی امت کا بعد از وصال بھی گواہ اور حاضر ناظر ہوں، اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ سے اختیار

بھی ثابت ہو رہا ہے۔

حدیث......۳۸

﴿مدینہ منورہ سے ملک شام، فارس اور یمن کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن البراء بن عازب رضی الله عنه قَالَ: اَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَفرِ الخَندَقِ وَعَرَضَ لَنَا صَخرَةٌ فِی مَکَانٍ مِنَ الخَندَقِ لا تَأخُذُ فِیهَا المَعَاوِلُ فَشَکَوهَا إِلَی رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ هَبَطَ إِلَی الصَّخرَةِ فَاَخَذَ المِعوَلَ فَقَالَ: بِسمِ اللهِ فَضَرَبَ ضَربَةً فَکَسَرَ ثُلُثَ الحَجَرِ وَقَالَ: اللهُ اَکبَرُ اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ الشَّامِ وَاللهِ إِنِّی لَاُبصِرُ قُصُورَهَا الحُمرَ مِن مَکَانِی هَذَا،

ثُمَّ قَالَ بِسمِ اللهِ وَضَرَبَ اُخرٰی فَکَسَرَ ثُلُثَ الحَجَرِ فَقَالَ: اللهُ اَکبَرُ اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ فَارِسَ وَاللهِ إِنِّی لَاُبصِرُ المَدَائِنَ وَاُبصِرُ قَصرَهَا الأبیضَ مِن مَکَانِی هَذَا ثُمَّ قَالَ بِسمِ اللهِ وَضَرَبَ ضَربَةً اُخرٰی فَقَلَعَ بَقِیَّةَ الحَجَرِ فَقَالَ: اللهُ اَکبَرُ اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ الیَمَنِ وَاللهِ إِنِّی لَاُبصِرُ اَبوَابَ صَنعَاءَ مِن مَکَانِی هَذَا.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ خندق میں دورانِ کھدائی ایک ایسا پتھر پیش آ گیا جہاں کدال کام نہیں کرتی تھی تو صحابہ کرام نے رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی بے بسی کی شکایت کی، تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے کدال پکڑی اور بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی تو ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا تو آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا مجھے ملک شام کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں خدا کی قسم یقیناً میں اُس کے سرخ

محلات کو اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں

پھر آپ نے بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی تو دو تہائی پتھر ٹوٹ گیا تو آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا مجھے ملک فارس کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں خدا کی قسم یقیناً میں مدائن اور اُس کے سفید محلات کو اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔

پھر آپ نے بسم اللہ کہہ کر ایک اور ضرب لگائی تو باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا تو آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا مجھے ملک یمن کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں خدا کی قسم یقیناً میں صنعاء کے دروازوں کو اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔

احمد ۱۸۲۱۹، نسائی ۳۱۷۶ کتاب الجہاد باب غزوۃ الترک، مختصر سیرۃ رسول عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص: ۳۶۵ باب غزوۃ الخندق

اس حدیث میں اُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّام سے علم نبی اور اختیار نبی ﷺ ثابت ہو رہا ہے

وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُوْرَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا، سے حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے

حدیث......۳۹

﴿آسمانوں اور فرشتوں کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن أبی ذر رضی الله عنه قَالَ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ:

إِنِّی اَرَی مَالا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چر چرا رہا ہے اور اس کا حق ہے کہ چر چرائے اُس میں چار انگل بھی جگہ ایسی نہیں جہاں فرشتے اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے سربسجود نہ ہوں اللہ کی قسم اگر وہ چیزیں تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور اللہ کی پناہ لیتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔

ترمذی حدیث ۲۳۱۲ ابواب الزہد مشکوۃ حدیث ۵۳۴۷ کتاب الرقاق باب البکاء والخوف

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہ غیبی چیزیں دیکھتی ہے اور حضور کے کان غیبی آوازیں سنتے ہیں جس نگاہ سے اللہ تعالیٰ ہی نہ چھپا اس سے اور کیا چیز چھپے گی

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضورﷺ کی سماعت پہ قربان جائیں زمیں پر رہ کر آسمان کے چرچرانے کی آواز سن رہے ہیں صرف آواز ہی نہیں بلکہ تمام آسمانوں اور اُن میں عبادت کرنے والے فرشتوں کو دیکھ رہے ہیں اسی لئے تو فرمایا آسمان میں چار انگل جگہ بھی فرشتوں سے خالی نہیں حاضر و ناظر کا یہی معنی ہے کہ دور سے آواز سن لی جائے اور دور سے چیزوں کو دیکھ لیا جائے۔

حدیث......۴۰

﴿جنت ودوزخ کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن أنس رضی الله عنه قَالَ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ:

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمَّا قَضَی الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَیُّهَا النَّاسُ إِنِّی إِمَامُکُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِی بِالرُّکُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ ولا بِالْقِیَامِ ولا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّی أَرَاکُمْ أَمَامِی وَمِنْ خَلْفِی ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ لَوْ رَأَیْتُمْ مَا رَأَیْتُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا قَالُوْا وَمَا رَأَیْتَ یَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ رَأَیْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! میں

تمہارا امام ہوں تم رکوع، سجود قیام اور نماز کے اختتام میں مجھ پر سبقت نہ کیا کرو بلکہ بلا ریب وشک میں تمہیں سامنے اور پس پشت سے (یکساں) دیکھتا ہوں۔ پھر فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم ان حقائق کو دیکھ لو جن کو میں دیکھتا ہوں تو تم ہنسو کم اور رووٗ زیادہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا میں نے جنت ودوزخ کو دیکھا۔ (مسلم حدیث ۴۲۶ کتاب الصلاۃ باب تحریم سبق الامام۔ نسائی حدیث: ۱۳۶۲ کتاب السہو۔ مشکوٰۃ حدیث ۱۱۳۷ کتاب الصلاۃ باب ما علی الماموم)

یہاں پر صاحب مرقات نے فرمایا کہ نبی ﷺ میں بشریت بھی ہے اور ملکیت بھی (فرشتہ ہونا) آپ پر کبھی بشریت کے حالات ظاہر ہوتے تھے کبھی ملکیت کے ہر طرف دیکھنا فرشتہ کی صفت ہے جو بعض اوقات خصوصاً نماز میں آپ سے ظاہر ہوتی ہے لطف یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں احسان یہ ہے کہ نماز میں بندہ سمجھے کہ میں رب کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہ سمجھ سکے تو کم از کم یہ سمجھے کہ رب مجھے دیکھ رہا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ حضور ﷺ مجھے دیکھ رہے ہیں نتیجہ یہ نکلا کمال احسان یہ ہے کہ نمازی یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ رب بھی مجھے دیکھ رہا ہے اور جناب مصطفیٰ ﷺ بھی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص: ۲۰۷)

دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ جنت ودوزخ کو دیکھ رہے ہیں اور سات آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے، زمین سے آسمان دنیا پانچ سو سال کی راہ پہلے آسمان کی بلندی پانچ سو سال کی راہ پھر پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ اسی طرح سات آسمانوں کا اندازہ لگائیں کتنا فاصلہ بنتا ہے لیکن حاضر وناظر نبی ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر جنت کو دیکھ رہے ہیں۔ جو نبی اتنی دور سے جنت کو دیکھ سکتا

ہے اُس کی نگاہ سے اپنا کونسا امتی اور غلام پوشیدہ رہ سکتا ہے۔

اسی طرح دوزخ سات زمینوں کے نیچے ہے پہلی زمین سے دوسری زمین تک پانچ سوسال کی راہ اسی طرح سات زمینوں کے فاصلہ کا اندازہ لگالیں لیکن مصطفیٰ کریم ﷺ زمین پر کھڑے ہوکر دوزخ کو دیکھ رہے ہیں جو اتنے فاصلے سے دوزخ کو دیکھ لے اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شک؟ ہیں وصال کے بعد یہ قوتیں اور بڑھ جاتی ہیں کہ عام مؤمن بھی قبر میں لیٹے ہوئے جنت و دوزخ کو دیکھ لیتا ہے لیکن جو زندگی میں ہی جنت و دوزخ کو دیکھ لے بعد از وصال اُس کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

حدیث......۴۱

﴿آئندہ ہونے والے واقعات کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن اسامة رضی الله عنه قَالَ:

أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ.

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے پر تشریف لے گئے پھر فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں میں تمہارے گھروں میں فتنے گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں بارش گرنے کی طرح۔ (بخاری حدیث: ۱۸۷۸ کتاب فضائل المدینہ باب آطام المدینہ مسلم ۲۸۸۵ کتاب الفتن، مشکوۃ حدیث ۵۳۸۷-کتاب الفتن)

شیخ الحدیث علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:-

اس فرمانِ عالی میں ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو یزید بن معاویہ، مروان بن حکم، حجاج بن یوسف وغیرہم کے زمانوں میں واقع ہوئے جنہوں نے سارے عرب خصوصاً مدینہ والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا یہاں دیکھنے سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے محض خیالی وہمی صورتیں مراد نہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی آنکھیں ہمارے خواب وخیال سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہیں وہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ ہم خواب وخیالات میں اگلے پچھلے واقعات دیکھ لیتے ہیں۔ بارش سے تشبیہ دے کر دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ فتنے بارش کی طرح ہر گھر میں پہنچیں گے۔ دوسرے یہ کہ اُس زمانہ میں کوئی شخص خانہ نشین ہو کر بھی ان سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ خلوت جلوت ہر جگہ فتنے پہنچ جائیں گے۔ (مراۃ جلد ۷ ص:۱۹۹)

حدیث......۴۲

﴿اندھیرے اور اجالے میں یکساں ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قَالَ: كان رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرَى بِاللَّيْلِ في الظُّلْمَةِ كَمَا يَرَى بِالنَّهَارِ فِي الضَّوْءِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں۔

خصائص کبری جلد ا ص ۱۰۴-باب المعجزة والخصائص فی عینیه الشریفتین

حدیث......۴۳

﴿آگے پیچھے سے یکساں ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن أنس رضی اللہ عنہ قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرۂ انور سے ہم پر توجہ فرمائی اور فرمایا: اپنی صفیں سیدھی رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری حدیث ۷۱۹ کتاب الاذان، مسلم حدیث ۴۳۴ کتاب الصلاۃ۔ مشکوۃ حدیث ۱۰۸۶۔ کتاب الصلاۃ باب تسویۃ الصفوف)

دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ کی آنکھیں آگے پیچھے اور پس پردہ اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور ﷺ کا یہ معجزہ صرف نماز سے خاص نہیں تھا نہ حیات شریف سے۔ (مراۃ جلد ۲ ص: ۱۸۲)

حدیث......۴۴

عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ:

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: يَا فُلَانُ أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّيْ إِذَا صَلّٰى كَيْفَ يُصَلِّيْ فَإِنَّمَا يُصَلِّيْ لِنَفْسِهِ إِنِّيْ وَاللهِ لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِيْ كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

روز جماعت کرانے کے بعد ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے شخص تم نے نماز اچھی طرح کیوں نہیں ادا کی کیا نمازی نماز پڑھتے ہوئے غور نہیں کرتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے! وہ محض اپنے لئے نماز پڑھتا ہے! خدا کی قسم اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میں تم کو پسِ پشت بھی یقیناً ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔

مسلم حدیث ۴۲۳ کتاب الصلاۃ باب الامر تحسین الصلاۃ، نسائی: ۸۷۱: کتاب الامامۃ باب الرکوع دون الصف

حدیث......۴۵

عن أبي هريرة رضي الله عنه قَالَ:

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ وَفِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَأَسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِي اللهَ اَلَا تَرَى كَيْفَ تُصَلِّيْ إِنَّكُمْ تَرَوْنَ اَنَّهُ يَخْفَى عَلَيَّ شَيْءٌ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللهِ إِنِّيْ لَأَرَى مِنْ خَلْفِيْ كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک روز ظہر کی نماز پڑھائی نماز کی آخری صفوں میں ایک آدمی نے نماز اچھی طرح ادا نہ کی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے پکارا اور فرمایا اے فلاں کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں کیا تو دیکھتا نہیں کہ تو نماز کیسے ادا کرتا ہے تم یہ خیال کرتے ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس میں سے کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ ہے خدا کی قسم میں ضرور دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے جیسے میں اپنے آگے دیکھتا ہوں۔ (احمد حدیث ۹۴۲۰)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

علماء نے فرمایا ہے: کہ نبی کریم ﷺ کا پسِ پشت دیکھنا ادراک حقیقی اور آپ کی خصوصیت ہے بطور خرق عادت کے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خلاف عادت یہ رؤیت آنکھوں سے ہوتی ہو، اور بغیر کسی شے کے سامنے آئے آپ ﷺ دیکھ لیتے ہوں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ رؤیت کے لئے کسی چیز کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پسِ پشت بھی ایک آنکھ تھی جس سے آپ دائی دیکھا کرتے تھے اور کہا گیا ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے سوراخ جیسی دو آنکھیں تھیں جن سے آپ دیکھتے تھے اور کوئی کپڑا وغیرہ اس دیکھنے میں حائل نہ ہوتا۔ (خصائص کبری جلد ۱ ص ۱۰۵-باب المعجزة والخصائص فی عبنیه الشریفتین)

حدیث......۴۶

﴿خشوع وخضوع بھی پوشیدہ نہیں﴾

☆☆☆

عن أبی هریرة رضی الله عنه قَالَ: قال رسول الله ﷺ:

هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا فَوَاللهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ إِنِّي لأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہوتا ہے اور نہ خشوع اور بیشک میں تم کو اپنی پس پشت سے بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری حدیث: ۴۱۸ کتاب الصلاۃ باب عظۃ الامام، مسلم حدیث ۴۲۴ کتاب الصلاۃ باب الامر بتحسین الصلاۃ

خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے معلوم ہوا کہ قلوب کی کیفیتیں بھی نگاہِ مصطفی ﷺ سے پوشیدہ نہیں۔

رسول اللہ کی صفت بصارت کے دائمی ہونے کا بیان

از شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب

بخاری اور مسلم کی ان احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے سامنے اور پس پشت سب کچھ دیکھتے تھے اور نمازیوں کے احوال میں سے کوئی حال آپ کی نگاہ سے مخفی نہ تھا۔ ان کا رکوع سجود ظاہر و باطن شہادت اور غیب سب آپ کے سامنے عیاں اور بیاں تھا یہ تو نماز کے دوران کی کیفیت تھی اور نماز کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے کی کیفیت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے

حدیث......۴۷

﴿ہر چیز نگاہ مصطفی ﷺ کے سامنے ہے﴾

☆☆☆

عن اسماء رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ :

مَا مِنْ شَیْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِيْ هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی چیز ایسی نہیں جو میں نے نہیں دیکھی تھی مگر وہ اس جگہ پر دیکھ لی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی

۔ بخاری حدیث ۱۰۵۳۔ کتاب الکسوف

جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے
معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ کی رسائی تحت الثریٰ سے لے کر ثریا بلکہ اس سے بھی وراء الوریٰ تک ہے نیز نکرہ حیز نفی میں عموم کا مفید ہے پس ثابت ہوا کہ کوئی چیز حضور ﷺ کی رؤیت سے خالی نہیں

سر عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ ﷺ میں دیکھنے کی یہ صفت دائمی تھی یا عارضی راقم الحروف کا ذوق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میں یہ صفت دائمی تھی کیونکہ نماز کے اندر اور باہر تمام کائنات کو تمام جہات سے دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ نعمت دے کر اس وقت تک واپس نہیں لیتا جب تک بندہ ناشکری نہ کرے اور اگر شکر ادا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت میں زیادتی فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ. ﴾ ﴿اگر تم اللہ کا شکر ادا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری نعمتوں میں زیادتی کرے گا﴾ (ابراہیم:۷)

اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص شکر گذار نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے کی اس صفت میں ترقی تو متوقع ہے کمی ممکن نہیں، اس لئے یہ کہنا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ میں یہ صفت دائمی علیٰ وجہ الترقی ثابت ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے ﴿ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴾ ﴿ آپ دعا مانگیں کہ اے اللہ میرے علم میں زیادتی عطا فرما﴾ (طٰہٰ:۱۱۴)

غور فرمائیے کہ جب اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں زیادتی ہو اور کائنات کو ہمہ جہات سے دیکھنا علم کا سبب ہے اور دائماً دیکھنا علم میں زیادتی کا سبب ہے تو اللہ تعالیٰ جو رسول اللہ ﷺ کے علم میں زیادتی کا خواہاں ہے وہ آپ کو حقائق اشیاء ایک بار دکھا کر روک لے گا یا دائماً علیٰ سبیل الترقی دکھاتا رہے گا!

نیز قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ ﴿اور یہ رسول تم پر گواہ ہوں۔﴾ (سورہ بقرہ ۱۴۳)

رسول اللہ ﷺ تمام امت کے گواہ ہیں اس لئے ضروری ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قیامت تک کے تمام امتیوں اور ان کے احوال و اعمال کو دیکھ کر گواہی دیں، گواہی اگرچہ سن کر بھی دی جاتی ہے لیکن گواہی میں اصل یہ ہے کہ دیکھ کر گواہی دی جائے اور کامل گواہ وہی ہوتا ہے جو دیکھ کر گواہی دے، اللہ! اللہ! وہ ایسے گواہ ہیں کہ روزِ محشر اپنی امت کی گواہی دیں گے آخرت میں انبیاء سابقین کی گواہی دیں گے میدان محشر میں جب کفار انبیاء علیہم السلام کی ہر حجت اور ہر دلیل کو رد کر دیں گے تو انبیاء کا واحد سہارا حضور ﷺ کی شہادت ہوگی وہ کیسا عجیب وقت ہوگا جب کفار نبیوں کو جھٹلا چکے ہوں گے اور نبیوں کی نگاہیں آپ ﷺ کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی ہوں گی، اس وقت رسول اللہ ﷺ اٹھیں گے اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دے کر ان کی صداقت پر مہر لگا دیں گے انبیاء علیہم السلام سرخ رو ہوں گے اور کفار جھوٹے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب

پر گواہ لائیں گے۔ (سورۃ النساء آیت:۴۱ پارہ :۵)

اللہ! اللہ! وہ کس کس کے گواہ ہیں دنیا میں لوگوں نے خدا کو جھٹلایا تو خدا کی ذات پر گواہی دی آخرت میں کفار نے انبیاء کو جھٹلایا تو انبیاء کی رسالت پر گواہی دی اور جب آخرت میں امت کو گواہی کی ضرورت پڑی ان کی صداقت پر گواہی دی۔

کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ شہادت سن کر بھی ہوتی ہے اس لئے ہوسکتا ہے آپ نے امت کے حق میں سن کر گواہی دی ہوگی، امت کی ذات وصفات اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے بڑھ کر تو نہیں ہیں جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی گواہی سن کر نہیں دیکھ کر دی ہے تو امت کے اعمال و احوال کس شمار و قطار میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ نہ سکتے! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی ﴿ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔۔یعنی تمہارے رسول تمہارے اوپر گواہ ہیں کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر پرہیز گار کے مرتبہ کو جانتے ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس حجاب کی وجہ سے وہ دین میں ترقی نہ کرسکا لہذا وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات اور تمہارے اچھے بُرے اعمال اور اخلاص ونفاق کو بھی پہنچاتے ہیں ﷺ۔ (تفسیر عزیزی جلد ص ۶۳۶ مطبوعہ مطبع یوسفی)

رسول اللہ ﷺ کے گواہ ہونے کی بحث میں یہ بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آ گئی، کہ رسول اللہ ﷺ میں ہر چیز کو ہمہ جہت سے دیکھنے کی صفت دائمی تھی، وہ جب حیات ظاہری سے اس کائنات میں جلوہ افروز تھے اس وقت بھی سب کو دیکھ رہے تھے اور جب کہ قبرِ انور میں ہیں اب بھی سب کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

ایک اور وجہ سے غور فرمائیں کہ کسی شخص کو کوئی نعمت دائما نہ دینے کی چار وجہیں ہوتی ہیں:- اوّل یہ کہ دینے والے میں نعمت دینے سے کوئی کمی آ جاتی ہو، اس لئے وہ نعمت واپس لے لیتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ دینے والے میں تو کمی نہیں آتی لیکن لینے والا اس نعمت کا اہل نہیں ہوتا نعمت کو ضائع کر دیتا ہے اس لئے نعمت واپس لے لی جاتی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لینے والا نعمت دینے والے کی مرضی کے خلاف کام کر کے اس کو ناراض کر دیتا ہے اس لئے وہ نعمت واپس لے لیتا ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ نعمت لینے والے سے زیادہ کوئی اور محبوب ہوتا ہے اس لئے وہ اس سے نعمت لے کر اپنے محبوں کو دے دیتا ہے۔

اب سوچیے اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی یہ عظیم نعمت دینے سے اس کے ہاں کوئی کمی ہوتی تو دیتا ہی کیوں، اس لئے پہلا سبب نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور اہل اور نعمت رکھنے کی صلاحیت والا بھی نہیں، اس وجہ سے دوسرا سبب بھی نہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی مرضی کے خلاف کام کر کے اس کو ناراض کرنے والے ہیں بلکہ ان کا تو یہ مقام ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کی ثناء کرتے ہوئے فرماتا ہے!

﴿قُلْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾

﴿آپ فرما دیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا﴾ (احقاف ۹) پھر اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ سے ناراض ہونا کیونکر ممکن ہے جبکہ اس نے دنیا اور آخرت میں خود آپ کو راضی کرنے کے اعلان فرمائے ہیں:

﴿ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی ﴾ (طٰہٰ......۱۳۰)
اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو، اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو۔

﴿ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ﴾ (ضحیٰ:۵)
بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے (کنز الایمان)

اس لئے نعمت دے کر واپس لینے کا تیسرا سبب بھی نہیں ہو سکتا رہ گیا نعمت واپس لینے کا چوتھا سبب تو وہ یہ ہے کہ نعمت لینے والا اللہ کا محبوب نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اللہ کا کوئی محبوب نہیں ہے تو یہ کیسے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو کوئی نعمت اور کمال عطا کرے اور پھر واپس لے لے۔

مجازی محبت میں بھی کوئی شخص اپنے محبوب کو کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتا، محبت ٹوٹ جائے تب بھی وسیع الظرف محب، محبوب سے چیز واپس نہیں لیتا تو رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے حقیقی محبوب ہیں جہاں محبت ٹوٹنے کا تصور بھی نہیں، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو کوئی نعمت دے اور پھر واپس لے لے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے اندر اور نماز کے باہر ہمہ جہات دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی اور یہ نعمت دے کر واپس نہیں لی بلکہ دائما عطا فرمائی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ شکر گذار بندے ہیں اور شکر کرنے پر اللہ تعالیٰ نعمت میں زیادتی کرتا ہے، دوسرے اس لئے کہا اللہ تعالیٰ کا

مطلوب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں زیادتی ہو اور زیادتی اس نعمت کے دوام سے حاصل ہوگی۔ تیسرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امت کے احوال واعمال پر گواہ بنایا اور جنہوں نے خدا کی ذات وصفات کی گواہی بھی دیکھ کر دی ہے وہ امت کے احوال واعمال کی گواہی بغیر دیکھنے کے کیسے دیں گے اور یہ جب ہی ہوگا جب یہ نعمت دائمی ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ قانون محبت یہ ہے کہ محبوب کوئی نعمت دے کر اس سے واپس نہیں لیتے اس لئے یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی یہ نعمت دائما دی ہے اور علی الترقی دی ہے۔

اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے معروض ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنِّـــي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ.﴾ بیشک میں تم کو اپنی پس پشت سے بھی دیکھتا ہوں۔

(بخاری حدیث: ۴۱۸ کتاب الصلاۃ باب عظۃ الامام)

یہ جملہ اسمیہ ہے جس میں خبر فعل مضارع ہے جو کہ دوام تجددی پر دلالت کرتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس دوام کو قسم ان اور لام خبر تین تاکیدوں سے مؤکد فرمایا اور آخر کوئی وجہ تو تھی جو اس دوام کو سرکار نے اس قدر مؤکد فرمادیا، نیز دوام تجددی انقطاع آنی کے منافی نہیں ہوتا، اس لئے جن احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں چیز کو نہیں دیکھا وہ اس دوام کے منافی نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ تجلیات الٰہیہ کے مشاہدہ میں مستغرق اور منہمک ہوتے اور جب وہ اس کے جلووں میں کھوئے ہوتے ہیں تو مخلوق کو بظاہر دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے اور ایسے ہی عالم میں بعض چیزوں کی طرف آپ کی توجہ نہیں ہوتی، اس لئے آپ کے دائمی علم اور دائمی رویت پر کوئی اشکال نہیں ہوتا،

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت دوام سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جب سے علم اور رویت دی جب سے دوام ہے اور یہ دوام بھی تجددی ہے جس میں مختلف حکمتوں کی وجہ سے انقطاع آتا رہتا ہے اس لئے اس دوام کو اللہ تعالیٰ کے دوام ثبات سے کوئی نسبت نہیں جہاں ایک لحظہ کے لئے بھی انقطاع متصور نہیں ہے۔

میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں

جبریل علیہ السلام نے شق صدر مبارک کے بعد قلب اطہر کو جب زمزم کے پانی سے دھویا تو فرمانے لگے ﴿قَلْبٌ سَدِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تَبْصُرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ﴾ ﴿قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں﴾ (فتح الباری ۱۳/۴۱۰) قلب مبارک کے یہ کان اور آنکھیں عالم محسوسات سے وراء الوراء حقائق کو دیکھنے اور سننے کے لئے ہیں جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اِنِّــی اَرٰی مَــالا تَــرَوْنَ وَاَسْـمَـعُ مَـا لا تَسْمَعُوْنَ﴾ (ترمذی حدیث ۲۳۱۲ ابواب زہد مشکوۃ حدیث ۵۳۴۷ کتاب الرقاق باب البکاء والخوف)

جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بطور خرق عادت رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر میں آنکھیں اور کان پیدا فرما دیئے ہیں تو اب یہ کہنا کہ ماوراء عالم محسوسات کو رسول اللہ ﷺ کا دیکھنا سننا احیاناً ہے دائمی نہیں قطعاً باطل ہو گیا جب ظاہری آنکھوں اور کانوں کا ادراک دائمی ہے تو قلب مبارک کے کانوں اور آنکھوں کا ادراک کیونکر عارضی اور احیاناً ہو سکتا ہے؟ البتہ حکمت الٰہیہ کی بنا پر کسی امر خاص کی طرف رسول اللہ ﷺ کا دھیان نہ رہنا اور عدم توجہ اور عدم التفات کا حال طاری ہو جانا امر آخر ہے جس کا کوئی منکر نہیں

ہے اور وہ علم کے منافی نہیں ہے لہذا اس حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کا باطنی سماع اور بصارت عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔

باب ۶

دور سے دیکھنا اور تصرف کرنا

جہاں تک ہماری نگاہ جاتی ہیں وہاں تک ہم ناظر یعنی دیکھنے والے ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس ہو کہ تصرف کرلیں وہاں تک ہم حاضر ہیں آسمان تک نگاہ کام کرتی ہے وہاں تک ہم ناظر ہیں یعنی دیکھنے والے ہیں لیکن وہاں تک ہم حاضر نہیں کیونکہ وہاں دسترس نہیں اور جس حجرے یا گھر میں ہم موجود ہیں وہاں حاضر ہیں کہ اس جگہ ہماری پہنچ ہے اب دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کہاں تک حاضر و ناظر ہیں زمیں پر کھڑے ہو کر چاند کے دو ٹکرے کرنا اشارے سے بادل رکوا دینا اور جنت سے انگور کا خوشہ پکڑنا حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے۔

حدیث......۴۸

﴿سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک﴾

☆☆☆

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال :

اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : اشْهَدُوْا.

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہوا چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ رہو۔ (بخاری حدیث ۴۸۶۴ کتاب التفسیر سورۃ القمر، مسلم حدیث ۲۸۰۰ کتاب صفۃ القیامۃ مشکوٰۃ حدیث ۵۸۵۵ کتاب الفضائل باب علامات النبوۃ)

اسی لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی نعت پڑھتے ہیں

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الحَجَرُ　　شُقَّ القَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

(آپ کا حکم سن کر) درخت دوڑے آئے ، پتھروں نے کلام کیا آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند دوٹکڑے ہوگیا۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

حبیب بن مالک امیرِ شام کا ایمان لانا:

علامہ خرپوتی قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں لکھتے ہیں

کہ جب ابو جہل مردود مع اپنے متبعین کے حضورﷺ سے عاجز آ گیا اور ہر مطالبہ میں منہ کی کھاتا رہا اور حضورﷺ یوماً فیوماً ترقی فرماتے گئے اور لوگ دن بدن ایمان لاکر زمرۂ مسلمین میں آنے لگے تو تنگ آ کر اُس نے ایک خط حبیب بن مالک امیرِ شام کو لکھا کہ ہمارے درمیان ایک ہستی ظاہر ہوئی ہے جسے ہم (نعوذ باللہ) ساحر کہتے ہیں وہ ہمیں کہتا ہے کہ ایک رب کی پرستاری کرو اور نیا دین ہمیں تعلیم دیتا ہے اور ہمارے خداؤں کو بُرا کہتا ہے اور جس قدر ہم اُس کا مقابلہ حجت ودلائل سے کرتے ہیں اتنا ہی وہ ہم پر غالب آ رہا ہے غرضکہ اب تیرا اور تیرے باپ دادا کا دین کمزور ہو چلا ہے لہذا جلدی آ کر اُس سے مل ورنہ اگر اس کی تعلیم عام ہوگئی تو پھر تو کچھ نہ کر سکے گا۔

اس خط کو پڑھ کر حبیب بن مالک بارہ سواروں کے ساتھ چلا اور وادئ مکہ میں اترا ابو جہل نے مع عظماء مکہ کے استقبال کیا اور کچھ ہدایا پیش کئے حبیب نے ابو جہل کو اپنے یمین میں جگہ دی اور حضورﷺ کے حالات دریافت کئے تو ابو جہل نے کہا سرکار نبی

ہاشم سے ان کے حالات دریافت فرمائیں چنانچہ سب نے کہا ہم انہیں بچپن سے نہایت راست گو جانتے ہیں مگر جب وہ چالیس سال کے ہوئے تو انہوں نے ہمارے معبودوں کی مذمت شروع کردی اور ایک نیا دین ہمارے آباؤاجداد کے خلاف ظاہر کرڈالا۔

غرضیکہ حبیب نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ حضور ﷺ کو یہاں لانے کی درخواست کرے حاجب جب حضور ﷺ کے دربار میں پہنچا اور حبیب کی درخواست پیش کی حضور ﷺ تشریف لے جانے کو آمادہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حلہ حمراء اور عمامہ سوداء پیش کیا حضور ﷺ نے ملبوس فرمایا اور تشریف لے چلے صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ داہنی طرف چل رہے تھے حبیب بن مالک نے جب حضور ﷺ کو جلوہ افروز ہوتے ہوئے دیکھا یک لخت تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہوگیا جب حضور ﷺ جلوہ آرائے مسند ہوگئے تو حبیب نے دیکھا کہ وجہ منیر سے انوار کی بارش ہورہی ہے اور اس کے دل پر حضور ﷺ کی ہیبت اس قدر غالب ہے کہ زبان بند اور مؤدب حاضر ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد حبیب بولا ((یا محمد أنت تعلم أن لِلأنبياء كُلِّهِمْ مُعْجِزَاتٌ آلَكَ مُعْجِزَات)) حضور ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام مخصوص معجزات لائے تھے آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے۔

((فقال ﷺ ماذا تريد)) فرمایا حبیب تمام انبیاء علیہم السلام تو مخصوص معجزات لائے تھے مگر ہم کسی خاص معجزہ کے ساتھ نہیں آئے بلکہ جو تو چاہے ہم وہ معجزہ ظاہر فرماسکتے ہیں۔

حبیب نے متحیرانہ طور پر یہ جواب سن کر بڑے غور کے بعد وہ معجزہ طلب کیا جو کسی نبی

سے ظاہر نہ ہوا تھا عرض کرنے لگا۔ ((ارید أن تغیب الشمس وتخرج القمر وتنزله إلى الأرض وتجعله منشقا نصفين ثم يعود إلى السماء قمرا منيرا.))
میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی سورج غروب ہو اور ماہ کامل نکلے پھر آپ اسے زمین پر اتاریں اور اُس کے دو ٹکڑے کریں پھر وہ آسمان پر جا کر قمر منیر بنے پھر بدستور سورج واپس آئے۔

حضور ﷺ نے اس مطالبہ کو نہایت بے پرواہی کے ساتھ سن کر حبیب سے فرمایا ((إن فَعَلْتُهُ أتؤمِنُ بی)) اگر ہم ایسا کر دیں تو کیا تو پھر ایمان لے آئے گا حبیب نے دیکھا کہ اتنے سخت مطالبہ پر بلا کسی عذر کے آمادگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ تو ایک دو اپنی خاص غرض بھی کیوں نہ عرض کر دوں بولا ((نعم بشرط أن تخبرني بما في قلبي)) بیشک لیکن حضور ایک شرط اور ہے کہ جو میرے دل میں ہے اُس کی خوشخبری سنائی جائے۔

حضور ﷺ جبل ابو قبیس پر تشریف لے گئے اور دوگانہ عبدیت ادا فرمایا اور دعا کی کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو بشارت سنائی ((أن الله تعالى سخر لك الشمس والقمر والليل والنهار وأن لحبيب بن مالك بنت سطيحة يعني ساقطة على قفاها وليس لها يدان ولا رجلان ولا عينان فأخبره بأن الله تعالى قد رد عليها جوارحها)) کہ حضور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے سورج چاند رات دن مسخر فرما دیئے ہیں اور حبیب بن مالک کی ایک لڑکی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پیر نہ آنکھ کان اسے بشارت دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری لڑکی کے ہاتھ پیر سب عطا فرما دیئے ہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ پہاڑ سے نیچے اترے اور جبریل امین ہوا میں معلق حضور ﷺ کے حکم کے منتظر تھے اور ملائکہ صف بستہ اس شان کا تماشہ دیکھ رہے تھے کہ حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کا اشارہ سورج کی طرف کیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہلا اور غائب ہو گیا اور سخت ظلمت پھیل گئی اور اتنے میں چاند طلوع ہوا اور حضور ﷺ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا تو قرص قمر بھی ہلنے لگا یہاں تک کہ زمین کی طرف آیا حضور ﷺ نے اس کے دو ٹکڑے۔ پھر وہ بدر کامل بنا پھر سورج طلوع ہوا اور اسی حال پر مستنیر ہو گیا جیسا کہ تھا حبیب نے عرض کیا ((بقی علیك شرط)) حضور ﷺ ابھی ایک شرط باقی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ((إن لك ابنة سطيحة و الله تعالى قد رد عليها جوارحها)) تیری بیٹی جو سطیحہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے اعضاء واپس لوٹا دیئے ہیں۔ یہ سن کر حبیب بن مالک نے کہا ﴿ يا أهل مكة لا كفر بعد الإيمان﴾ اے اہل مکہ! اب اسلام کے بعد کفر نہیں رہ سکتا۔ ﴿إعلموا أني أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله﴾ یہ سن کر ابو جہل جل گیا اور کہنے لگا اے حبیب اس جادو بھری نگاہ کا تو بھی شکار ہو گیا حبیب نے اس کا جواب خاموشی سے دیا اور یہاں سے خوش وخرم ملک شام کو پہنچا جب اپنے محل میں داخل ہوا اور اس کی وہی بیٹی سامنے آئی اور کہہ رہی تھی ﴿ أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله﴾ حبیب کہنے لگا ﴿ يا ابنتي من أين علمتِ هذه الكلمات ﴾ بیٹی یہ کلمات تو نے کہاں سے سیکھے اس نے کہا خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ تیرا باپ اسلام لے آیا ہے اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو ابھی تیرے اعضاء تجھے مل جائیں میں علی الفور مسلمان ہوئی اور صبح اس حال میں تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں

وہ دکھا کے شکل جو چل دیئے تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا
نہ وہ دل رہا نہ وہ دلربا ، رہی زندگی سو وبال ہے!!
(شرح قصیدہ بردہ علامہ خرپوتی)

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

جن کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور
منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوبِ رب مالکِ بحروبر
صاحبِ رجعتِ شمس وشق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

حدیث......۴۹

﴿اشارہ سے بادل پھٹ گیا﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال :

أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النبیﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يارسولَ اللهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ (فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا اللَّهُمَّ اسْقِنَا) وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى سَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى

رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ ﷺ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْقَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا

وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِيءُ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے جب نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گیا بچے بھوکے مر گئے اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی- اے اللہ ہم پر بارش برسا اے اللہ ہم پر بارش برسا - ہم نے آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہیں دیکھا تھا قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہاتھ کیا اٹھائے کہ پہاڑوں جیسے بادل آ گئے آپ منبر سے اترے بھی نہیں کہ میں نے بارش کے قطرے آپ کی ریش مبارک سے ٹپکتے دیکھے اُس روز بارش برسی ، اگلے روز بھی اس سے اگلے روز بھی حتی کہ اگلے جمعہ تک ۔پس وہی اعرابی کھڑا ہوا یا کوئی اور دوسرا اور عرض گذار ہوا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور مال ڈوب گیا اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے پس آپ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ ہمارے ارد گرد ہم پر نہیں پس جس طرف دست مبارک سے اشارہ کرتے ادھر کے بادل چھٹ جاتے یہاں تک کہ مدینہ منورہ ایک دائرہ سا بن گیا قناۃ نامی نالہ مہینہ بھر بہتا

رہا اور جو شخص بھی باہر سے آتا وہ بارش کی خبر سناتا تھا۔(بخاری حدیث ۹۳۳ کتاب الجمعہ باب الاستسقاء بخاری ۱۰۱۳)مسلم حدیث ۸۹۷ کتاب صلاۃ الاستسقاء۔مشکوۃ ۵۹۰۲ کتاب الفضائل باب المعجزات

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضورﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِناً

فَانْهَلَّ قَطْرُالسُّحْبِ حِيْنَ دَعَاكَ

اور قحط کے برس آپ نے اعلانیہ اپنے رب سے دعا کی۔پس آپﷺ کا دعا کرنا ہی تھا کہ مینہ برسنے لگا۔

یہ ہے حضورﷺ کا خداداد اختیار اور حاضر و ناظر ہونا بادل کو دیکھ بھی رہے ہیں اور انگلی کے اشارے سے اسے روک بھی رہے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضورﷺ کی دعا سے مشکلیں دور ہوتی ہیں یعنی حضورﷺ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمْ ہیں۔معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت رسول اللہﷺ کے پاس جانا سنت صحابہ ہے اور جو عقیدہ صحابہ کرام کا وہی عقیدہ ہم اہل سنت کا اسی لئے ہم کہتے ہیں

أنَا فِى عَطَشٍ وَسَخَاكَ أتَمْ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم

برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

حضرت اسود بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضورﷺ سے عرض کیا:

أَنْتَ الرَّسُوْلُ الَّذِى تُرْجٰى فَوَاضِلُهُ عِنْدَ الْقُحُوْطِ إِذَا مَا أَخْطَاءَ الْمَطَرُ

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔(اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد اص:۶۱ نمبر ۱۶۹،الامن والعلی ص:۸۶)

حدیث......۵۰

﴿بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر﴾

☆☆☆

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

اَتَیْنَاکَ وَالْعَذْرَاءُ یَدْمِیْ لِبَانُھَا ☆ وَقَدْشُغِلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ

ہم در دولت پر شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ماں باپ بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے ہوئے اُن کے سینے شق ہو گئے) اُن کی چھاتی سے خون بہہ رہا ہے۔

وَاَلْقَتْ بِکَفَّیْھَا الْفَتٰی لِاسْتِکَانَۃٍ مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفاً لَایُمِرُّ وَلَا یُحْلِی

مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعفِ گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی

وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْکَ فِرَارُنَا ☆ وَاَیْنَ فِرَارُ الْخَلْقِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں ﷺ

یہ فریاد سن کر حضور رحمتِ عالم ﷺ فوراً بہ نہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پرنور تک نہ آئے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش

شروع ہوگئی اور بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے ہوئے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں حضور نے دعا کی ﴿اللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا﴾ اے اللہ ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا فوراً بادل مدینہ پر سے چھٹ گیا اور اردگرد برس رہا تھا آپ یہ ملاحظہ فرما کر تبسم ریز ہوئے اور فرمایا: اللہ کے لئے ہے خوبی ابو طالب کی اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اُس کے اشعار سنائے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی یارسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعتِ اقدس میں عرض کئے تھے:۔

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ☆ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

وہ گورے گورے رنگ والے کہ اُن کے منہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہبان۔

تَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ آلِ ھَاشِمٍ ☆ فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلٖ

بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں اُن کے پاس اُن کی نعمت و فضل میں چین پاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اَجَلْ ذٰلِكَ اَرَدْتُ ہاں یہی نعت مقصود تھی۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص: ۲۷۵، بیہقی فی دلائل النبوۃ بسند صالح والدیلمی فی مسند الفردوس، مختصر سیرت رسول ﷺ از عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب ص ۱۴۴، رواہ البخاری مختصراً حدیث ۱۰۰۸، ۱۰۱۴) المفاہیم از سید علوی مالکی محدث مکی ص ۱۷۶، فتح الباری ۲/۴۹۵

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالیٰ اوّل تا آخر شفائے مومنین وشقائے منافقین ہے اور حضور ﷺ کے پسند فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصودِ رسالہ ہیں:

کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں خلق کے لئے جائے پناہ نہیں سوائے بارگاہ انبیاء علیہم السلام کے۔ (الامن والعلی ص:۸۶)

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کو اپنا ملجا و ماوی قرار دیا

یَآ اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی ☆ جُدْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاکَ

اے تمام موجودات سے بزرگ ترین اے خزانہ مخلوقات مجھے اپنی بخشش وعطا سے نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ ☆لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہان میں ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ امام بوصیری نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ان اشعار سے فریاد کی یَآ اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا (مخلوق میں) میرا کوئی ایسا نہیں ہے جس سے حادثہ عام کے نزول کے وقت پناہ چاہوں۔

حدیث......۵۱

﴿جبریل امین نے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر میدان کربلا کی مٹی لے لی﴾

☆☆☆

عن علی رضی اللہ عنہ قَالَ:

دَخلتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ وَعَیْنَاہُ تَفِیضَانِ قُلْتُ یَانَبِیَّ اللہِ اَغْضَبَکَ اَحَدٌ مَا شَانُ عَیْنَیْکَ تَفِیضَان قَالَ بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِیْ جِبْرِیْلُ قَبْلُ فَحَدَّثَنِیْ اَنَّ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ فَقَالَ هَلْ لَکَ اِلَی اَنْ اُشِمَّکَ مِنْ تُرْبَتِہٖ قُلْتُ نَعَمْ فَمَدَّ یَدَہُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَاَعْطَانِیْهَا فَلَمْ اَمْلِکْ عَیْنَیَّ اَنْ فَاضَتَا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کو کس نے غضب ناک کیا ہے آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہیں فرمایا: تھوڑی دیر میرے پاس سے جبریل امین اٹھ کر گئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ فرات کے کنارے شہید کئے جائیں گے کیا آپ چاہتے ہیں کہ اُس جگہ کی مٹی آپ کو سونگھائی جائے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے اپنا ہاتھ دراز کر کے ایک مٹھی بھر مٹی لے کر مجھے دے دی تو میں اپنے آنسو نہ روک سکا۔

(احمد حدیث ٦٤٩ سلسلہ احادیث الصحیحہ البانی حدیث ٨٢٢-١١٧١)

اس حدیث سے جبریل کا مخصوص تصرف ہونا ثابت ہو رہا ہے کہ وہ مدینہ منورہ

بیٹھ کر عراق سے مٹی پکڑ رہے ہیں یہ تو حضور ﷺ کے غلاموں کی شان ہے تو اگر ہمارے اور جبریل علیہ السلام کے آقا مدینہ منورہ میں رہ کر جنت سے انگوروں کا خوشہ لانا چاہیں تو کیا بعید یا زمیں میں اپنے غلاموں کی مدد کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

حدیث......۵۲

﴿رسول اللہ ﷺ کا علم کلی اور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہونا﴾

عن عائشة رضی الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس جگہ پر ہر چیز کو دیکھ لیا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے ارادہ کیا کہ ایک خوشہ توڑ لوں جب کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ اُس کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے جبکہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے اُس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سائبہ کی رسم نکالی تھی۔ (بخاری حدیث ۱۲۱۲ کتاب العمل فی الصلاۃ و باب اذا انفلتت الدابۃ فی الصلاۃ، مسلم حدیث ۹۰۱ کتاب الکسوف)

سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حدیث......۵۳

﴿جنت کو دیکھنا اور تصرف فرمانا﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ ﷺ : إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لايَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ؟ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَأُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعُ وَ رَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا بِمَ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ : يَكْفُرْنَ بِاللهِ؟ قَالَ : يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَارَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الکسوف پڑھائی اور دورانِ نماز آگے بڑھ کر ہاتھ اوپر اٹھایا اور پھر پیچھے ہٹ گئے) اور نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جنہیں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم یہ چیز دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم نے اس جگہ آپ کو کوئی چیز پکڑتے دیکھا ہے پھر ہم نے آپ ﷺ کو پیچھے ہٹتے دیکھا ہے فرمایا میں نے جنت دیکھی تو اُس کی ایک ٹہنی پکڑنی چاہی اگر میں اُسے لے آتا تو تم اُسے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور

مجھے جہنم دکھائی گئی تو میں نے آج جیسا بُرا منظر کبھی نہیں دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ اُس میں زیادہ تر عورتیں ہیں لوگ عرض گزار ہوئے کس وجہ سے فرمایا کہ اپنے کفر کے باعث عرض کی گئی کہ کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں فرمایا کہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں اگر ان میں سے کسی پر سارے زمانے کے احسان کرو پھر تمہاری طرف سے کچھ کمی ہو جائے تو۔ کہے گی میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے میرے ساتھ کوئی نیکی کی ہو۔ (بخاری حدیث ۱۰۵۲ کتاب الکسوف باب صلاۃ الکسوف، مسلم حدیث ۹۰۷، مشکوۃ حدیث ۱۴۸۲ کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الکسوف)

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ اور جنت و دوزخ کے درمیان جس قدر حجابات تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام حجابات کو اٹھا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے جنت و دوزخ اور ان کے تمام احوال اور کیفیات کو دیکھ لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جنت کے خوشوں کو توڑنے کا قصد فرمایا اور چاہتے تو توڑ لیتے اور لوگ ان کو رہتی دنیا تک کھاتے رہتے لیکن بعد میری خیال سے ایسا نہیں کیا آپ کے اس قصد سے جس طرح یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ جب دیکھنا چاہیں تو سات آسمان آپ کے لئے حجاب نہیں بنتے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ زمین پر رہتے ہوئے جنت میں تصرف کر سکتے ہیں اور جنت کی اشیاء آپ کے دست تصرف کی زد میں ہیں اور چونکہ غیر کی ملک میں تصرف جائز نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ کی ملک کر دی ہے جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ جس جگہ آپ آرام فرما ہیں وہ جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور جب زمین پر

رہ کر جنت میں تصرف کر سکتے ہیں تو جنت میں جا کر اور رہ کر زمین کے اوپر بھی تصرف کر سکتے ہیں لیکن یہ تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا کے ساتھ مقید ہیں۔

شرح مسلم سعیدی جلد۲ص:۷۳۹

نبی کریم ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر جنت کو دیکھ رہے ہیں صرف دیکھ ہی نہیں رہے بلکہ وہاں کا پھل زمین پر لا سکتے ہیں اور اسی کا معنی حاضر و ناظر ہے۔

حدیث......۵۴

﴿زمین سے جنت کا فاصلہ﴾

☆☆☆

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : بَیْنَمَا نَبِیُّ ﷺ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَی عَلَیْهِمْ سَحَابٌ ، فَقَالَ نَبِیُّ اللهِ ﷺ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هَذَا؟ فَقَالُوا: اللهُ ورسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: هَذَا الْعَنَانُ هَذِهِ رَوَایَا الأرضِ یَسُوْقُهُ اللهُ تبارك وتعالى إِلَی قَوْمٍ لایَشْکُرُوْنَهُ ولا یَدْعُوْنَهُ. قَالَ :هَلْ تَدْرُوْنَ ما فَوْقَکُمْ؟قَالُوا:اَللهُ ورسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهَا الرَّقِیْعُ سَقْفٌ مَحْفُوْظٌ وَمَوْجٌ مَکْفُوْفٌ، ثُمَّ قَالَ :هَلْ تَدْرُوْنَ کَمْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهَا؟قَالُوا: اللهُ ورسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهَا مَسِیْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ.ثُمَّ قَالَ :هَلْ تَدْرُوْنَ ما فَوْقَ ذَلِكَ؟قَالُوا: اللهُ ورسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَوْقَ ذَلِكَ سَمَاءَیْنِ مَا بَیْنَهُمَا مَسِیْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ، ما بَیْنَ کُلِّ سَمَاءَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالأرضِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام

کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آسمان پر بادل چھا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے جو زمین کو سیراب کرتا ہے اللہ تعالی اسے اُس قوم کی طرف چلاتا ہے جو نہ تو اُس کا شکر ادا کرتے ہیں اور نہ ہی اُس سے دعا مانگتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا جانتے ہو تمہارے اُوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ بلند آسمان ہے جو محفوظ چھت اور رُکی ہوئی موج ہے پھر پوچھا جانتے ہو تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ایک روایت میں ہے زمین و آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اور اس کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے پھر پوچھا جانتے ہو اس کے اُوپر کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اُوپر دو آسمان ہیں اور دونوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے حتیٰ کے آپ ﷺ نے سات آسمان شمار کیے اور فرمایا ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین سے پہلے آسمان تک۔ (ترمذی حدیث ۳۲۹۸ کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الحدید، مشکوۃ حدیث ۵۷۳۵ کتاب فتۃ القیامۃ باب بدء الخلق ابوداود حدیث ۴۱۰۰ کتاب السنۃ)

جنت سات آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہے جیسا کہ سورۃ النجم میں ہے تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زمین سے جنت تک کتنے ہزار سال کا فاصلہ ہے اور جب رسول اللہ ﷺ زمین پر رہ کر جنت کو اور حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں پھر آپ حاضر و ناظر نہیں تو اور کیا ہیں؟ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مدینہ منورہ سے جنت کا

فاصلہ زیادہ ہے یا پاکستان اور ہندوستان انگلینڈ وغیرہ کا تو ماننا پڑے گا اگر نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رہ کر جنت کو دیکھ سکتے ہیں سات آسمانوں کو دیکھ سکتے ہیں تو اسی طرح مدینہ میں رہ کر اپنے غلاموں کو بھی دیکھ سکتے ہیں اور وہ جسے عینک کے بغیر اپنے سامنے والی چیز بھی نظر نہ آئے وہ حضور ﷺ کی مثل کیسے ہو سکتا ہے۔

سرِ عرش پر ہے تری گذر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

زمین سے دوزخ کا فاصلہ:

دوزخ سات زمینوں کے نیچے ہے آؤ اب رسول کریم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں دیکھیں کہ زمینیں کتنی ہیں اور اُن کا کتنا فاصلہ ہے۔

ثُمَّ قَالَ :هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِیْ تَحْتَکُمْ؟قَالُوا: اللهُ ورسُولُهُ أعْلَمْ. قَالَ: فَـإنَّهَا الأرضُ . ثُمَّ قَالَ :هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِیْ تَحْتَ ذٰلكَ؟ قَالُوا: اللهُ ورسُولُهُ اعْـلَـمُ. قَـالَ: فَإنَّ تَحْتَهَا الأرضَ الأُخْرَیٰ بَیْنَهُمَا مَسِیْرَةُ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ.حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ أرضِیْنَ بَیْنَ كُلِّ أرضَیْنِ مَسِیْرَةُ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا جانتے ہو تمہارے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: زمین ہے پھر پوچھا اس کے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس سے نیچے دوسری زمین ہے دونوں زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی راہ ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سات زمینیں شمار فرمائیں ہر زمین کے درمیان پانچ

سوسال کی راہ ہے۔ترمذی حدیث ۳۲۹۸ کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الحدید،مشکوۃ حدیث ۵۷۳۵ کتاب صفۃ القیامۃ باب بدء الخلق)

اور دوزخ ان سات زمینوں کے نیچے ہے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سماعت:

﴿ قَالَتْ نَمْلَةٌ يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ لَا يَشْعُرُوْنَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا ﴾

ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور اُن کے لشکر بے خبری میں تو اُس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔

(سورۃ النمل آیت ۱۸-۱۹ پارہ:۱۹)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے:-

ایک یہ کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر کے صحابہ کسی پر ظلم نہیں کرتے اگر وہ چیونٹیوں کو کچلیں گے تو بے خبری میں۔ لہذا شیعہ چیونٹی سے بھی زیادہ بے عقل ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی دور سے بھی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں اگر ہمارے حضور ﷺ مدینہ میں تشریف فرما کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی ﷺ جانوروں کی بولی سمجھتے ہیں جیسے ہمارے حضور ہر جانور کی بولی سمجھتے تھے۔ اونٹوں کی فریاد رسی کرتے تھے۔ درختوں کی شاخوں نے حضور ﷺ سے کلام کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی اور اپنے لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تاکہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں۔

خیال رہے کہ آج کل خوردبین وغیرہ آلے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے باریک چیزیں دیکھ لی جاتی ہیں مگر ایسا آلہ ایجاد نہ ہوسکا جس سے چیونٹی کی آواز سنی جاسکے یہ آواز سننا حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے جس سے عقل عاجز ہے۔

وادی نمل طائف شریف سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسے اب بھی وادی نمل ہی کہا جاتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

حدیث نمبر ۳۹ میں ترمذی کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضورﷺ نے زمین پر رہ کر آسمان کے چرچرانے کی آواز سنی۔ اور فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

حدیث......۵۵

﴿دوزخ کی گہرائی اور سماعت مصطفیٰ ﷺ﴾

☆☆☆

عن ابی هريرة رضی الله عنه قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : تَدْرُوْنَ مَا هَذَا ؟ قُلْنَا اللهُ ورسُولُهُ اَعْلَمُ . قَالَ هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الآنَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا یہ اب تک اُس میں گر رہا تھا اور اب اُس کی گہرائی میں پہنچا ہے اور تم نے اُس کی آواز سنی ہے۔ (مسلم حدیث ۲۸۴۴ کتاب الجنۃ)

اب انجینئروں سے پوچھو کہ ایک منٹ میں پتھر کتنے میل نیچے جاتا ہے پتھر اگر اوپر

کی طرف پھینکا جائے تو اُس کی رفتار سست ہوتی ہے لیکن اگر اُوپر سے نیچے کی طرف آئے تو رفتار تیز ہوتی ہے ایک منٹ میں کتنے کلومیٹر نیچے آئیگا اور ایک گھنٹہ میں ساٹھ منٹ ہوتے ہیں پھر ایک گھنٹہ کا حساب لگاؤ اور دن رات میں چوبیں گھنٹے ہوتے ہیں جو ایک گھنٹہ کا حساب نکلے اُس کو چوبیں سے ضرب دیں ایک مہینے میں کتنے دن ہوتے ہیں جو ایک دن کا حساب نکلے اُس کو تیں سے ضرب دیں اور ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں جو ایک مہینہ کا حساب نکلے اُس کو بارہ سے ضرب دیں جو ایک سال کا حساب نکلے اُس کو ستر سے ضرب دیں کیونکہ وہ پتھر ستر سال میں جہنم کی تہہ تک پہنچا تھا تو آپ اندازہ لگائیں کہ وہ پتھر کتنے کروڑ کھرب کلومیٹر نیچے گیا اور مصطفیٰ ﷺ وہاں سے بھی اُس کی آواز سُن رہے ہیں جو اتنی دور سے جہنم میں گرنے والے پتھر کی آواز سُن سکتے ہیں وہ اپنے غلاموں کا درود سلام بھی سن سکتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

یہ آواز صرف حضور ﷺ ہی نہیں سن رہے بلکہ آپ ﷺ کی برکت سے صحابہ بھی سُن رہے ہیں صحابہ آواز تو سن رہے ہیں لیکن وہ نہ پتھر کو جانتے ہیں اور نہ دیکھ رہے ہیں لیکن حضور ﷺ اُس کی آواز بھی سن رہے ہیں اور اُس کو دیکھ بھی رہے ہیں اور صحابہ کو بتا بھی رہے ہیں کہ یہ پتھر میری پیدائش سے پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا تو معلوم ہوا حضور ﷺ اپنے غلاموں کو دیکھتے بھی ہیں پہچانتے بھی ہیں ان کی آوازیں بھی سنتے ہیں درود و سلام بھی سنتے ہیں ان کی فریادیں سُن کر امداد بھی کرتے ہیں۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے
فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

اور جو ٹیلی فون وائرلیس کسی آلہ کے بغیر اپنے شہر کے دوسرے محلے کی بھی آواز نہ سُن سکے تو وہ حضور ﷺ کی مثل کیسے بن سکتا ہے میں اس لیے آپ کو یہ احادیث بتا رہا ہوں اور لکھ رہا ہوں کہ جب آپ درود و سلام پڑھیں گے اور یہ احادیث مبارکہ آپ کے پیشِ نظر ہونگی تو اُس وقت آپ کی کیفیت کچھ اور ہوگی اور اگر کوئی شان مصطفیٰ میں بے ادبی کرے تو تم اُن کو دندان شکن جواب دے سکو۔ کوئی مانے نہ مانے ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

مجھے سمجھ نہیں آتی اتنے واضح مسئلے کو کیوں اختلافی بنا دیا گیا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو بھی منبع کمالات بنایا ہے مثلاً سورج جسماً ایک جگہ ہے لیکن روشنی کے لحاظ سے اپنے فائدے کے لحاظ سے ہر جگہ ہے آفتاب نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جسماً مدینہ منورہ میں ہیں اور اپنے علم، قدرت اور نورانیت و روحانیت سے ہر جگہ ہیں جسماً آپ مدینہ میں ہیں اور باطناً ہر مومن کے سینہ میں ہیں۔

آج کی حیرت انگیز ایجادات ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ نے بہت سے مسائل

حل کر دیئے ہیں دیکھئے ہزاروں میلوں کے فاصلے سے بولنے والے کی آواز بذریعہ ریڈیو ٹیلی ویژن ٹیلی فون موبائل سن لی جاتی ہے تو کیا اللہ کے پیارے محبوب طالب ومطلوب جو روحانیت ونورانیت کا منبع اور مخزن ہیں اپنی روحانی قوت سے ہمارے درودو سلام کی آواز نہیں سن سکتے؟ یقیناً سنتے ہیں ورنہ بصورت دیگر روحانیت کا انکار کرنا پڑے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مادی طاقت وقوت کے مقابلے میں روحانی قوت وطاقت بہت زیادہ ہے کیونکہ مادی دنیا میں ان آلات کے بغیر نہیں سنا جاسکتا لیکن روحانی دنیا ان آلات کی محتاج نہیں وہ اللہ کے نور سے دیکھتے سنتے ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی تو بہت بڑی شان ہے حضور ﷺ کے درباریوں کا یہ حال ہے کہ بہ یک وقت پوری دنیا دیکھ رہے ہیں اور اُن کی آوازیں سن رہے ہیں۔

حدیث......۵۶

﴿ ایک جگہ رہ کر ساری دنیا کو دیکھنا اور اُن کی آوازیں سننا ﴾

☆☆☆

عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِيْ إِذَا مُتُّ، فَلَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ صَلَّى عَلَيْكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَيُصَلِّي الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی

قدرت عطا فرمائی ہے جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اُس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلان کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اُس آدمی کے ہر درود کے بدلہ میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے عالم ناصر الدین البانی اس حدیث کو ,,سلسلہ احادیث الصحیحہ جلد۴ حدیث نمبر ۱۵۳۰ میں اس کو درج کیا ہے، القول البدیع از علامہ سخاوی الباب الثانی ص:۱۶۵ ابن قیم شاگرد ابن تیمیہ جلاء الافہام ص:۱۰۷، تبلیغی نصاب فضائل درود شریف از شیخ زکریا صاحب ص:۱۷، ہدیۃ المہدی مترجم از شیخ وحید الزماں غیر مقلد ص:۵۳)

آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو کتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک جگہ سارے جہان کے مسلمانوں کو دیکھتا ہے اُن کے ناموں اور باپوں کو جانتا ہے اور بہ یک اُن سب کے سلاموں کو سنتا ہے اور سب کے نام حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اور حضور ﷺ اسی لمحہ میں سب کے سلاموں کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں درود شریف پڑھنے والے جہاں میں کتنے ہیں ، ینہ میں ہی لاکھوں ہوں گے پھر مکہ سعودیہ پاکستان ہندوستان جرمنی جاپان وغیرہ اور پھر اُن میں سے کوئی زور سے پڑھ رہا ہے اور کوئی دل میں پڑھ رہا ہے فرشتے کو سب خبر ہے یعنی جہان میں فرشتے سے کوئی انسان چھپا ہوا نہیں جب حضور ﷺ کے ایک خادم کے علم اور سماعت کا یہ عالم ہے تو پھر آقا کا علم اور سماعت کا کیا عالم ہوگا اسی لئے ہم کہتے ہیں

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر نہ ہوتے تو فرشتے کے لئے بہت مشکل پیش آتی

کیونکہ عام آدمی ایک ہی وقت میں ایک آدمی کی بات سن سکتا ہے اور ایک ہی کو جواب دے سکتا ہے تو اگر حضور ﷺ بھی ہماری طرح ہوتے تو فرشتہ کو لائن لگانی پڑتی باری باری سب کا سلام پیش کرتا اور حضور ﷺ سن کر جواب عطا فرماتے۔ اور تمام ملکوں کے دن مقرر کر دیئے جاتے یکم محرم کو پاکستان کی باری آئے گی دو تاریخ کو ہندوستان کی علی ہذا القیاس اس طریقے سے ممکن تھا کہ پاکستان کو دوبارہ سال یا دو سال کے بعد موقع ملتا اور اہل ایمان جو پانچ بار نماز میں سلام پڑھتے ہیں اُن کو بھی جواب ملنا مشکل تھا یہ تو الگ رہے فرشتے جو ہر روز ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں اُن کو ہی سلام کا جواب دینا مشکل ہوتا لیکن اس کے برعکس حضور ﷺ فرماتے ہیں میں ہر ایک کا سلام سنتا ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں تو ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ بے مثل دبے مثال ہیں اور حاضر و ناظر ہیں کہ بہ یک وقت تمام مخلوق کے سلاموں کو سن کر جواب عطا فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ کی عطا سے دور سے سن لیتا ہے دیکھ لیتا ہے دلوں کی بات جان لیتا ہے بالکل صحیح ہے شرک و بدعت نہیں۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور ﷺ خود نہیں سنتے خود بھی سنتے ہیں اور فرشتہ بھی پہنچاتا ہے جس طرح کہ فرشتے رب کی بارگاہ میں اعمال پیش کرتے ہیں حالانکہ رب تعالیٰ خود سنتا اور دیکھتا ہے لیکن رب تعالیٰ سننے اور دیکھنے میں کسی کا محتاج نہیں فرشتے اور نبی بلکہ ہر انسان اپنی ہر صفت اور قدرت میں رب کا محتاج ہے۔

حدیث......۵۷

﴿مجھے درود خواں کی آواز پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو﴾

☆☆☆

عن أبی الدرداء رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: اَکْثِرُوْا الصَّلاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ یَوْم مَشْهُوْدٌ تَشْهَدَہُ الْمَلائِکَةُ لَیْسَ مِنْ عَبْدِی یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِی اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الأنبیاءِ .

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود وسلام پڑھو کیونکہ وہ دن مشہود ہے اُس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں تم میں سے جو شخص مجھ پر دورد پڑھتا ہے اس کے درود کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ جہاں میں کہیں بھی ہو ہم نے عرض کیا وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں بیشک اللہ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

(طبرانی جلاء الافہام ص:۱۲۷ حدیث ابی الدرداء الباب الاول)

وہ حدیث جس میں فرمایا گیا کہ جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا میں سنوں گا اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھے گا مجھے پہنچایا جائے گا۔(مشکوۃ ۹۳۴) اس کے متعلق ابن قیم جلاء الافہام میں لکھتے ہیں ہذا الحدیث غریب جدا یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔

(جلاء الافہام ص:۵۴)

حافظ ابن کثیر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: فی اسنادہ نظر تفرد بہ محمد بن

مروان سدی وھو متروک)(تفسیر ابن کثیر سورۃ الاحزاب آیت (۵۶) جلد ۳)

بالفرض اگر اس کو حسن بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مطلب ہے یعنی روضہ اطہر پر درود پڑھنے والوں کا درود بلا واسطہ سنتا ہوں اور دور سے پڑھنے والے کا درود سنتا بھی ہوں اور پہنچایا بھی جاتا ہوں کیونکہ یہاں دور کا درود سننے کی نفی نہیں صوفیا فرماتے ہیں کہ محبت والا درود خواں دور بھی ہو تو روضہ پاک سے قریب ہے، اور محبت سے خالی قریب بھی ہو تب بھی دوران کے ہاں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دلی قرب والوں کا درود میں خود محبت سے سنتا ہوں قرب سے محروم لوگوں کا درود فرشتے ڈیوٹی ادا کرنے کے لئے پہنچا تو دیتے ہیں مگر میں توجہ سے سنتا نہیں اسی مضمون کی ایک حدیث دلائل الخیرات شریف کے مقدمہ میں ہے

حدیث......۵۸

﴿اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں﴾

☆☆☆

﴿قِيلَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَرَءَيْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَاْتِی بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ ؟ فَقَالَ: اَسْمَعُ صَلَاةَ اَهْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَی صَلَاةُ غَيْرِهِمْ عَرْضاً﴾

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں خبر دیں کہ جو دور سے آپ پر درود پڑھتے ہیں یا جو لوگ آپ کے وصال کے بعد آئیں گے ان کا آپ کے پاس کیا حال ہے؟ ارشاد فرمایا: میں اپنے اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں

اور دوسروں (غیر اہل محبت) کے درود مجھ تک فرشتے پہنچاتے ہیں۔ (مراۃ ج۲ ص:۱۰۶)

اسی طرح مردے بھی سنتے ہیں بلکہ سلام کا جواب دیتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ سے کہتے تھے قم باذن اللہ تو وہ زندہ ہو جاتا تھا اگر وہ آواز نہ سنتا تو کیسے زندہ ہوتا؟

حدیث......۵۹

﴿عام مؤمنین بھی سلام سن کر جواب دیتے ہیں﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: ما مِن رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبرِ أخِيهِ المُؤمِنِ كَانَ يَعرِفُهُ فِي الدُّنيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيهِ إلّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيهِ السَّلامَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے مؤمن بھائی کی قبر سے گذرتا ہے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور وہ اُسے سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اُس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ (کتاب الروح از شیخ ابن قیم شاگرد ابن شیخ ابن تیمیہ ص ۲۳،۳۶)

سماعت کے متعلق اہلسنت و جماعت کا عقیدہ

قبر انور پر جو درود پڑھا جاتا ہے حضور ﷺ اُسے سنتے بھی ہیں اور فرشتہ بھی اُسے پیش کرتا ہے۔ اور دور سے جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اُسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں اور سمع خارق للعادۃ سے حضور ﷺ سماعت بھی فرماتے ہیں۔ (یعنی آپ خود سنتے ہیں) (مقالات کاظمی ص:۶۲ طبع ملتان ۱۴۱۳ھ)

سماعت کے متعلق علماء دیوبند کا عقیدہ

شیخ انور شاہ کشمیری دیوبندی فیض الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پیش کرنے کی حدیث علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔ اگرچہ علم غیب کے بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرح ہے۔ کیونکہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہا بارگاہِ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو۔ بارگاہِ رسالت میں کلماتِ درود کی پیش کش بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں کلمات طیبات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اس بارگاہِ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذاتِ حق رحمٰن کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ پیش کش علم کے منافی نہیں۔ لہذا کسی چیز کا پیش کرنا کبھی علم کے لئے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے لئے بھی۔ اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔

(فیض الباری جلد دوم ص: ۳۰۲ مطبوعہ قاہرہ)

انبیاء واولیاء کی سماعت کے متعلق علمائے اہلحدیث کا عقیدہ

شیخ وحید الزماں مترجم صحاح ستہ لکھتے ہیں:۔

رہا کسی کا یہ گمان کہ نبی ﷺ یا علی رضی اللہ عنہ یا اولیاء میں سے کسی کی سماعت علامۃ الناس سے وسیع تر ہے اور وہ ملک یا زمین کے تمام گوشوں کی سماعت پر مشتمل ہے تو یہ شرک نہیں

ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ کو بلکہ حیوانات کو عوام الناس کی سماعت وبصارت سے وسیع تر اور طاقت ور ترین سماعت وبصارت عطا کر رکھی ہے (اور پھر عمار بن یاسر کی مذکورہ حدیث بیان کی اور اس کے علاوہ ایک اور حدیث بیان کی) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو ملک الموت کے لئے ایک پیالے کی طرح بنا دیا ہے اور وہ اُس کے ہر گوشے سے ارواح اٹھالیتا ہے۔

اہل حدیث خارجیوں کی طرح ہیں:

متاخرین میں سے ہمارے بعض بھائیوں نے امر شرک میں تشدد سے کام لیا ہے اور دائرہ اسلام کو تنگ کر دیا ہے اور ایسے امور کو شرک قرار دیا ہے جو مکروہ وحرام ہیں اگر اس سے ان کی غرض شرک عملی یعنی شرک اصغر یا شرک کے ذریعے کو مسدود کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے اور اگر وہ دین میں غلو وتشدد کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد رکھے ﴿لاتَغلُوْ فی دِینِکُم﴾ اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور دین میں شدت خارجیوں اور مارقین اور ناکثین کا کام ہے ہم انہیں ان امور پر اجمالا انتباہ کرتے ہیں اور اس سے ہماری غرض اپنے اہل حدیث بھائیوں کی غلطیاں واقع ہونے سے امداد وصیانت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کرنے والا ہے۔ (ہدیۃ المہدی مترجم از شیخ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۵۳-۵۴)

اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ فرشتہ دور سے آواز سن لیتا ہے حضور ﷺ نہیں سُن سکتے تو اُس نے فرشتے کو حضور ﷺ سے افضل مانا حالانکہ یہ متفق علیہ عقیدہ ہے کہ حضور ساری مخلوق سے افضل ہیں فرشتہ کیا حضور ﷺ کی مثل تو نبیوں میں بھی نہیں ہے

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

صرف فرشتے کو ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جنت ودوزخ کو بھی ساری مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

حدیث......٦٠

﴿جنت ودوزخ کی سماعت کا عالم﴾

☆☆☆

عن أنس رضى الله عنه قال : قال رسولُ الله ﷺ: مَنْ سَألَ اللهَ الْجَنَّةَ ثلاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثلاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ سے تین بار جنت مانگے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل فرمادے اور جو تین بار آگ سے پناہ مانگے تو آگ کہتی ہے الٰہی اسے آگ سے امان دے۔

ترمذی حدیث ۲۵۷۲ کتاب صفۃ الجنۃ اس حدیث کو غیر مقلد محدث البانی نے صحیح قرار دیا ہے (مشکوۃ حدیث ۲۴۷۸ کتاب الدعوات ، القول البدیع الباب الرابع ص ۲۳۱) جنت و دوزخ کی مسافت آپ سابقہ حدیثوں سے معلوم کر چکے ہیں جب خدا تعالیٰ جنت ودوزخ کو دور و نزدیک دیکھنے اور سننے کی طاقت عطا فرما سکتا ہے تو پھر محبوب خدا ﷺ کی سماعت وبصارت کا کیا عالم ہوگا۔ افسوس اُن لوگوں پر جو جنت ودوزخ کی دور سے دیکھنے اور سننے قوت سماعت وبصارت پر تو ایمان لاتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ جو تمام جہان سے افضل ہیں اُن کی اس خداداد قوت کا انکار کرتے ہیں۔

حدیث (٦١)

﴿حورالعین کی قوت سماعت وبصارت﴾

☆☆☆

عن مُعَاذٍ رضی الله عنه قال : قال رسولُ الله ﷺ:

لاتُـؤْذِی امـرَاَـةٌ زَوْجَهَـا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ : لاتُؤْذِیْهِ قَاتَلَكِ اللهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِیْلٌ یُوْشِكُ اَنْ یُفَارِقَكِ اِلَیْنَا.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دکھ پہنچاتی ہے تو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے اللہ تجھے غارت کرے اُسے ایذا نہ پہنچاوہ تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آئے گا۔ (ترمذی حدیث ۱۱۷۴ کتاب الرضاع، ابن ماجہ ۲۰۱۴،) اس حدیث کو غیر مقلد محدث البانی نے صحیح قرار دیا ہے، مشکوۃ حدیث ۳۲۵۸ کتاب النکاح باب عشرۃ النساء)

جب حوروں کے علم کا یہ حال ہے کہ وہ اتنی دور سے اپنے ہونے والے خاوند کو دیکھتی ہے اُس کی آواز دور سے سنتی ہے تو حضور ﷺ جو تمام مخلوق سے افضل ہیں ان کے علم کا کیا پوچھنا آج لوگ حضور ﷺ کو حاضر وناظر ماننے کو شرک کہتے ہیں لیکن حوروں کو حاضر وناظر مان لیتے ہیں یعنی ان کا ایمان صرف حوروں پر ہے۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

حدیث......۶۲

﴿دور سے دیکھنا اور مدد فرمانا﴾

☆☆☆

عـن مَيْـمُـوْنَةَ رضى الله عنها أنَّهَا سَمِعَتْ رسُولَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ فى مُتَوَضَّئِهِ لَيْلًا : لَبَّيْكَ لَبَّيْك(ثلاثًا) نُصِرْتَ نُصِرْت (ثلاثًا) قلت يارسول الله سمعتك تـقول فى مُتَوَضَّئِكَ لبَّيْكَ لَبَّيْك(ثلاثًا) نُصِرْتَ نُصِرْت (ثلاثًا) كَأنَّكَ تُكَلِّمُ إنسَـانًا فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أحَدٌ ؟ فَقَالَ هٰذَا رَاجِزُ بَنِى كَعْبٍ يَسْتَصْرِخُنِى وَيَزْعُمُ أنَّ قُـرَيْشًا أعَانَتْ عَلَيْهِمْ بَنِى بَكْرٍ (إلى انْ قَالَتْ) فَاقَمْنَا ثلاثًا ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ بِالنَّاسِ فَسَمِعْتُ رَاجِزٌ يَنْشُدُهُ.

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ نے وضوخانے میں تین مرتبہ لبیک کہی اور تین مرتبہ نُصِرت تیری مدد کی گئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ کو تین مرتبہ لَبَّیْکَ اور تین مرتبہ نُصِرت فرماتے ہوئے سنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرمارہے ہوں، کیا وضوخانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بنوکعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لئے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنوبکر کی امداد کی ہے تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا کہ راجز اشعار پیش کرر ہا تھا۔

(معجم الطبرانی الصغیر حدیث ۹۴۸ ص ۳۴۷)(مختصر سیرت رسول از شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی ص:۴۲۸)

یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے نبی کریم ﷺ سے فریاد کی اور نبی کریم ﷺ نے ان کی فریاد کو مدینہ منورہ میں سنا اور ان کی ظاہری باطنی امداد فرمائی اور مکہ فتح ہو گیا۔

واقعہ یہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں بنی بکر قریش کی طرف سے ذمہ دار تھے اور خزاعہ حضور ﷺ کی طرف سے ذمہ دار تھے اور یہ ذمہ داری اس عہد پر تھی کہ آئندہ دس سال تک باہمی جنگ نہ ہوگی مگر قریش نے عہد اور شرائط کو توڑ دیا اور بنی بکر وغیرہ کے ساتھ مل کر خزاعہ کو بحالت خواب قتل کیا خزاعہ نے مجبور ہو کر حرم میں پناہ لی بنو بکر نے حرم کا بھی لحاظ نہ کیا اور خزاعہ کا حرم میں خون بہایا گیا۔

اس وقت عمرو بن سالم خزاعی نے حضور ﷺ سے مکۃ المکرمہ سے مدد مانگی تو حضور ﷺ نے مدینہ میں سن کر اُسے جواب دیا کہ تیری مدد کی گئی چنانچہ پھر یہ چالیس سوار لے کر مدینہ پہنچے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا

فَانْصُرْ رسولَ الله نصراً عَتِدًا وَادْعُ عبادَ اللهِ یاتو مدداً

یارسول اللہ ہماری پوری مدد کیجئے اور خدا کے بندوں کو بلائیں جو ہماری مدد کو آئیں۔

إِنَّ قُرَیشا أخلفوك المَوْعِدَا ونقضوا مِیثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا

قریش نے آپ سے وعدہ کے خلاف کیا اور آپ کا محکم معاہدہ توڑ دیا

هم بیتونا بِالْوَتِیرِ هُجَّدًا وَقَتَلُونَا رُكَّعًا وَسُجَّدًا

انہوں نے وتیر میں ہم پر بحالت خواب حملہ کیا اور ہمیں رکوع اور سجدے کی حالت میں قتل کر ڈالا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے مدد مل جائے گی اور قریش کو تین شرطیں پیش کیں لیکن انہوں نے لڑائی کو اختیار کیا چنانچہ مکہ فتح ہو گیا۔

(مختصر سیرت رسول از شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی ص:۴۲۸)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حدیث......۶۳

﴿مدینہ منورہ میں رہ کر مجاہدین کو دیکھنا اور ان کی امداد کرنا﴾

☆☆☆

عن ابن عمر رضی الله عنه قال: كَانَ عُمَرُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَرَضَ فِي خُطْبَتِهِ أَنْ قَالَ: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَالْتَفَتَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فَلَمَّا فَرَغَ سَأَلُوْهُ فَقَالَ: وَقَعَ فِي خَلَدِي أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ هَزَمُوْا إِخْوَانَنَا وَأَنَّهُمْ يَمُرُّوْنَ بِجَبَلٍ فَإِنْ عَدَلُوْا إِلَيْهِ قَاتَلُوْا مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ، وَإِنْ جَاوَزُوْا هَلَكُوْا، فَخَرَجَ مِنِّي مَا تَزْعُمُوْنَ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمُوْهُ ، قَالَ: فَجَاءَ الْبَشِيْرُ بَعْدَ شَهْرٍ فَذَكَرَ أَنَّهُمْ سَمِعُوْا صَوْتَ عُمَرَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ ، قَالَ: فَعَدَلْنَا إِلَى الْجَبَلِ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْنَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کو خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا ,,ساریہ پہاڑ کی طرف،، لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے پوچھا تو فرمایا مجھے دکھائی دیا کہ مشرکین ہمارے مسلمان بھائیوں کو شکست دینے والے ہیں اور وہ پہاڑ کی جانب سے بھرپور حملہ کے لئے تیار ہیں اگر مسلمان ادھر کا رخ کر لیں تو ایک ایک کو چن کر ماریں گے ورنہ ہلاک ہو جائیں گے چنانچہ میری زبان سے وہ الفاظ نکلے جنہیں تم نے سنا

اس واقعہ کے ایک ماہ بعد فتح کی خوشخبری دینے والا آیا اور کہا کہ ہم سب نے فلاں تاریخ کو امیر المؤمنین کا یہ حکم سنا تھا چنانچہ ہم نے پہاڑ کی طرف حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح سے ہمکنار کر دیا (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۷، مشکوۃ حدیث ۵۹۵۴ کتاب الفضائل باب الکرامات)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے کفار نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کے پیچھے کر لیا تا کہ وہ پہاڑ کے پیچھے سے وہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں انہیں گھیرے میں لے رہے تھے حضرت ساریہ اس سازش سے بے خبر تھے مدینہ منورہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو حضرت ساریہ اس ہدایت سے سنبھل گئے، رب نے فتح دی۔

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

ایک یہ کہ اللہ والے دور کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں، دوسرے یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچادیتے ہیں، تیسرے یہ کہ اللہ والے دور سے مدد کرتے ہیں حضرت آصف برخیا کا واقعہ تو قرآن میں مذکور ہے کہ آپ ایک آن میں ملک یمن کے شہر سبا سے تخت بلقیس فلسطین میں دربار سلیمانی میں اٹھا لائے ﴿ أَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾ آج سائنس نے یہ سارے کام کر کے دکھادیئے۔ تو کیا نوری طاقت ناری طاقت سے کم ہے۔ ابھی حال ہی میں روس نے ایک راکٹ میں کتیا بٹھا کر فضا آسمانی میں بھیجی۔ وہ بتیس ہزار میل فضاء میں راکٹ میں اڑ رہی تھی۔ اور روس کا محکمہ طاس خبر دے رہا تھا کہ اب کتیا سو رہی ہے۔ اب کھا رہی ہے اب بھونک رہی ہے۔ اب اس کے خون کا

دباؤ کتنا ہے۔اب اس کا علاج یہاں سے کیا جارہا ہے۔ پھر خبردی کہ آج وہ کتیا مرگئی۔ اس کتیا کا نام لائیکا تھا۔ اخبارات میں یہ خبریں برابر شائع ہوتی رہیں ریڈیو بولتا رہا سارے توحید پرست اس پر ایمان لاتے رہے کسی نے اس پر شرک کا فتویٰ نہ دیا۔

(مراۃ شرح مشکاۃ ج۸ص:۲۸۱)

رسول اللہ ﷺ بعد از وصال بھی مدد فرماتے ہیں:

اگر کوئی کہے کہ آپ زندگی میں تو دور سے سن سکتے تھے بعد از وفات نہیں سن سکتے تو یہ بات بھی قرآن کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔(سورۃ الضحیٰ) یعنی آپ کے لئے برزخی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے۔ عام آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دے کر واپس نہیں لیتا جب تک ناشکری نہ کرے اور حضور ﷺ سے زیادہ شکر گذار کون ہوسکتا ہے اور رب فرماتا ہے ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ اگر تم شکر کروگے تو میں نعمت میں زیادتی کردونگا۔ سورہ ابراہیم آیت:۶) حضور ﷺ نے نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق نعمتیں اور زیادہ کردیں۔ قرآن کی صریح آیات کے مقابلہ میں تمام من گھڑت قیاسات بے کار ہیں کہ زندگی میں سن سکتے تھے موت کے بعد نہیں سن سکتے اللہ تعالی تو عام لوگوں کی قوتیں بھی موت کے بعد بڑھا دیتا ہے مثلاً کسی آدمی کو کسی ایسے کمرے میں بند کردیں جہاں نہ دروازہ ہو نہ کھڑکی تو وہ کمرے کے باہر دیکھ سکے گا نہ آواز سن سکے گا لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں جب مومن قبر کے امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں اپنے دوزخ والے

ٹھکانے کو دیکھ اُس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنتی ٹھکانہ عطا فرمادیا ہے تو مومن قبر میں لیٹے ہوئے جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیتا ہے۔ (بخاری حدیث (۱۳۷۴) مسلم حدیث (۲۸۷۰) مشکوۃ حدیث (۱۲۶) کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر)

معلوم ہوا کہ موت کے بعد قوتیں بڑھ جاتی ہیں کہ ہزار ہا من مٹی میں دفن ہونیکے باوجود میت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن لیتی ہے تو جو انبیاء اور اولیاء زندگی میں مشرق و مغرب دیکھتے ہوں وہ بعد وفات فرش و عرش کی یقیناً خبر رکھتے ہیں۔

عہد فارقی میں ۱۵ھ کا ایک ایمان افروز واقعہ:

عہد فارقی میں ۱۵ھ میں مسلمانوں کا مقابلہ یوقنا حاکم حلب کے لشکر جرار سے ہوتا ہے حضرت کعب بن ضمرہ لشکر اسلام بچانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار رہے ہیں یا محمدُ یا محمدُ یا نصرَ اللّٰہِ انزِلْ یا معشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعة ویأتی النصر وانتم الأعلون۔ یا محمد یا محمد ﷺ اے نصرت الٰہی نزول فرما۔ یا معشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعة ویأتی النصر وانتم الأعلون۔ اور مسلمانوں کو تسلی دیتے اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو یہی ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے تمہارا ہی بول بالا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے حلب ایک مستقل سلطنت تھی، اس میں دو بھائی تھے، ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوقنا تھا، یوحنا عابد و زاہد، اور یوقنا بہادر سپاہی تھا۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، امیر لشکر اسلام نے حلب کی طرف رخ کیا تو یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح کی

رائے دی، یوقنا نہ مانا اور اپنی بہادری و کثرت پر ناز کرنے لگا، کیونکہ مسلمان کل ایک ہزار تھے، یوحنا نے کہا بھائی شاید تیری موت قریب آ پہنچی ہے جو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو، بہر حال یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا باوجود اس کے کہ مسلمان ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے اور تعداد میں بھی قلیل تھے مگر پھر بھی نہایت ہی استقلال و جواں مردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مقابلہ جاری تھا کہ اچانک دشمن کی مدد کے لئے اور بہت زیادہ فوج آ گئی اور آتے ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس فوجِ کثیر کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ اسلام بچانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار رہے ہیں یا محمدُ یامحمدُ یا نصرَ اللّٰهِ انزِلْ یا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اثْبُتُوا اِنَّمَا هِیَ سَاعَةٌ وَیاتِی النَّصْرُ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ یا محمد، یا محمد ﷺ اے نصرت الٰہی نزول فرما۔ اور مسلمانوں کو تسلی دیتے اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو یہی ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے تمہارا ہی بول بالا ہے۔

ایک رات اسی حالت میں میدان کارزار گرم رہا، اسی اثنا میں اہل حلب نے آ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی جب وہ شہر کو واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہل حلب مسلمانوں سے صلح کر کے ان کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوجِ کثیر کے ساتھ اس صلح کے الزام میں اہل شہر پر ہلہ بول دیا اور قتل عام شروع کر دیا۔ جس سے شہر میں کہرام مچ گیا۔ یوحنا نے آ کر بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی اور اس قسم کی باتیں کیں جن سے مسلمانوں کی طرف داری معلوم ہوتی تھی۔ یوقنا پہلے ہی غصے میں تھا کہ اہل شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ ایسے میں اپنے بھائی کی طرف داری دیکھ کر اور غضب ناک ہو گیا اور بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان

کی طرف منہ کر کے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ میں اپنی قوم کے دین کا مخالف ہوں اور اشھد
أن لا اله إلا الله وأشهد أن محمد رسول الله پڑھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو
تمہاری مرضی ہو کرو! یوقنا نے اپنی تلوار سے بھائی کا سر جسم سے جدا کر دیا، اور پھر اہل
شہر کے قتل عام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی تین سو آدمی قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ
رضی اللہ عنہ وہاں آپہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی۔ یہاں تک کہ یوقنا تاب نہ لا سکا اور
فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ پانچ ماہ تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ
کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو بہت مصیبتیں پہنچائیں
اچانک ایک روز یوقنا نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ میں نے دین
اسلام قبول کر لیا ہے اب میں تمہارا بھائی ہوں اور اس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے
اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے
کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمہ
توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی، اس نے کہا اے
حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ
ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف
نہیں سمجھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص
تشریف فرما ہیں کہ اُن کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ان کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے
میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں
۔ میں نے ان سے عرض کی کہ اگر آپ نبی ہیں تو دعا کیجئے کہ مجھ کو عربی آجائے حضور
ﷺ نے فرمایا، اے یوقنا میں محمد اللہ کا رسول ہوں عیسیٰ علیہ السلام نے میری ہی بشارت

دی ہے میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا پڑھو لا إلـه إلا الـلـه محمد رسول اللـه یہ سنتے ہی میں نے کلمہ پڑھ لیا اور مشرف بہ اسلام ہوگیا اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جب بیدار ہوا تو میرے منہ سے کستوری سے بہتر خوشبو آرہی تھی اور مجھے عربی بھی آگئی تھی۔ اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! میں اب تک اطاعتِ شیطان میں جنگ کرتا تھا۔ اب اللہ کی راہ میں لڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے بھائی یوحنا سے جاملو، اب میرے دل میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں ہے۔

(فتوح الشام جلد اص: ۱۳۹، ۲۴۸، تاریخ التواریخ)

دیکھئے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار کی بے شمار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا سرفراز ہونا دشوار ہے تو حضور ﷺ کو پکارا کہ یارسول اللہ ﷺ جلد مدد فرمایئے تو حضور ﷺ مدد فرمانے کے لئے تشریف لے آئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور فتح بھی کیسی کہ خود فریقِ مخالف بادشاہ کا مسلمان ہوکر اسلامی فوج کا ایک سپاہی اور خادمِ اسلام بن گیا۔

اسی لئے امام اہل سنت فرماتے ہیں:

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

یہاں یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ہی حضور ﷺ کو نہیں

پکارا بلکہ یہ صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ سختی اور مصیبت کے وقت وہ حضور ﷺ کو پکارتے اور مدد طلب کرتے تھے۔

بعد از وصال صحابہ کرام کا نبی کریم ﷺ کو امداد کے لئے پکارنا:

صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور میدانِ جنگ میں نبی ﷺ کو مدد کے لیے پکارا چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وحمل خالد بن الولید حتی جاوزھم وسار لجبال مسیلمة وجعل یترقب ثم وقف بین الصفین ودعا البراز وقال أنا ابن الولید العود أنا ابن عامر وزید ثُمَّ نَادَی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُھُمْ یَوْمَئِذٍ یَا مُحَمَّدَاہُ۔

جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا اور لشکر سے آگے نکل کر مسیلمہ کی پناہ گاہ پہاڑیوں کی طرف چلے گئے اور منتظر رہے کہ کسی طرح اُس تک پہنچ کر اسے قتل کردوں مگر کچھ سوچ کر واپس ہوگئے اور بیچ میدان میں کھڑے ہو کر مبارزت طلب کی اور کہا میں ابن ولید العود ہوں میں ابن عامر وزید ہوں پھر انہوں نے مسلمانوں کو اُن کے شعار کے مطابق آواز لگائی اور اُس دن مسلمانوں کا شعار یہ ندا تھی یا مُحَمَّدَاہ۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۶ ص: ۳۲۴، تاریخ الطبرانی ۲/۲۸۱، مفاہیم از سید علوی مالکی ص ۱۵۲)

سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان بہت ہی کم تھے اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اور سختیاں جھیلیں کہ پاؤں اکھڑ گئے۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء نے جو ثابت قدم تھے یہ

دیکھا کہ اب حالت نہایت نازک ہے تو یَا مُحَمَّدَاہ کا نعرہ لگایا چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر یَا مُحَمَّدَاہ یَا مُحَمَّدَاہ جاری تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب ہلاک ہوکر واصل بہ جہنم ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔

دیکھئے اس جنگ میں سب صحابہ کرام ہی تھے کیونکہ حضور ﷺ کی وفات شریف کے ساتھ فوراً یہ جنگ ہوئی ثابت ہوا کہ جنگ میں یَا مُحَمَّدَاہ کہنا شعار صحابہ تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دور سے بھی یا محمد اور یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانا اور امداد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ یمامہ علاقہ نجد میں ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً ہزار کلو میٹر دور ہے۔

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
جس نے یہ نعرہ لگایا اُس کا بیڑا پار ہے

شیخ العرب والعجم فضیلۃ الشیخ السید علوی مالکی صاحب محدث مکی فرماتے ہیں:
بعض لوگوں نے اس مسئلہ کا انکار کیا ہے اور کہا ہے ,, کہ عقائد اور توحید کے مسائل تاریخ سے نہیں لئے جاسکتے ،، یہ سخت مغالطہ ہے کیونکہ شیخ محمد بن عبدالوہاب صاحب نے اپنے فتاوی میں اس بات کا اقرار کیا ہے ﴿ أن التوسل ليس من العقائد ، بل هو من مسائل الفقه ﴾ بیشک توسل عقائد کے مسائل میں سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک فقہی مسئلہ ہے۔ (المفاہیم ص ۱۵۲)

حضرت خالد بن ولید کا نعرہ:

﴿ وا غوثاہُ وا مُحَمَّدَاہ ﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک ۔ت بطلیموس دس ہزار سوار لے کر قلعہ

سے باہر نکلا اور نہایت سرعت سے اہل اسلام پر شب خون مارا جس سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گڑبڑ سنتے ہی پکار کر کہا ﴿ وا غوثاہُ وَا مُحمّداہُ وَا سلاماہُ کِیْدَ قَوْمِی وَرَبِّ الکعبۃِ ﴾ اے محمد ﷺ رب کعبہ کی قسم میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا فریاد رسی کیجئے تا کہ یہ سلامت رہیں۔ (تاریخ التواریخ واقدی)

جنگ یرموک میں صحابہ کا نعرہ:

جنگ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی فوج صرف ستائیس ہزار تھی ان میں ایک سو وہ صحابی بھی تھے جو بدری تھے چونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اسی وجہ سے بار بار ہزیمت ہوئی اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ ایک بار فوج کے اس حصے کو ہزیمت ہوئی جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور اُن کا گزر عورتوں پر ہوا، ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھیں، انہوں نے خیمے کا ستون لیا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے منہ مار کر کہا، اے صخر حرب کے بیٹے کہاں بھاگ رہے ہو یہ وقت جان فدا کرنے کا ہے تا کہ اس کا بدلہ ہو جائے جو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں تم کفار کو برانگیختہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی شکستہ فوج کے ساتھ پھرے اور کفار پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی سخت حملہ کیا اس وقت سب کی زبان پر یا مُحمّدُ یا مَنصُورُ اُمّتَکَ جاری تھا یعنی اے محمد ﷺ اے رحمت [illegible] امت کی خبر لیجئے۔ (تاریخ التواریخ واقدی)

حضرات محترم ان تمام واقعات سے کیا ثابت ہوتا ہے [illegible] یہ ہمارے نبی ﷺ

زندہ ہیں حاضر و ناظر ہیں امت کے حالات سے واقف ہیں جو اُن کو پکارتا ہے اس کی امداد فرماتے ہیں یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانا سنت صحابہ ہے اور یہ نعرہ صرف روضہ پر ہی نہیں بلکہ دور و نزدیک ہر جگہ پر لگایا جاسکتا ہے اور اس میں زندگی موت کی بھی کوئی قید نہیں یہ نعرہ شرک و بدعت نہیں کیونکہ صحابہ ہم سے زیادہ شرک و بدعت کو جاننے والے تھے آج لوگ صحابہ کا نام لیتے ہیں لیکن اُن کے عقائد نہیں اپناتے۔

اور اگر آج بھی جنگوں میں سنت صحابہ کو اپنایا جائے تو فتح و نصرت مسلمانوں کا مقدر بن سکتی ہے آج جو کشمیر میں مسلمانوں کو آزادی نہیں مل رہی اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں مسلمانوں کے ساتھ کچھ ایسے لوگ جنگ میں شریک ہیں جن کے نزدیک یہ نعرہ لگانا شرک و بدعت ہے اسی وجہ سے مسلمانوں کا نقصان ہو رہا ہے وہ اس نکتہ کو نہیں سمجھ رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدد اللہ کی مدد ہے غیر اللہ کی امداد نہیں ہے جیسا کہ علماء دیوبند اور علمائے اہل حدیث نے لکھا ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں

بیاں میں نکتہء توحید آتو سکتا ہے

تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

تقدیر امم کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا

مؤمن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

صاحب فراست مومن کے لئے تو یہ دلائل کافی ہیں لیکن ممکن ہے بعض ضعیف الاعتقاد لوگ ان دلائل کو نہ مانیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی تسلی کے لئے مزید ایک مضبوط دلیل پیش کردوں تا کہ انکار کی گنجائش نہ رہے۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حدیث......۶۴

﴿بعض از وصال انبیاء کرام کا حاضر و ناظر ہونا اور امداد فرمانا﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسولُ اللہ ﷺ:ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوْسَى، فَقَالَ :بِمَ أُمِرْتَ؟ قال: أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: أُمَّتُكَ لا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ،

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى فَقَالَ مِثْلَهُ

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى فَقَالَ مِثْلَهُ

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى فَقَالَ مِثْلَهُ

فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ،فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ

فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ،فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسَى

فَقَالَ :بِمَ أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ : سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلَكِنْ أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ : أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ. وفی روایۃ لمسلم:

قال: یا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلاةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلاةً.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض فرمائی گئیں جب میں واپس لوٹا اور میرا گذر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پچاس نمازیں پڑھنے کا۔ کہنے لگے آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اور خدا کی قسم میں اس چیز کا آپ سے پہلے تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ اس امر کی بڑی کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔
آپ بارگاہ خداوندی میں واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ میں واپس گیا تو دس نمازیں کم کر دی گئیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور اسی طرح گفتگو ہوئی اور واپس لوٹا تو دس نمازیں اور کم کر دی گئیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا اور اسی طرح گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا تو دس نمازیں مزید کم کر دی گئیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا اور اسی طرح گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا تو روزانہ دس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا اور اسی طرح گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا تو روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہنے لگے آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اور میں اس چیز کا آپ سے پہلے تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ اس امر کی بڑی کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ آپ بارگاہ

خداوندی میں واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ فرمایا میں نے اپنے رب سے اتنی مرتبہ درخواست کی ہے کہ اب مجھے شرم محسوس ہونے لگی ہے لہذا برضا و رغبت سر تسلیم خم کرتا ہوں فرمایا کہ جب میں آگے بڑھا تو آواز آئی:- میں نے اپنا فرض جاری فرمادیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی فرمادی۔ اور مسلم کی روایت میں ہے
یا محمد یہ ہر دن میں پانچ ہیں ہر نماز کا دس گنا ثواب ہے تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوئیں
(بخاری حدیث ۳۸۸۷ کتاب مناقب الانصار باب المعراج، مسلم حدیث ۱۶۲، ۱۶۴، مشکوۃ حدیث ۵۸۶۲ کتاب الفضائل باب المعراج)

اس حدیث سے کئی مسائل ثابت ہو رہے ہیں

ایک یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ معلوم ہوا کہ اگرچہ رب نے نمازیں فرض کر دیں ہیں لیکن یہ اللہ کے محبوب ہیں اگر انہوں نے تخفیف کے لئے عرض کر دیا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لئے تخفیف فرما دے گا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ اعتقاد تھا کہ اگر حضور ﷺ آخری مرتبہ بھی چلے جائیں تو یہ پانچ بھی معاف ہو سکتی ہیں یعنی حضور ﷺ کے چاہنے سے نمازیں معاف ہو سکتی ہیں اور حضور ﷺ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ میرے چاہنے سے نمازیں معاف ہو سکتی ہیں ورنہ آپ تخفیف کا سوال ہی نہ فرماتے نبیوں کا کیا شاندار عقیدہ ہے لیکن اس کے برعکس کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اب آپ خود فیصلہ کریں کہ نبیوں کا عقیدہ برحق ہے یا ان کا؟ جو عقیدہ برحق وہ اپنا لیں دوسرے کو رد کر دیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں صرف زندہ ہی نہیں بلکہ جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں کوئی پابندی نہیں کیونکہ یہ وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جنہیں

حضورﷺ بیت المقدس جاتے ہوئے قبر میں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ گئے تھے اور یہ پیدل چل کر حضورﷺ سے پہلے بیت المقدس اور آسمانوں پر پہنچے ہوئے تھے اس لئے کہ نبوت کی رسے تیز ہے دوسرے اس لئے کہ یہ نبی اپنی ڈیوٹیوں پر جارہے تھے اور حضورﷺ سیر کے لئے جارہے تھے سیر والا خراماں خراماں چلتا ہے اور ڈیوٹی والا تیز۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضورﷺ بے مثل و بے مثال ہیں کہ بار بار عرض کر کے پینتالیس نمازیں معاف کرادیں جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی حضورﷺ کی مثل ہیں وہ ذرا ایک سجدہ معاف کرا کے دکھائیں تو پتہ چلے۔

چوتھا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کرام بعد از وصال بھی مدد کرتے ہیں اور وسیلہ بن سکتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بعد از وصال وسیلہ کے منکر ہیں ان کا عقیدہ صرف کاغذی ہے عملی طور پر وہ بھی وسیلہ مانتے ہیں کیونکہ وہ نمازیں پانچ پڑھتے ہیں اگر اپنے عقیدہ پر عمل کرتے تو پچاس پڑھتے کیونکہ پینتالیس (۴۵) نمازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے معاف ہوئی ہیں اب اگر وہ وسیلہ کو مانتے ہیں تو عقیدہ جاتا ہے اور اگر عقیدہ بچاتے ہیں تو نمازیں پچاس پڑھنا پڑتی ہیں لہذا انہوں نے عملی طور پر وسیلہ کو مان کر اپنے عقیدہ کو ذبح کر دیا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اس کام کے لئے کھڑا کر سکتا تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کام کے لیے سلیکٹ کرنے میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ دیکھو وہی نبی وسیلہ بنے ہیں جو زندہ ہیں۔

علماء دیو بند اور استعانت

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ سورہ فاتحہ

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

اس آیت کے تحت دیوبندیوں کے حجۃ الاسلام شیخ الہند محمود الحسن صاحب اپنے ترجمہ وتفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اُس ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالی ہی سے استعانت ہے۔

علماء اہلحدیث اور استعانت

صحاح ستہ کے مترجم شیخ وحید الزماں لکھتے ہیں:

دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں اور یہی اُن آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے اور دعا لغوی ندا کے معنوں میں ہے تو یہ مطلقا غیر اللہ کے لئے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے خواہ فوت شدہ کو برابر ہے اس کا اثبات نابینا کی حدیث ہے

(۱)﴿ يا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي ﴾ یا محمد ﷺ میں اپنے پروردگار کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ ابن ماجہ حدیث ۱۳۸۵ کتاب اقامۃ الصلاۃ ترمذی حدیث ۳۵۷۸ کتاب الدعوات، مشکوۃ ۲۴۹۵ کتاب الدعوات باب جامع الدعاء

(۲) دوسری حدیث میں ہے ﴿ يا عِبَادَ اللهِ أَعِينُونِي ﴾ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (کتاب الاذکار امام نووی کتاب اذکار المسافر باب مایقول اذا انفلتت دابتہ ص ۲۰۱)، (الوابل الصیب از شیخ ابن قیم الفصل السادس والثلاثون ص ۱۸۴) تحفۃ الذاکرین از قاضی شوکانی الباب الخامس فصل السفر ص: ۲۰۲) طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۳۲، المفاہیم از سید محمد علوی مالکی ص ۱۵۴)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہوگیا تو انہوں نے کہا یا مُحَمَّدُ۔

(الادب المفرد از امام بخاری حدیث ۹۶۷ ص:۳۲۴ باب مایقول الرجل اذا خدرت رجلہ، کتاب الاذکار امام نووی کتاب الذکار المطرقہ باب مایقول اذا خدرت رجلہ ص:۲۷۱) (الوابل الصیب از شیخ ابن قیم الفصل الثانی والخمسون فی الرجل اذا خدرت رجلہ ص۲۰۴) تحفۃ الذاکرین از قاضی شوکانی الباب الثامن مایقولہ من خدرت رجلہ ص:۲۶۶)

(۴) (جب روم کے بادشاہ نے شہیدوں کو نصرانیت کی طرف بلایا تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا یا مُحَمَّداہ) (شرح الصدور از امام سیوطی باب زیارۃ القبور ص:۲۸۷)

(۵) ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا یاعُمَرَاہ یاعُمَرَاہ یہ روایت ابن حبان نے بیان کی ہے

سید نے اپنی بعض تالیفوں میں کہا: قبلہء دین مددے، کعبہء ایماں مددے ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے (ہدیۃ المھدی، مترجم از شیخ وحید الزماں ص:۴۹-۵۰)

شیخ وحید الزماں صاحب اہلحدیث کا اپنا عمل وعقیدہ

صحاح ستہ کے مترجم شیخ وحید الزماں صاحب اپنی کتاب "ہدیۃ المھدی" کے شروع میں لکھتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اَیِّدْنِی فِی تَالِیْفِ ھٰذَا الکتابِ وَاِتْمَامِهِ بِالْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسَةِ مِنَ الأنبیاءِ وَالصَّالِحِیْنِ والملائکةِ الْمُقَرَّبِیْنَ ...... الٰہی اس کتاب کی تالیف واتمام میں انبیاء وصالحین اور ملائکہ مقربین کی ارواحِ مقدسہ سے میری مدد فرما بطورِ خاص ہمارے امام حضرت حسن بن علی اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابن تیمیہ اور احمد مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہم کی ارواح سے میری مدد فرما میں سوالیہ نشان کر پوچھتا ہوں اگر یار

سول اللہ ﷺ کہنے والے مشرک اور بدعتی ہیں تو اپنے اکابر کے متعلق کا خیال ہے

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے

گر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

شیخ وحید الزماں اہل حدیث کی بیان کردہ حدیث نمبر ۲ - اور ۵ سے غیر نبی کو وسیلہ بنانے کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو ہر قدم پر نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھ رہا تھا میں نے اس سے کہا اے شخص تو تسبیح وتہلیل کو چھوڑ کر صرف درود پڑھ رہا ہے کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ اُس نے کہا اللہ آپ کو

عافیت دے آپ کون ہیں میں نے کہا سفیان ثوری اُس نے کہا اگر آپ اپنے زمانے کے عارف باللہ اور ولی کامل نہ ہوتے تو میں آپ کو اپنا بھید نہ بتاتا پھر کہا کہ میں اور میرا والد حج بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے اپنے شہر سے نکلے دورانِ سفر میرے والد صاحب سخت بیمار ہو گئے تو میں اُن کی تیمار داری کے لئے ٹھہر گیا اس دوران میں اُن کے سر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُن کا انتقال ہو گیا اور اُن کا چہرہ سیاہ ہو گیا، میں نے اپنا ازار کھولا اور اس سے اُن کا چہرہ ڈھک دیا اور میں بہت غمگین

ہوا کہ پردیس میں میرا باپ اس حالت میں فوت ہوا ہے اور اس حالت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں میں اسی سوچ و بچار میں بیٹھا ہوا تھا کہ اب کیا کروں کہ نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا ﴿فإذا أنا برجل لم أر أحسن منه وجها ولا أنظف منه ثيابا ولا أطيب منه رائحة وهو يرفع قدما ويضع قدما حتى دنا من والدى ثم كشف الإزار عن وجهه ومر بيده عليه فعاد ابيض يلوح منه نور ثم ولى راجعا فتعلقت بثوبه وقلت من أنت الذى من الله على والدى بك فى هذه البرية قال فتبسم وقال أنا محمد رسول الله صاحب القرآن كا ن والدك مسرفا على نفسه وكان يكثر الصلاة على فلما نزل به ما نزل استغاث بى فأغثته وأنا غياث من أكثر الصلاة على فانتهيت فرأيت وجه أبى أبيض يلوح منه نورا ساطع﴾

اور میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس سے خوبصورت چہرہ میں نے کسی کا نہیں دیکھا اور نہ اس سے زیادہ کسی کو پاکیزہ لباس دیکھا اور نہ اس سے زیادہ کسی کو اچھی خوشبو والا دیکھا وہ چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ میرے والد کے قریب ہو گئے اور پھر اُن کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اپنا نورانی ہاتھ اُس پر پھیرا تو وہ سفید ہو گیا اور اُس سے نور نکلنے چمکنے لگا پھر وہ واپس جانے لگے تو میں اُن کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کیا آپ کون ہیں کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے ذریعہ سے اس جنگل بیابان میں میرے والد پر احسان فرمایا ہے آپ مسکرا پڑے اور ارشاد فرمایا: میں محمد رسول اللہ صاحب قرآن ہوں تیرا والد گنہگار تھا لیکن کثرت سے درود بھی پڑھتا تھا پھر اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس نے مجھ سے فریاد کی تو میں اُس کی فریاد کو پہنچ گیا اور میں ہر اُس آدمی کی فریاد کو پہنچتا

ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے باپ کے چہرے کو سفید دیکھا اور اس سے نور بلند ہو کر پھیل رہا تھا۔ (روض الریاحین فی حکایات الصالحین از علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ ص ۷۷ ناشر مکتبہ الجمہوریہ العربیہ مصر (القول البدیع از علامہ سخاوی الباب الخامس ص: ۳۴۱، سعادۃ الدارین،)۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

☆☆☆

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی امداد کے متعلق گھر کی گواہی

۱۹۶۵ء کی جنگ میں نبی کریم ﷺ اور اولیاء کرام کی امداد شامل حال تھی چنانچہ دیگر اخبارات اور رسائل کے علاوہ اہل حدیثوں نے بھی یہ خبریں شائع کیں۔ اس ضمن ایک ہفتہ وار ,,چٹان،، لکھتا ہے۔

ایک عزیز دوست شرقپور سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ کے دنوں میں مجھے ایک رات حضرت میاں شیر محمد صاحب کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ کا لباس گرد آلود ہے اور ہاتھ قدرے میلے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت اس وقت کونسی مصروفیت ہے تو آپ نے اشارۃً فرمایا کہ محاذ پر جہاد جاری ہے اور مجاہدین کی اعانت فرض ہے۔

ایک صاحب قصور کے رہنے والے ہیں اور ہر ہفتہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیا کرتے تھے وہ ایک دن حسب معمول مزار پر حاضر

ہوئے تو کوشش بسیار کے باوجود صاحب مزار سے کوئی توجہ نہ مل سکی اسی پس وپیش کے عالم میں انہوں نے تین دن تک یہیں قیام کیا آخری رات چند لمحات کے لئے زیارت ہوئی تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محاذ پر مصروف تھا سرور دو جہاں ﷺ کے فرمان کے مطابق تمام بزرگان دین پاکستان کی سرحدوں پر متعین کئے گئے ہیں اور پاکستان کی حفاظت کے لئے جہاد کا حکم دے دیا گیا ہے۔

روزنامہ حریت کراچی، اور مشرق لاہور میں مدینہ منورہ سے ایک صاحب کا خط شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مکتوب نگار کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی تو سرور کونین ﷺ حرم نبوی کے باب السلام میں بڑی عجلت میں پابہ رکاب ہیں اور آپ کے جلو میں صحابہ کرام کا قافلہ بھی ہے رسالت مآب ﷺ فرمارہے ہیں کہ پاکستان پر کفار نے حملہ کردیا ہے اس لئے جہاد فرض ہوگیا ہے اور سواری بڑی تیزی سے روانہ ہوگئی

حکیم نیر واسطی لاہور، جنگ کے دنوں میں وطن عزیز سے باہر تھے ان کا بیان ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد جب زیارت روضہ اطہر کے لئے مدینہ منورہ پہنچا تو وہاں کے مشہور بزرگ مولانا عبدالغفور مہاجر مدنی نے دوران ملاقات فرمایا کہ ایک رات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خواب میں ملاقات ہوئی میں نے عرض کی کہ آپ نجف اشرف سے کیسے تشریف لے آئے؟ فرمایا کہ پاکستان پر کفار نے حملہ کردیا ہے اس لئے وہاں جہاد میں شرکت کے لئے جارہا ہوں۔

(بحوالہ چٹان ۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

صالحین امت کا نیند اور بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنا

حدیث......۶۵

﴿جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ بیداری میں بھی دیکھے گا﴾

☆☆☆

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ:

مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِی فِی الْيَقَظَةِ ، وَلا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِیْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (بخاری حدیث:۶۹۹۳ کتاب التعبیر ،مسلم ۲۲۶۷ مشکوۃ حدیث ۴۶۱۱ کتاب الرؤیا)

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا عقیدہ

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی فرماتے ہیں میرے والد مکرم نے مجھے خبر دی کہ ہمیں سید عبد اللہ قاری نے بتایا کہ جب انہوں نے قاری زاہد سے جو بیابان میں رہتے تھے، قرآن پاک حفظ کیا تو ہم ایک دفعہ قرآن پاک کا دورہ کر رہے تھے کہ عرب کی ایک جماعت ہمارے پاس آئی۔ ان کا قائد اُن کے آگے تھا۔ وہ لوگ قاری صاحب کی قراءت سننے لگے جماعت کے قائد نے قرآن پاک سن کر فرمایا: ﴿بارك الله أدّيتَ حقّ القرآن﴾ بارک اللہ تم نے قرآن خوانی کا حق ادا کر دیا پھر وہ جماعت چلی گئی اُس کے بعد ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کل رات مجھے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس بیابان میں پہنچ کر قاری صاحب کا قرآن سنوں گا۔ میں سمجھ گیا کہ کل والی قوم کے قائد خود نبی اکرم

ﷺ تھے۔ پھر کہنے لگے میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھا تھا۔

(درثمین فی مبشرات النبی الامین ﷺ حدیث ۱۷)

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتی کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی اسی دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے دیکھا وہ تشریف لا رہے ہیں اور فرمایا بیٹا رسول اللہ ﷺ تیری عیادت کو (بیمار پرسی) کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور غالباً اسی طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے لہذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو انہوں نے چارپائی کا رُخ پھیرا ہی تھا کہ امت کے والی ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کَیْفَ حَالُكَ یَا بُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے کیا حال ہے اس ارشادِ گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آ گیا اور زاری و بے قراری کی عجیب حالت مُجھ پر طاری ہوئی پھر مجھے میرے آقا رحمت دو عالم ﷺ نے اس طرح گود میں لیا کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہوگیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی ازاں بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی ہے اُس شوق میں کہ کہیں سے سید دو عالم امت کے والی ﷺ کے بال مبارک نصیب ہوں آج کتنا کرم ہو اگر مجھے میرے آقا ﷺ یہ دولت عطا فرمائیں

بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حبیب خدا ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عطا فرمائے

منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دُوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
مانگیں گے مانگے جائیں گے مُنہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے
واہ کیا جُودو کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

پھر یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ بال مبارک میرے پاس رہیں گے یا نہیں تو یہ خیال آتے ہی سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا بیٹا یہ دونوں بال مبارک تیرے پاس رہیں گے

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تیر ی عادت تیری
لا اورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ
ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ا ن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ

ازاں بعد حبیب کبریا ﷺ نے درازئ عمر اور صحت کلی کی بشارت دی تو مجھے اسی وقت آرام ہو گیا میں بیدار ہوا اور میں نے چراغ منگوا کر دیکھا تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے میں غمگین ہوا اور پھر دوبارہ جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف متوجہ ہوا پھر دیکھا امت کے والی ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا ہوش کر میں نے دونوں بال مبارک تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیئے ہیں وہاں سے لے لو میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے وہ دونوں موئے مبارکہ لے لئے اور ایک پاکیزہ جگہ میں تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لئے۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا تجھے حمد ہے خدایا
تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا تمہیں دافع بلایا
تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے۔

ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے جب حضور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ پر درود پاک پڑھا جاتا تو دونوں بال مبارک علیحد علیحد ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوم یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزہ کے منکر تھے وہ آئے اور بحث شروع کر دی کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خواب میں کسی کو بال عطا ہوں ان تینوں نے آزمانا چاہا مگر میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضامند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ طول پکڑ گیا تو

میرے عزیزوں نے وہ بال مبارک اُٹھائے اور دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آ کر سایہ کردیا حالانکہ دھوپ سخت تھی بادل کا موسم نہیں تھا یہ دیکھ کران میں سے ایک نے توبہ کرلی اور وہ مان گیا مگر دوسرے منکروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے دوسری بار پھر وہ بال مبارک دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آ کر سایہ کردیا دوسرا منکر بھی تائب ہوگیا تیسرے نے کہا اب بھی یہ اتفاقی امر ہے تیسری بار پھر وہ بال مبارک دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آ کر سایہ کردیا تو تیسرا بھی تائب ہوگیا اور مان گیا کہ واقعی یہ بال مبارک رسول اللہ ﷺ ہی کے ہیں۔

سوم ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لئے آئے میں وہ صندوق جس میں وہ موئے مبارک تھے باہر لایا کافی لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لئے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جنبی ہے اس پر غسل فرض ہے اس کی شامت کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ غسل کر کے آؤ جب وہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم کیے تو ایک بال مبارک مجھے بھی عنایت ہوا۔

انفاس العارفین ص۳۹ - البرھان مفتی امین صاحب ص۱۱۱-۱۱۶، آب کوثر (۲۱۷-۲۲۰)

یہ واقعہ مختصر شاہ ولی اللہ نے درالثمین میں بھی ذکر کیا ہے فرماتے ہیں

أخبرنی والدی أنه كان مريضا فرأى النبی ﷺ فی النوم فقال: كيف

حالك يا بُنَيّ ثم بشره بالشفاء وأعطاه شعرتين من شعور لحيته فتعافى من المرض في الحال وبقيت الشعرتان عنده في اليقظة فأعطاني أحدهما فهي عندي.

میرے والد محترم نے بتایا کہ جب وہ بیمار ہوئے تو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کیف حالك یا بُنَیّ اے میرے پیارے بیٹے تمہارا کیا حال ہے؟ ساتھ ہی شفایابی کی خوشخبری دی اور دو موئے مبارک ریش عطا فرمائے میں اسی وقت صحت یاب ہو گیا صبح اٹھا تو دونوں موئے مبارک میرے پاس تھے ان دونوں میں سے ایک بال مبارک مجھے دیا گیا جو تا ہنوز میرے پاس ہیں۔

درالثمین فی مبشرت النبی الامین ﷺ حدیث (۱۵)

(یہ شاہ ولی اللہ کی وہ مستند کتاب ہے جس میں آپ نے رسول اللہ ﷺ کی چالیس خوابوں اور بشارتوں کو جمع کیا ہے۔)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کون تھے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو تمام مکاتب فکر والے (اہل سنت، دیوبندی، اہل حدیث) اپنا مقتدا مانتے ہیں اور ان سب کا سلسلہ سند حدیث شاہ ولی اللہ تک پہنچتا ہے

امام اہل سنت مولنا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ آل رسول مارہروی سے سند حدیث حاصل کی تھی اُن کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور اُن کو اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔

دوسری طرف بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کو مولانا مملوک علی سے سند

حدیث حاصل تھی اُن کو مولوی رشید احمد دہلوی سے اُن کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے اور اُن کو اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔ (,,محدث بریلوی،، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۴۸-۴۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اسماعیل دھلوی کے دادا جان ہیں جب یہ سب کے استاذ اور مقتدا ہیں تو اختلاف کے وقت ان کے عقائد کو قولِ فیصل مانا جائے تو اختلافات ختم ہو سکتے ہیں

اس واقعہ سے شاہ ولی اللہ شاہ عبد الرحیم شاہ عبد العزیز کے عقیدہ کا پتہ چل گیا

(۱) رسول اللہ ﷺ کو اپنے تمام غلاموں کی خبر ہے بلکہ آپ دلی ارادوں سے آگاہ ہیں۔

واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

(۲) رسول اللہ ﷺ حیات ہیں حاظر و ناظر ہیں اللہ کے حکم سے جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں

اگر ہو جذبہ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے
لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ

(۳) بعد از وصال بھی فیض پہنچاتے ہیں مدد کرتے ہیں اور آپ سے مدد مانگنا بھی جائز

ہے جیسا کہ آپ نے بال مبارک مانگے

(۴) رسول اللہ ﷺ کے تبرکات سے فیض حاصل کرنا

(۵) اور خواب میں بھی آپ ﷺ کی عطا حقیقی ہوتی ہے اور بال مبارک عطا کرنا اس کی دلیل ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بیداری میں زیارت مصطفیٰ ﷺ

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس امت کے ایک سے زیادہ کاملین نے آپ کی زیارت کی ہے اور آپ سے بیداری میں فیض حاصل کیا ہے۔

شیخ سراج الدین بن الملقن نے طبقات اولالیاء میں لکھا ہے

أنّ الشيخ عبد القادر الجيلي قال رأيتُ النبيَّ ﷺ قبل الظهر فقال لي يابُنَيَّ لِمَ لا تَتَكَلَّمُ قلت يا أبتاه أنا رجل عجمي كيف أتكلم على فصحاء بغداد فقال لي افتح فاك ففتحته فتفل فيه سبعا وقال تكلم على الناس وادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة فصليت الظهر وجلست وحضرني خلق كثير فارتج علي فرأيت عليا قائما بازائي في المجلس فقال يابُنَيَّ لِمَ لا تَتَكَلَّم فقلت يا ابتاه قد ارتج علي فقال افتح فاك ففتحته فتفل فيه ستا قلت لم لا تكملها سبعا قال أدبا مع رسول الله ثم توارى عني فَتَكَلَّمْتُ.

کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ظہر سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! تم خطاب کیوں نہیں کرتے؟

مین نے عرض کیا:-

یا رسول اللہ میں عجمی شخص ہوں، فصحاء بغداد کے سامنے کیسے کلام کروں! آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو، میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے اس میں سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا اور آپ نے فرمایا لوگوں سے کلام کرو اور انہیں حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اپنے رب کے دین کی دعوت دو پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا، میرے پاس بہت سی مخلوق آئی اور مجھ پر کلام ملتبس ہوگیا پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی جو میرے سامنے مجلس میں کھڑے تھے آپ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے کلام کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا اے میرے والد گرامی! مجھ پر کلام ملتبس ہوگیا ہے آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ لعاب دہن ڈالا میں نے کہا آپ نے سات مرتبہ مکمل کیوں نہیں کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے پھر وہ مجھ سے غائب ہوگئے۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ ص ۳۵-۳۸، فتاوی حدیثیہ ص ۲۱۳)

لعاب اپنا چٹایا احمد مختار ﷺ نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا

ابن حجر مکی کا فرمان:

خاتمۃ الفقہاء والمحدثین الشیخ احمد شہاب الدین ابن حجر الہیتمی المکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لا یمتنع رؤیۃ ذات النبی ﷺ بروحہ وجسدہ لأنہ وسائر الأنبیاء احیاء

ردت ارواحهم بعد ما قبضوا وأذن لهم في الخروج من القبورهم والتصرف في الملكوت العلوى والسفلى ولا مانع من أن يراه كثيرون في وقت واحد لأنه كالشمس.

کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو روح اور جسم کے ساتھ دیکھنا ممتنع نہیں ہے اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اُن کی ارواح قبض ہونے کے بعد کی طرف لوٹا دی گئی ہیں اور اُن کو قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی وسفلی میں تصرف کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس چیز سے کوئی مانع نہیں ہے کہ بہت سے لوگ انہیں ایک وقت میں دیکھ لیں اس لئے کہ آپ سورج کی طرح ہیں۔

(فتاوی حدیثیہ ص۲۱۳) (تفسیر روح المعانی جلد۲۲ص۳۵-۳۸)

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی سے سوال کیا گیا کہ کیا اب بھی نبی ﷺ سے بیداری میں ملاقات اور علم حاصل کرنا ممکن ہے؟

حافظ ابن حجر نے جواب دیا ہاں یہ ممکن ہے، علماء شافعیہ میں سے امام غزالی، بارزی، تاج الدین سبکی، عفیف یافعی اور علماء مالکیہ میں سے علامہ قرطبی، ابن ابی جمرہ نے اس کی تصریح کی ہے

قد حکی ن بعض الأولياء أنه حضر مجلس فقيه فروى ذلك الفقيه حديثا فقال له الولى هذا الحديث باطل قال ومن أين لك هذا قال هذا النبى ﷺ واقف على رأسك يقول انى لم أقل هذا الحديث و كشف للفقيه فرآه.

منقول ہے کہ ایک ولی اللہ کسی فقیہ کی مجلس میں آئے پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی، اس ولی اللہ نے کہا یہ حدیث باطل ہے، فقیہ نے پوچھا آپ کے پاس

کیا دلیل ہے؟ کہا تمہارے سر کے پاس نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے فرمارہے ہیں یہ بات میں نے نہیں کہی، پھر اس ولی اللہ نے فقیہ کے لئے بھی کشف کردیا اور فقیہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی زیارت کرلی۔ (فتاوی حدیثیہ ص ۲۱۱)

''نبی کریم ﷺ سے بخاری شریف پڑھنا''

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں!

میرے نزدیک بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہے کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے بائیس مرتبہ نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے چند احادیث کی صحت کے متعلق سوال کیا اور آپ کے صحیح فرمانے کے بعد ان احادیث کو صحیح لکھا۔ اور علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے بیداری میں زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ ﷺ سے بخاری پڑھی جن میں سے ایک حنفی تھا۔ (فیض الباری شرح بخاری جلد ۱ ص: ۲۰۴ مطبوعہ حجازی مصر)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار رسول ﷺ میں مقبولیت:

عن أبی بکر محمد بن عمر قال: کُنْتُ عندَ أبی بکرِ بنِ مُجاهدٍ فَجَاءَ الشبلیُّ فَقَامَ إلیهِ أبو بکر بن مجاهد فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَقُلْتُ لَهُ یا سَیِدِیْ تَفْعَلُ هَذَا بالشبلی وانْتَ وَجَمِیْعُ مَنْ ببغدادِ یَتَصَوَّرُوْنَهُ انَّهُ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لی فَعَلْتُهُ بِهِ کَمَا رَایْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ یَفْعَلُ بِهِ وَذَلِكَ انّی رأیتُ رسولَ اللهِ ﷺ فی الْمَنَامِ وَقَدْ اَقْبَلَ الشبلیُّ فَقَامَ إلیه وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَقُلْتُ یارسولَ اللهِ اَتَفْعَلُ هَذَا بالشبلیّ ؟ فَقَالَ هَذَا یَقْرَءُ بَعْدَ صَلاتِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ إلَی آخِرِ السُّوْرَةِ وَیَقُوْلُ ثلاثَ مراتٍ:صلی اللهُ علیكَ یا مُحمدُ

قال فَلَمَّا دَخَلَ الشبلیُّ سَأَلْتُهُ عَمَّا يَذْكُرُ بَعْدَ الصَّلاةِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

ابوبکر محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ حضرت شبلی آئے تو امام ابوبکر بن مجاہد نے اُٹھ کر ان کا استقبال کیا معانقہ کیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے کہا اے میرے سردار آپ حضرت شبلی کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ آپ اور جمیع اہل بغداد انہیں دیوانہ تصور کرتے ہیں، انہوں نے مجھے فرمایا: میں نے اُن کا استقبال اسی طرح کیا ہے جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُن کا استقبال کرتے ہوئے دیکھا وہ یوں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور شبلی حاضر خدمت ہوئے آپ نے اٹھ کر استقبال کیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی کی اتنی عزت افزائی فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات) آخر سورت تک پڑھتا ہے اور تین مرتبہ کہتا ہے صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فرماتے ہیں پھر حضرت شبلی میرے پاس آئے تو میں نے اُن سے پوچھا کہ تم نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے بالکل اسی طرح بیان کیا۔ (جلاء الافہام لابن القیم ص ۴۴۳- الباب الرابع والمواطن الخامس والثلاثون، القول البدیع ص ۲۵۱- الباب الرابع، تبلیغی نصاب فضائل درود شریف ص ۱۱۲)

القول البدیع میں امام سخاوی نقل کرتے ہیں

قَالَ ابو بكرِ بنُ مجاهدٍ: الا اَقُوْمُ لِمَنْ يُعَظِّمُهُ رسولُ اللهِ ﷺ رأيتُ النبیَّ ﷺ فی النومِ فَقَالَ لی يا أبابكرٍ! إذَا كان فی غَدٍ فَسَيَدْخِلُ عليكَ رَجُلٌ مِنْ اهْلِ الجنةِ فإذا جاءَكَ فَاَكْرِمْهُ قَالَ ابْنُ مجاهدٍ: فَلَمَّا كَانَ بعدَ ذلكَ بِلَيْلَتَيْنِ او

اكثرَ رأيتُ النبيَّ ﷺ في المنامِ فقال لي : يا أبا بكر أكْرَمَكَ اللهُ كما أكرمتَ رَجُلاً مِنْ أهلِ الجنةِ فَقُلْتُ : يارسولَ اللهِ بِمَ اسْتَحَقَّ الشبليُّ هذا مِنك؟ فَقَالَ: هذا رجُلٌ يُصَلِّي خَمْسَ صَلَوَاتٍ يَذْكُرُنِي إثرَ كُلِّ صلاةٍ وَيَقْرَءُ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ﴾ الآية يقولُ ذلكَ منذُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً أفلا أُكْرِمُ مَنْ يَفْعَلُ هَذَا .

امام ابوبکر بن مجاہد نے فرمایا: کیا میں اُس آدمی کے لئے کھڑا نہ ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ تعظیم کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر کل صبح تیرے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا جب وہ آئے تو اس کا اکرام و تعظیم کرنا، فرماتے ہیں اس کے بعد دو یا اس سے زیادہ راتیں گذریں تو مجھے پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا: اے ابوبکر اللہ تیرا اکرام فرمائے جیسا کہ تو نے جنتی آدمی کا اکرام کیا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ حضرت شبلی کو آپ کے حضور اتنا قرب کیسے نصیب ہو گیا ارشاد فرمایا: یہ آدمی پانچ نمازیں پڑھتا ہے اور ہر نماز کے بعد مجھے یاد کرتا ہے اور اس آیت کی تلاوت کرتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات) اور یہ اسی (۸۰) سال سے یہ عمل کر رہا ہے میں ایسے آدمی کا اکرام کیوں نہ کروں۔ (القول البدیع ص ۲۵۲- الباب الرابع)

مؤمن ہوں مومنوں پہ رؤف رّحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ علامہ سخاوی اور محدث ابوبکر بن مجاہد اور ابن قیم کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور یہ کہ بعد از

وصال بھی دور سے حضور ﷺ کو لفظ یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز ہے۔

ایک رات میں آپ کی سترہ مرتبہ زیارت

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہر ملکی، رسول اللہ ﷺ کی نیند اور بیداری میں بکثرت زیارت کرتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ سے نینداور بیداری میں اکثر افعال حاصل کئے، اور ایک بار انہوں نے ایک رات میں آپ کی سترہ مرتبہ زیارت کی ان باریوں میں ایک بار آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے خلیفہ میری زیارت کے لئے بے قرار نہ ہوا کرو کیونکہ بہت سے اولیاء میری زیارت کی حسرت میں فوت ہو گئے ۔اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے لطائف المنن میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابوالعباس مرسی سے کہا: کہ اپنے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیجئے، انہوں نے کہا کہ میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔

اور شیخ مرسی نے کہا:

لو حجب عنّی رسولُ اللهِ ﷺ طرفة عين ما عَدَدْتُ نفسی من المسلمين

. کہ اگر رسول اللہ ﷺ پلک جھپکنے کی مقدار بھی میری نظروں سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کرتا اور اس قول کی مثل اور بہت سے اولیاء سے منقول ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد۲۲ص ۳۵-۳۸) الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد:ص ۴۴۴)

حدیث......۶۷

حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنت ودوزخ کا ناظر ہونا

☆☆☆

عن حارث بن مالك الأنصاری رضی الله عنه

أَنَّهُ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ ؟ قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا قَالَ: انْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيْقَةً فَمَا حَقِيْقَةُ إِيْمَانِكَ؟ فَقَالَ عَزَفْتُ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَا فَاسْهَرْتُ لَيْلِيْ وَأَظْمَأْتُ نَهَارِيْ، وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِزًا وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغَوْنَ فِيْهَا. فَقَالَ يَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ.

حضرت حارث بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذر ہوا، آپ نے فرمایا: اے حارث تم نے کس حال میں صبح کی۔ انہوں نے کہا میں نے اس حال میں صبح کی درا آنحالیکہ میں برحق مؤمن تھا، آپ نے فرمایا غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیونکہ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے، سو تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں دنیا سے بے رغبت ہوں، میں رات بھر بیدار رہا اور دن بھر پیاسا رہا (یعنی روزہ سے رہا) گویا میں عرش الٰہی کو ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں وہ ایک دوسرے کی زیارت کر رہے ہیں اور گویا میں اہل دوزخ

کو دیکھ رہا ہوں وہ بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے حارث تم نے معرفت حاصل کرلی ہے۔ تم ان (مذکورہ) اوصاف کو لازم رکھنا۔

مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/۴۴، المعجم الکبیر ۳/ رقم الحدیث ۳۳۶۷، مسند البزار رقم الحدیث ۲۲ کتاب الزہد للبیہقی رقم الحدیث ۹۷۱، مجمع الزوائد ۱/ ۵۷ کنز العمال رقم الحدیث ۳۶۹۸۸، الدر المنثور ۳/ ۱۳، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۹۸ سورۃ الانفال آیت (۴) کی تفسیر، تبیان القرآن ۴/۵۵۲، جامع کبیر، اس حدیث کو مولانا روم نے مثنوی شریف میں بھی بیان کیا ہے۔

جب اس آفتاب کے ذروں کی نظر کا یہ حال کہ جنت ودوزخ، عرش وفرش، جنتی دوزخی کو زمیں پر کھڑے ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اس آفتابِ کونین کی نظر کا کیا پوچھنا ہے۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

باب ۱۰
حاضر و ناظر کے متعلق
علمائے امت کے نظریات

مسئلہ علم غیب، حاضرو ناظر نور و بشر اور اختیار وغیرہ میں فروعی اختلاف ہے اصولی اختلاف اُن گستاخانہ عبارتوں میں ہیں جو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں جس میں حقیقی اختلاف ہے اس مسئلہ کو کبھی نہیں چھیڑیں گے مسئلہ علم غیب اور حاضرو ناظر پر دھواں دھار تقریریں کر کے عوام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اختلاف صرف انہی مسائل میں ہے درحقیقت یہ اس مسئلہ سے توجہ ہٹانے کی سازش ہے اور علم غیب، حاضرو ناظر نور و بشر اور اختیار وغیرہ مسائل اپنی طرف سے گھڑے جاتے ہیں اور پھر انہیں ہماری طرف منسوب کر کے تردید کی جاتی ہے؟ جیسا کہ احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب ''بریلویت'' میں کیا ہے جب وہ ہمارے عقائد ہی نہیں تو اُن کی تردید کیسی ہمارے عقائد ہمارے ائمہ کی کتب سے ظاہر ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

مسئلہ حاضرو ناظر کے متعلق قرآنی آیات آحادیث مبارکہ اور عقائد صحابہ پیش کرنے کے بعد چند ائمہ اہل سنت یعنی مفسرین محدثین کے اقوال پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس مسئلہ کی وضاحت ہو جائے اور واضح ہو کہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے صرف اختلافی بنا دیا گیا ہے۔

مفسر قرآن علامہ آلوسی حنفی کا عقیدہ:

یا تو نبی ﷺ کی روح دکھائی دیتی ہے بایں طور کہ وہ مختلف صورتوں میں دکھائی دیتی ہے اور اس کا تعلق جسدِ انور کے ساتھ باقی رہتا ہے، جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے اور سدرۃ المنتہی سے جدا نہیں ہوتے تھے اور یا آپ کا جسم مثالی دکھائی دیتا ہے جس کے

ساتھ نبی کریم ﷺ کی روح متعلق ہوتی ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ بے شمار اجسام مثالیہ ہوں اور ان سب کے ساتھ نبی ﷺ کی روح واحد متعلق ہو جیسا کہ ایک جسم کے متعدد اعضاء کے ساتھ روح واحد متعلق ہوتی ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

قرآن پاک میں جو فرمایا گیا کہ ﴿آپ مغربی کنارہ میں نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا﴾ اس طرح کی تمام آیات میں حضور ﷺ کے حاظر و ناظر ہونے کی نفی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بایں جسم پاک وہاں موجود نہ تھے لیکن پھر آپ کو ان واقعات کا علم اور مشاہدہ ہے یہ آیات تو حضور ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کر رہی ہیں چنانچہ تفسیر صاوی میں ہے

مفسر قرآن علامہ احمد بن محمد الصاوی مالکی کا عقیدہ:

وهذا بالنظر للعالم الجسمانی لأقامة الحجةِ على الخصمِ وأمّا بالنظر للعالم الروحانی فهو حاضرٌ رسالةَ کُلِّ رسولٍ وما وقع له من لدن آدمَ إلى أن ظهر بجسمه الشريف.

یعنی یہ فرمانا کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی جگہ نہ تھے جسمانی لحاظ سے ہے عالم روحانی کی حیثیت سے حضور ﷺ ہر رسول کی رسالت اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جسمانی ظہور تک کے تمام واقعات پر حاضر ہیں۔

(تفسیر صاوی سورۃ القصص)

فضیلۃ الشیخ السید محمد بن علوی المالکی استاذ الحدیث حرم مکہ کا عقیدہ:-

نعم إننا نعتقد أنه ﷺ حي حياة برزخية كاملة لائقة بمقامه، وبمقتضى تلك الحياة الكاملة العليا تكون روحه جوالة سياحة في ملكوت الله سبحانه وتعالى، ويمكن أن تحضر مجالس الخير ومشاهد النور والعلم، وكذا أرواح خلّص المؤمنين من اتباعه.

وقال مالك: بلغني أنّ الروح مرسلة تذهب حيث شاءت.

وقال سلمان الفارسي: أرواح المؤمنين في برزخ من الأرض تذهب حيث شاءت. (كذافي الروح لابن القيم ص:١١٤)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا ومولا نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اور اپنی شان اقدس کے شایان شان مکمل برزخی زندگی گزار رہے ہیں - اس کامل ارفع اور شاندار زندگی کے واقعات کے مطابق آپ ﷺ کی روح پُرانوار ملکوت سماوی میں محو سیرو سیاحت رہتی ہے اور اس روح مقدس کے لئے یہ ممکن ہے کہ محافل خیر نورانی اجتماعات اور علمی مجالس میں تشریف فرما ہو۔

اسی طرح یہ مقام آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے ان مخلص مومنین کو بھی حاصل ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: مجھے معلوم ہوا ہے کہ روح آزاد ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جاتی ہے اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ایمان والوں کی روحیں زمین پر حیات برزخی کی حالت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ (کتاب الروح ابن قیم ص ۱۴۴، حول الاحتفال از علامہ علوی مالکی ص)

محدث کبیر علامہ جلال الدین سیوطی کا عقیدہ:

آپ ﷺ کی ذات مبارک کی زیارت جسم اور روح کے ساتھ ممتنع نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ اور باقی انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور آپ سب کی روحیں آپ کے جسموں میں لوٹا دی گئی ہیں اور تمام انبیاء کو اپنی قبروں سے باہر آنے کا اور تمام کائنات میں تصرف کرنے کا اذن دیا گیا ہے۔ (الحاوی للفتاوی ج ۲ص ۲۶۳ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

ان تمام دلائل اور احادیث مبارکہ کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسد انور اور روح پاک کے ساتھ زندہ ہیں اور ملک وملکوت زمین وآسمان میں جہاں چاہیں سیر فرمائیں اور جہاں چاہیں تصرف فرمائیں اور حضور ﷺ کی یہ حیات مبارکہ اسی ظاہری زندگی جیسی ہے جیسے کہ قبل وصال تھی اس میں کچھ بھی فرق نہیں آیا۔ اور آپ آنکھوں سے اسی طرح غائب ہیں جس طرح فرشتے غائب ہیں حالانکہ وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے اعزاز و اکرام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیتا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کو اس ہیئت پر دیکھتا ہے، اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے اور جسم مثالی کی تخصیص کا کوئی باعث نہیں ہے۔

(الحاوی ۲/۴۵۳) (تفسیر روحانی المعانی جلد ۲۲ ص ۳۸) شرح مسلم سعیدی جلد ۱ ص ۷۵۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ

اس کے بعد اگر کہیں کہ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جسم پاک کو ایسی حالت وقدرت بخشی ہے کہ جس مکان میں چاہیں تشریف لے جائیں خواہ بعینہ اس جسم سے خواہ

جسم مثالی سے خواہ آسمان پر خواہ قبر میں تو درست ہے۔ قبر سے ہر حال میں خاص نسبت رہتی ہے۔ (مدارج النبوۃ ص ۴۵۰ جلد دوم قسم چہارم وصل حیات انبیاء علیہم السلام)

اور باوجود اس قدر اختلافات کے اور بکثرت مذاہب کے جو علماء امت میں ہیں کسی ایک کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم وتاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم وباقی ہیں اور اعمال امت پر حاضر وناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے اور اُن کی تربیت فرماتے ہیں۔
(مکتوبات شریف برحاشیہ اخبار الاخیار ص ۵۵ مطبوعہ ہند) سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحیمیہ دیوبند ص ۱۶۱)

وقال بعض العارفين ان ذلك سريان الحقيقة المحمدية في ذرائر الموجودات وإفراد الكائنات كلها فهو ﷺ موجود وحاضر في ذوات المصلين وحاضر عندهم فينبغي للمومن أن لايغفل عن هذا الشهود عند هذا لخطاب لينال من انوار القلب ويفوز باسرار المعرفة صلى الله عليك يارسول الله.

بعض عارفین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تشہد میں سلام اس وجہ سے عرض کیا جاتا ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ہر ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری وساری ہے لہذا سید عالم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں مومن کو چاہئے سلام کرتے وقت اس امر سے آگاہ ہو اور اس شہود (رسول اللہ ﷺ کے حاضر وموجود ہونے) سے غافل نہ ہو تاکہ حضور ﷺ کے قرب سے اور معرفت کے اسرار سے منور وفائض ہو اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ (لمعات ج ۳ ص ۱۸۱، الخ

(اللمعات جلد ۱ ص ۴۰۱)

مدراج النبوۃ میں فرماتے ہیں:-

حضور ﷺ کو یاد کرو اور درود بھیجو اور حالتِ ذکر میں ایسے رہو کہ حضور ﷺ حالتِ حیات میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو ادب اور جلال اور تعظیم اور ہیبت و حیا سے رہو اور جانو کہ حضور ﷺ دیکھتے اور سنتے ہیں تمہارے کلام کو کیونکہ حضور ﷺ صفات الٰہی سے موصوف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے انا جلیس من ذکرنی کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔ (مدراج النبوۃ)

محدث کبیر مولانا علی قاری کا عقیدہ

ولا تُبَاعِدْ من الأولياءِ حيثُ طُوِيَتْ لَهُمُ الأرضُ وَحَصَلَ لَهُمْ ابْدَانٌ مُكْتَسِبَةٌ مُتَعَدِّدَةٌ وَجَدُوْهَا فى اماكِنٍ مُخْتَلِفَةٍ فِى آنٍ وَّاحِدٍ.

جب اولیاء اللہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے تو ان کے لئے ایسے اجسادِ امثالیہ کا تعدد بعید نہیں ہے جو آنِ واحد میں مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔

(مرقات باب مایقال عند من حضرہ الموت جلد ۴ ص ۱۰۹، ۳۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

﴿پھر جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو﴾ سورہ النور: ۶۱

قاضی عیاض فرماتے ہیں اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو (السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) اس کے تحت محدث علی قاری فرماتے ہیں ﴿لأنَّ رُوْحَهُ حَاضِرَةٌ فى بيوتِ أهلِ الإسلام﴾ اس لئے کہ حضور ﷺ کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں حاضر وموجود ہے۔ (شرح شفا شریف جلد ۲ ص: ۱۱۷)

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے

ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

مولانا علی قاری صاحب مرقات نے فرمایا: کہ ارواحِ قدسیہ بدن سے نکل کر ملائکہ کی طرح ہو جاتی ہیں کہ وہ سارے عالم کو کفِ دست کی طرح دیکھتی ہیں اور ان کے لئے کوئی شے حجاب نہیں رہتی۔ (کتاب المناسک مشکوۃ حدیث: ۹۲۶ کتاب الصلوۃ)

امام غزالی کا عقیدہ

امام غزالی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تشہد کی بحث میں فرماتے ہیں:

وَاحْضُرْ فِی قَلْبِكَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم شَخْصَهُ الْكَرِیْمَ وَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ: اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کا تصور لا کر عرض کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. (احیاء العلوم جلد اص: ۱۷۵ مطبوعہ بیروت)

شارح بخاری علامہ قسطلانی شافعی اور امام محمد بن حاج مالکی کا عقیدہ:

امام محمد بن حاج مالکی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔ ﴿وَقَدْ قَالَ عُلَمَاؤُنَا رحمةُ اللهِ علیهم اِنَّ الزَّائِرَ یَشْعُرُ نَفْسَهُ بِاَنَّهُ وَاقِفٌ بَیْنَ یَدَیْهِ علیه الصلاةُ والسلامُ كَمَا هُوَ فِی حَیَاتِهِ اِذْ لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِهِ وَحَیَاتِهِ صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فِی مُشَاهَدَتِهِ لِاُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِیَّاتِهِمْ وَ عَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذٰلِكَ عِنْدَهُ جَلِیٌّ لَا خِفَاءَ فِیْهِ﴾

ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ زائر سمجھے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے ایسا کھڑا ہوں جیسا کہ حضور ﷺ کی حیات شریف میں کیونکہ حضور ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کی حالتوں اُن کی نیتوں اُن کے ارادوں اور اُن کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔ (علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ مدخل ج ۱ ص: ۲۱۱-۲۱۷)(سیرت رسول عربی ص: ۸۳۰) مطبوعہ مصر، شرح مسلم سعیدی ج ۲ ص: ۸۱۹-۸۲۲

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی، شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کا عقیدہ:

علامہ بدر الدین عینی عمدۃ القاری، حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں، علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں عارفین کا قول نقل کرتے ہیں:

إن المصلين لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات اذن لهم بالدخول فى الحريم الذى لايموت فقرت أعينهم بالمناجات فنبهوا عليا أن ذلك بواسطة نبى الرحمة وبركة متابعة فإذا التفتوا فإذا الحبيب فى حرم الحبيب حاضر فاقبلوا عليه قائلين اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

نمازیوں نے جب عبادات کے تحفے پیش کر کے باب ملکوت پر دستک دی تو انہیں بارگاہِ الوہیت میں دخول کی اجازت مل گئی اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے کے سبب ان کی آنکھیں ٹھنڈیں ہو گئیں، پھر ان کو بتایا گیا کہ یہ مرتبہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی رحمت، برکت اور آپ کی پیروی سے ملا ہے جب وہ اس تنبیہ سے متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ رسول

اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوکر سلام عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

عمدۃ القاری شرح بخاری جز:۶ ص:۱۱۱ مطبوعہ مصر فتح الباری جلد ۲ ص:۴۵۸، شرح مواہب اللدنیہ جلد ۷ ص:۳۲۹

یہی بات شیخ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم جلد ۲ ص:۴۳ میں بیان کی ہے۔

احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب ,,البریلویت،، میں ان تمام اکابر علماء اہل سنت کے اقوال وعقائد کو امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی کی طرف منسوب کر کے کہا کہ یہ بریلویوں کے عقائد ہیں اس طرح انہوں نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ صاحب تفسیر روح المعانی علامہ الوسی، مفسر قرآن علامہ صاوی، مفسر قرآن علامہ جلال الدین سیوطی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شارح بخاری علامہ قسطلانی شافعی، علامہ ابن حاج مالکی، شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی، شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی، فضیلۃ الشیخ علامہ سید علوی مالکی اور امام غزالی یہ تمام مفسرین محدثین فقہاء کرام بریلوی تھے اگر یہ تمام بریلوی تھے تو چشم ماروشن ودل ماشاد لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام محدثین ومفسرین بریلوی نہیں تھے بلکہ یہ بریلویوں کے امام تھے کیونکہ امام احمد رضا بریلوی تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے امام احمد رضا نے انہی کے عقائد نقل کئے ہیں عقائد میں انہی کی پیروی کی ہے کوئی نیا عقیدہ پیش نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ تمام بریلوی اہل سنت والجماعت اور سلفی ہیں اگر ہمارے عقیدہ کو شرک کہا جائے تو یہ فتوی اکابر اہل سنت مفسرین اور محدثین پر بھی لگے گا اور اگر مفسرین اور محدثین یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود مشرک نہیں بلکہ اہل سنت کے امام ہیں تو پھر ہم مشرک اور بدعتی کیوں ہیں حالانکہ ہمارے بھی وہی عقائد ہیں احسان

الٰہی ظہیر نے ان عقائد کو ہندووانہ عقائد قرار دیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تمام اکابر اہل سنت ہندو تھے یا مسلمانوں کے امام تھے؟ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

لیکن حیرت ہے احسان الٰہی ظہیر پر کہ اُس نے اپنے اکابر کو بھی بریلوی بنا دیا ہے کیونکہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے

نواب صدیق حسن بھوپالی کے متعلق احسان الٰہی ظہیر نے لکھا ہے یکتائے عصر، فرید دہر اور برصغیر کے مفسر و محدث علامہ نواب صدیق حسن خاں

(البریلویت مترجم ص ۱۱۰ اب ان فرید الدہر کا عقیدہ سنئے

باب ۱۱
مسئلہ حاضر و ناظر کے متعلق
مخالفین کے اقوال

نواب صدیق حسن بھوپالی کا عقیدہ:

وبعض از عرفا گفتہ اند کہ این خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت ﷺ درذوات مصلیاں موجود حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں مشہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائض گردد۔ بعض عارفین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تشہد میں سلام اس وجہ سے عرض کیا جاتا ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ہر ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری وساری ہے لہذا سید عالم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں مومن کو چاہئے سلام کرتے وقت کہ اس امر سے آگاہ ہو اور اس شہود (رسول اللہ ﷺ کے حاضر وموجود ہونے) سے غافل نہ ہوتا کہ حضور ﷺ کے قرب سے اور معرفت کے اسرار سے منور وفائض ہو اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔

(مسلک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۲۵۹)

میں سوال کرتا ہوں کہ کیا احسان الٰہی ظہیر صاحب کے یکتائے عصر، فرید دہر اور برصغیر کے مفسر ومحدث علامہ کہہ رہے ہیں؟ کیا وہ مشرک ہوگئے؟

بچو گے تمہیں اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

معلوم ہوتا ہے کہ احسان صاحب نے یہ کتاب نیند میں لکھی ہے یا نشے میں کہ اپنے اکابر کی کتب بھی نہ دیکھ سکے اور اُن پر بھی فتوی لگادیا احسان صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بریلویوں کی تین سو کتب کا مطالعہ کیا ہے انہوں نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا

ہماری کتابیں پڑھنے کی بجائے اپنے علماء کی کتابیں دیکھ لیتے تو انہیں کتاب لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی اس لئے کہ ہمارا کوئی عقیدہ ایسا نہیں جو ان کی کتب سے ثابت نہ ہو۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

علمائے دیوبند کے عقائد:

جناب قاسم نانوتوی لکھتے ہیں

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ کو بعد لحاظ صلہ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے۔

(تحذیر الناس ص:۱۰)

جناب رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک ہی مکان میں مقید نہیں ہے مرید جہاں کہیں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ وہ شیخ سے دور ہے لیکن شیخ کی روحانیت سے دور نہیں ہے جب یہ بات پکی ہے تو مرید کو چاہئے کہ ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور قلبی تعلق پیدا کرے اور ہر وقت فائدہ حاصل کرے۔ (امداد السلوک ص۱۰)

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

میرے نزدیک بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہے کیونکہ منقول ہے کہ

علامہ سیوطی نے بائیس مرتبہ نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے چند احادیث کی صحت کے متعلق سوال کیا اور آپ کے صحیح فرمانے کے بعد ان احادیث کو صحیح لکھا۔ اور علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے بیداری میں زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ ﷺ سے بخاری پڑھی جن میں سے ایک حنفی تھا۔

(فیض الباری شرح بخاری جلد اص:۲۰۴ مطبوعہ حجازی مصر)

جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

محمد بن الحضرمی مجذوب نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت وقت پڑھائے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے۔

(جمال الاولیاء ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

تھانوی صاحب لکھتے:

حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اس کے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سماوات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت ومشیت حق۔ (نشر الطیب ص ۶۵ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

اشرف علی تھانوی صاحب اپنے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی کرامت بیان

کرتے ہیں:-

جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آ گیا اور کافی وقت تک گردشِ طوفان میں رہا، محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار ناخدا نے پکار کر کہا کہ لوگو اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو یہ دعا کا وقت ہے تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا، ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا میں نے وہ وقت، دن، تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا، جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی بھیگی ہوئی لنگی مجھے دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکاہٹ معلوم ہوئی۔ (الافاضات الیومیہ ۷/۳۳۵)

جناب شبیر احمد عثمانی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

انسانی روحیں جب پاکیزہ ہوں تو وہ ابدان سے الگ ہو جاتی ہیں اور اپنے بدن کی صورتوں میں یا کسی اور صورت میں متمثل ہو کر چلی جاتی ہیں جیسے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اعرابی کی صورت میں متمثل ہو کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا چلے جاتے ہیں اس کے باوجود ان کا اپنے ابدان اصلیہ سے تعلق برقرار

رہتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور جس طرح بعض اولیاء سے منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد جگہوں پر دکھائی دیتے ہیں اور ان سے افعال صادر ہوتے ہیں، اس کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے، جو صرف کسی جاہل اور معاند ہی سے متصور ہو سکتا ہے اور علامہ ابن قیم نے دعوی کیا ہے کہ نبی ﷺ کی ایک وقت میں متعدد جگہ زیارت کی جاتی ہے حالانکہ اس وقت آپ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کثیب احمر کے پاس اُن کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (مسلم حدیث ۲۳۷۵ کتاب الفضائل) اور ان کو آسمان میں بھی دیکھا اور آپ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ کے درمیان فرض نمازوں کے معاملہ میں مکالمہ ہوا، شب معراج نبی ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کی ایک جماعت کو بھی آسمانوں پر دیکھا حالانکہ ان کی قبریں زمین پر ہیں اور کسی نے یہ قول نہیں کیا کہ وہ اپنی قبروں سے آسمانوں کی طرف منتقل تھے۔

(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۰۵-۳۰۶ مطبوعہ مطبع الحجاز کراچی)

دیوبند کے جناب محمد حنیف گنگوہی صاحب لکھتے ہیں

کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم محمد علی کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے قیلولہ کے وقت فرمایا کہ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو افشا نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ لوں عرض کیا ضرور فرمایا آنکھیں بند کرو اور ہاتھ پکڑ کر ستائیس قدم چل کر فرمایا آنکھیں کھول دو دیکھا تو ہم باب معلی پر تھے۔ حرم پہنچ کر طواف کیا آب زمزم پیا پھر فرمایا کہ اس سے تعجب مت کرو کہ ہمارے لئے طی

ارض ہوا (زمین سمیٹ دی گئی) بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں مگر ہمیں نہ پہنچان سکے پھر فرمایا چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آجانا-عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا باب معلیٰ تک گئے اور فرمایا آنکھیں بند کرلو اور مجھے سات قدم دوڑایا آنکھیں کھولیں تو ہم مصر میں تھے۔

احوال المصنفین ص:۴۶)(بزرگوں کے عقیدے از مفتی جلال الدین امجدی ص ۶۳)

الحمدللہ!

یہ کتاب ۶ رجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۴ ستمبر ۲۰۰۲ء بروز جمعۃ المبارک کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم ﷺ کی خاص نگاہ کرم سے پایہ تکمیل تک پہنچی۔

میری دعا ہے اللہ تعالی اپنے محبوب کریم ﷺ کی طفیل اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذریعہ ہدایت ونجات بنائے اور نبی کریم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے اور حضور ﷺ کی تمام امت کی بخشش فرمائے خصوصا اس کتاب کے قارئین سامعین اور ناشرین اور معاونیں کو دین ودنیا کی برکات سے نوازے اور حشر کے دن حضور ﷺ کے دست مبارک سے حوض کوثر کے جام عطا فرمائے۔آمین

اللھم اغفرلنا ولوالدینا ولجمیع المسلمین بجاہ سیدنا و حبینا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین

یا خدا التجا ہے یہ میری
عشق احمد ﷺ میں یوں موت آئے
جان قدموں میں نکلے نبی کے — اور وہیں مجھ کو دفنایا جائے

(۱) فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ ☆

(۲) مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ،

(۳) يَامُعَاذُ إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَّاتَلْقَانِي بَعْدَ ☆

(٤) إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ

(٥) أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاةً.

(٦) أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا

(٧) أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ.

(٨) أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَاتَأْتِيْ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

(٩) لَقَدْ مَرَّ بِالرَّوْحَاءِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا فِيْهِمْ نَبِيُّ اللهِ ☆

(١٠) صَلّٰى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا مِنْهُمْ مُوسٰى ﷺ

(١١) يَا أَبَابَكْرٍ أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟ قَالَ وَادِيْ عُسْفَانَ

(١٢) سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ

(١٣) هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمَ

(١٤) شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا.

(١٥) مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي

(١٦) اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.

(١٧) لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي

(١٨) انْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ

(١٩) وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الأَنْبِيَاءِ

(٢٠) فَانطَلَقَ بِیْ جِبْرِیْلُ حَتّٰی اَتٰی السَّمَاءَ الدُّنْیَا ۔

(٢١) اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ

(٢٢) مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ

(٢٣) اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِی قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ

(٢٤) عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِی حَسَنُھَا وَسَیِّئُھَا

(٢٥) عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِی حَتّٰی الْقَذَاۃَ

(٢٦) حَیَاتِی خَیْرٌ لَکُمْ تُحَدِّثُوْنَ

(٢٧) لَیْسَ مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ

(٢٨) تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللہِ

(٢٩) لَمَّا تَجَلَّی اللہُ عَزَّوَجَلَّ لِمُوْسیٰ علیہ السلامَ

(٣٠) رَأَیْتُ رَبِّی عزوجل فی اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ

(٣١) اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ.

(٣٢) مَنْ عَادَی لِیْ وَلِیاً فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

(٣٣) اِنَّ اللہَ عزوجل قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ

(٣٤) اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَعَی زَیْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَۃَ

(٣٥) اِنْ شِئْتَ فَاَخْبِرْنِی، وَاِنْ شِئْتَ فَاَخْبَرْتُکَ.

(٣٦) اِنَّ اللہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا

(٣٧) اِنِّی فَرَطٌ لَکُمْ، وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ،

(٣٨) اللہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الشَّامِ

(٣٩) إِنِّی أَرٰی مَالا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لا تَسْمَعُوْنَ

(٤٠) أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّی إِمَامُكُمْ ا

(٤١) هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰی إِنِّی لَأَرٰی مَوَاقِعَ .

(٤٢) كان رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرٰی بِاللَّيْلِ

(٤٣) أَقِيمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَإِنِّیْ أَرَاكُمْ.

(٤٤) يَا فُلانُ ألا تُحْسِنُ صَلاتَكَ الا يَنْظُرُ

(٤٥) يا فُلانُ أَلَا تَتَّقِی اللهَ أَلَا تَرٰی كَيْفَ تُصَلِّیْ

(٤٦) هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِی هَا هُنَا فَوَاللهِ مَايَخْفٰی

(٤٧) مَا مِنْ شَیْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِی

(٤٨) اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

(٤٩) أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰی عَهْدِ النبیﷺ

(٥٠) وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا اِلَيْكَ فِرَارُنَا

(٥١) اَنْ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُراتِ

(٥٢) لَقَدْ رَأَيْتُ فِی مَقَامِی هٰذَا كُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُهُ

(٥٣) إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ

(٥٤) هَلْ تَدْرُوْنَ ما فَوْقَ ذٰلِكَ؟

(٥٥) هٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِهِ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ

(٥٦) إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا أعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلائِقِ

(٥٧) لَيْسَ مِنْ عَبْدِی يُصَلِّیْ عَلَیَّ إِلَّا بَلَغَنِی

(۵۸) اَسْمَعُ صَلَاةَ اَهْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُهُمْ

(۵۹) ما مِن رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِيْهِ الْمُؤْمِنِ

(٦٠) مَنْ سَالَ اللهَ الْجَنَّةَ ثلاث مَرَّاتٍ

(٦١) لاتُؤْذِی امْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِی الدُّنْيَا

(٦٢) نُصِرْتَ نُصِرْتَ (ثلاثًا)

(٦٣) يا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَالْتَفَتَ النَّاسُ

(٦٤) ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلاةً

(٦٥) مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِی فِی الْيَقْظَةِ ،

(٤٦) كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ ؟

☆.......سرکار غوث اعظم اور آپ کا استانہ 40روپے

☆.......ایک توسل کے سوالات کے جوابات 40روپے

☆.......شان رسالت سمجھنے کا ایمان طریق 40روپے

☆.......توحید و شرک 40روپے

☆.......ہم اہل سنت و جماعت ہیں 40روپے

☆.......تحفظ ناموس رسالت ایک فرض ایک قرض 40روپے

☆.......تربیت اولاد 30روپے

☆.......ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت 30روپے

☆.......فقہ حنفی سنت نبوی کے آئینے میں 30روپے

☆.......دختران اسلام کے لیے آئیڈیل کردار 30روپے

☆.......افزائش نور 30روپے

☆.......جادو کی مذمت 20روپے

☆.......اصلاح اور اس کا اجر 20روپے

☆.......نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں؟ 20روپے

☆.......تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل 20روپے

☆.......شان ولایت قران وحدیث کی روشنی میں 20روپے

☆.......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق 20روپے

☆.......امام اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت بانی فقہ 20روپے

☆....... محبت ولی کی شرعی حیثیت	20روپے
☆....... صلوۃ وسلام پر اعتراض کیوں؟	20روپے
☆....... فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات	20روپے
☆....... ربط ملت اور اہل سنت کی ذمہ داریاں	20روپے
☆....... خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام	20روپے
☆....... فحش گانوں کا عذاب	20روپے
☆....... رسول اللہ ﷺ کی نماز	20روپے
☆....... ترک تقلید کی تباہ کاریاں	20روپے
☆....... اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل	20روپے
☆....... صراط مستقیم کی روشنی	20روپے
☆....... مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے	20روپے
☆....... رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر	20روپے
☆....... محبت الٰہی اور اس کی چاشنی	20روپے
☆....... منصب نبوت اور عقیدہ مؤمن	20روپے
☆....... فہم زکوۃ	20روپے
☆....... حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ	20روپے
☆....... توحید باری تعالیٰ	20روپے
☆....... قربانی تین دن جائز ہے معہ قربانی کے جانور	20روپے

فہرست کتب سنی علمائے کرام

ملنے کا پتہ: صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ

کتاب	قیمت
عرفان الحدیث	250
گوشہ خواتین	220
انوار حافظ الحدیث	180
آؤ میلاد منائیں	220
دروس القرآن	170
مسئلہ رفع یدین	120
بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم	120
اہل جنت اہل سنت	150
اختلاف ختم ہو سکتا ہے	130
تحفہ رمضان المبارک	300
تحفہ شعبان المعظم	120
رسائل رمضان المبارک	120
ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں	100
خلاصۃ القرآن	40
قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ	500
غیر مقلدین کو دعوت انصاف (اوّل تا چہارم)	700 فی جلد
غیر مقلدین کا علمی محاسبہ	700
سرور کونین کی نورانیت و بشریت	700
فیصلہ کن مناظرے	700
مجموعہ رسائل	200
مالک کل	40
مختصر شرح سلام رضا	70
محمدی نماز	50
حرمت رسول پر سب کچھ قربان	40
شاہراہ اہلسنت	250
آئینہ اہلسنت	250
مقالات جلالیہ	180
جرأتوں کا قافلہ	20
آپکے مسائل کا شرعی حل	150
سنی جاگ	15
زندہ نبی کے زندہ صحابہ	40
نماز کا سنت طریقہ	20
میاں بیوی کے باہمی معاملات	120
تحقیق مسئلہ ختم نبوت	20
گستاخیاں	50
یزید علمائے اہلسنت کی نظر میں	20
میلاد النبی	24
بارہ ماہ کے فضائل و مسائل	40
عقائد و معمولات اہلسنت	40
شفاء اور برکت	25
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے	20
میں سنی کیوں ہوا؟	40
حقیقت ایصال ثواب	60
فضائل درود شریف	20
ایصال ثواب کیوں اور کیسے؟	20
بزرگان دین کا نعتیہ کلام	50
والیان نجد و حجاز کا تاریخی جائزہ	30
تبلیغی جماعت کے کارنامے	30
گستاخوں کا بُرا انجام	240
رفع یدین	20
اوجھڑی کی کراہت	25
انگوٹھے چومنے کا ثبوت	30
اہل ذکر کا بیان از روئے قرآن	150
برکات الرجب	40
نماز کوثر	80
ذکر اویس	120
ذکر سیرانی	120
کالج اور لڑکی	90
غم ٹال وظیفے	70
علم حضرت یعقوب علیہ السلام	40
بہشتی دروازہ	30
بسنت تہوار یا غضب کردگار	20
گلدستہ تقاریر (اوّل دوم)	240 فی جلد
شاہ شہیداں	70
سو غلط مسائل	20
باپ کی نصیحت بیٹی کے نام	40
کامیاب شادی	40
محفل میلاد برائے خواتین	170
مقام مصطفیٰ ﷺ	120
انیس الجلیس	200
ضرب حیدری	100
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مناظرہ)	80
مردے سنتے ہیں	20

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ

پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630